باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے جسکی فہرست مفصل ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے مفت مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں ان میں بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب قصہ جات نثر اُردو

قصہ گوپی چند بھرتری

لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے از لالہ دیبی پرشاد صاحب۔

قصہ سورج پور حصہ اول - از منشی چرونجی لال صاحب۔

قصہ چہار گلزار - از منشی ہردیال صاحب

ریاض تحقیق نادر - اردو شرح سکندر نامہ بری از مولوی عبدالمجید متوطن میلی بھیت۔

ترجمہ اردو رابنسن کروسو رچپا پٹیپ نہایت عمدہ ناول قابل دید ہے مطبوعہ غیر

قصہ دھرم سنگھ - مترجمہ پنڈت بنسی دھر صاحب۔

قصہ اگر گل - قصہ مشہور۔

ترجمہ داستان امیر حمزہ بالتصویر

ہر چہار دفتر مسلسل مندرجہ مترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی کردۂ مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی۔

الف لیلہ بالتصویر - دو کالم میں مشہور افسانہ ہزار و ایک رات کا عربی میں ہے اس کا ترجمہ اردو میں منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا مزید نظر ثانی مولوی حامد علی خان متخلص - حامد کاغذ سفید و حنائی۔

فسانہ عجائب جلی قلم - بالتصویر عبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ

ایضاً کاغذ حنائی گندہ

قصہ سند باد جہازی - ماخوذ از قصہ الف لیلہ۔

باہتمام کیسر داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ کیا صانع ہی کہ جسنے ایک مٹھی خاک سے کیا کیا صورتین اور مٹی کی مورتین پیدا کین باوجود دو رنگ کے ایک گورا ایک کالا اور یہی ناک کان ہاتھ پانون سب کو دیے ہین تسپر رنگ برنگ کی شکلین جدا جدا بنائین کہ ایک کی سج دھج سے دوسرے کا ڈیل ڈول نہین ملتا کرورون خلقت مین جسکو چاہیے پہچان لیجیے آسمان اُسکے دریاے وحدت کا ایک بلبلہ ہی اور زمین پانی کا بتاشا ہی لیکن یہ تماشا ہو کہ سمندر ہزارون لہرین مارتا ہی پر اسکا بال بیکا نہین کر سکتا جسکی یہ قدرت اور سکت ہو اسکی حمد و ثنا مین زبان انسان کی گویا گونگی ہی کہے تو کیا کہے بہتر یون ہی کہ جس بات مین دم نہ مار سکے چپکا ہو رہے

غزل

عرش سے لے فرش تک جسکا یہ سامان ہی
حمد اسکی گر لکھا چاہون تو کیا امکان ہی

جب پیمبر نے کہا ہو مین نے پہچانا نہین
پھر جو کوئی دعوی کرے اسکا بڑا نادان ہی

رات دن یہ مہر و مہ پھرتے ہین جس صنعت لیے
پر ہر اک واحد کی صورت دیدۂ حیران ہی

جسکا ثانی اور مقابل ہو سکے گا کوئی بھی
ایسے یکتا کو خدائی سب طرح شایان ہی

لیکن اتنا جانتا ہون خالق و رازق ہی وہ
ہر طرح سے مجھپر اسکا لطف اور احسان ہی

اور درود اسکے دوست پر جسکے خاطر زمین و آسمان کو پیدا کیا اور درجہ رسالت کا دیا

رباعی

جسم پاک مصطفیٰ اللہ کا اک نور ہی — اسلیے یہ چھایین اُس قد کی نہ تھی مشہور ہی
حوصلہ میرا کہان اتنا جو نعت اُسکی لکھون — پر سخن گویون کا یہ بھی قاعدہ دستور ہی

اور اُسکی آل پر صلوات و سلام جو ہین بارہ امام علیہم السلام

نظم

حمد حق اور نعت احمد کو یہان کر اختتام — اب مین آغاز اُسکو کرتا ہون جو ہی منظور کام
یا الٰہی واسطے اپنے نبی کی آل کے — کر یہ میری گفتگو مقبول طبع خاص و عام

منشا اس تالیف کا یہ ہی کہ سنہ ایکہزار دو سو پندرہ ہجری اور اٹھارہ سو ایکسال عیسوی مطابق ایکہزار دو سو سات سنہ فصلی کے عہد مین اشرف الاشراف مارکویس ولزلی گورنر جنرل لارڈ مارنگٹن صاحب کہ جنکی تعریف مین عقل حیران اور فہم سرگردان ہی جتنے وصف سردارون کو چاہیین اُنکی ذات مین خدا نے جمع کیے ہین غرض قسمت کی خوبی اس ملک کی تھی جو ایسا حاکم تشریف لایا جسکے قدم کے فیض سے ایک عالم نے آرام پایا مجال نہین کہ کوئی کسی پر زبردستی کر سکے شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین سارے غریب غربا دعا دیتے ہین اور جیتے ہین چرچا علم کا پھیلا صاحبان ذیشان کو شوق ہوا کہ اُردو کی زبان سے واقف ہوکر ہندوستانیون سے گفت و شنود کرین اور ملکی کام کو باگاہی تمام انجام دین اسواسطے کتنی کتابین اسی سال مین بموجب فرمایش کے تالیف ہوئین جو صاحب دانا اور ہندوستان کی زبان بولنے والے ہین اُنکی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ یہ قصہ چار درویش کا ابتدا مین امیر خسرو دہلوی نے اس تقریب سے کہا کہ حضرت نظام الدین اولیا زری زر بخش جو اُنکے پیر تھے اور درگاہ اُنکی دلی مین قلعے سے تین کوس لال دروازے کے باہر ٹیا دروازے سے آگے لال بنگلے کے پاس ہی اُنکی طبیعت ماندی ہوئی تب مرشد کا دل بہلانے کے واسطے امیر خسرو یہ قصہ ہمیشہ کہتے اور بیمارداری مین حاضر رہتے اللہ نے چند روز مین شفا دی تب اُنھون نے غسل صحت کے دن یہ دعا دی کہ جو کوئی اس قصے کو سنیگا خدا کے فضل سے تندرست رہیگا جب سے یہ قصہ فارسی مین مروج ہوا

اب خداوند نعمت صاحب مروت نجیبون کے قدردان **جان گلکرسٹ** صاحب نے ہمیشہ اقبال اُنکا زیادہ رہے جب تلک گنگا جمنا بہے لطف سے فرمایا کہ اس قصے کو ٹھیٹھ ہندوستانی گفتگو مین جو اُردو کے لوگ ہندو مسلمان عورت مرد لڑکے بالے خاص و عام آپس مین بولتے چالتے ہین ترجمہ کرو موافق حکم حضور کے مین نے بھی اسی محاورے سے لکھنا شروع کیا جیسے کوئی باتین کرتا ہی پہلے اپنا احوال یہ عاصی گنہگار میر امن دلی والا بیان کرتا ہی

ہمیشہ سے بزرگ ہمایون بادشاہ کے عہد سے ہر ایک بادشاہ کی رکاب مین پشت بہ پشت جانفشانی بجا لاتے رہے اور وے بھی پرورش کی نظر سے قدردانی جتنی چاہیے فرماتے رہے جاگیر و منصب اور خدمات کی عنایت سے سرفراز کرکے مالا مال اور نہال کر دیا اور خانہ زاد موروثی اور منصب دار قدیمی زبان مبارک سے فرمایا چنانچہ یہ لقب بادشاہی دفتر مین داخل ہوا جب ایسے گھر کی کہ سارے گھر اس گھر کے سبب سے آباد تھے یہ نوبت پہونچی ظاہر ہے عیان راچہ بیان تب سورج مل جاٹ نے جاگیر کو ضبط کر لیا اور احمد شاہ درانی نے گھر بار تاراج کیا ایسی ایسی تباہی کھا کر ایسے شہر سے کہ وطن اور جنم بھوم میری ہے اور آنول نال وہین گڑا ہے جلا وطن ہوا اور ایسا جہاز کہ جسکا ناخدا بادشاہ تھا غارت ہوا مین بیکسی کے سمندر مین غوطے کھانے لگا ڈوبتے کو تنکے کا آسرا بہت ہے کتنے برس بلدۂ عظیم آباد مین دم لیا کچھ بنی کچھ بگڑی آخر کار وہان سے بھی پانون اکھڑے روزگار نے موافقت نہ کی عیال و اطفال کو چھوڑ کر تن تنہا کشتی پر سوار ہو اشرف البلاد کلکتہ مین آب و دانے کے زور سے آ پہونچا چندے بیکاری مین گذری اتفاقاً نواب دلاور جنگ نے بلوا کر اپنے چھوٹے بھائی میر محمد کاظم خان کی اتالیقی کے واسطے مقرر کیا قریب دو سال کے وہان رہنا ہوا لیکن جب نباہ اپنا نہ دیکھا تب منشی میر بہادر علی کے وسیلے سے حضور تک جان گلگرسٹ صاحب بہادر دام اقبالہ کے رسائی ہوئی بارے طالع کی مدد سے ایسے جوانمرد کا دامن ہاتھ لگا ہے چاہیے کہ دن کچھ بھلے آوین نہین تو یہی غنیمت ہے کہ ایک ٹکڑا کھا کر پانون پھیلا کر سو رہتا ہون اور گھر مین دس آدمی چھوٹے بڑے پرورش پا کر دعا اُس قدردان کو کرتے ہین خدا قبول کرے

حقیقت اُردو کی زبان کی بزرگون کے منھ سے یون سنی ہے کہ دلی شہر ہندو ون کے نزدیک چوجگی ہے انہین کے راجا پرجا قدیم سے وہان رہتے تھے اور اپنی بھاکھا بولتے تھے ہزار برس سے مسلمانون کا عمل ہوا سلطان محمود غزنوی آیا پھر غوری اور لودی بادشاہ ہوئے اس آمد و رفت کے باعث کچھ زبانون نے ہندو مسلمانون کی آمیزش پائی آخر امیر تیمور نے جنکے گھرانے مین اب تک نام نہاد سلطنت کا چلا جاتا ہے ہندوستان کو لیا انکے آنے اور رہنے سے لشکر کا بازار شہر مین داخل ہوا اس واسطے شہر کا بازار اُردو کہلایا پھر ہمایون بادشاہ پٹھانون کے ہاتھ سے حیران ہو کر ولایت گئے آخر وہان سے آنکر پس ماندہ پٹھانون کو گوشمالی دی کوئی مفسد باقی نہ رہا کہ فتنہ فساد برپا کرے جب اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھے تب چارون طرف کے ملکون سے سب قوم قدردانی اور فیض رسانی اس خاندان لاثانی کی سنکر حضور مین آکر جمع ہوئی لیکن ہر ایک کی گویائی اور بولی جدا جدا تھی اکٹھے ہونے سے آپس مین لین دین سودا سلف سوال جواب کرتے کرتے ایک زبان اُردو کی مقرر ہوئی جب حضرت

شاہجہان صاحبقران نے قلعۂ مبارک اور جامع مسجد اور شہرپناہ تعمیر فرمایا و تخت طاؤس مین جواہر
جڑوایا اور دل بادل سا خیمہ چوبون پر استادہ کر طنابون سے کھچوایا اور نواب علی مردان خان نہر کو
لیکر آیا تب بادشاہ نے خوش ہوکر جشن فرمایا اور شہر کو اپنا دار الخلافت بنایا تب سے شاہجہان آباد
مشہور ہوا اگرچہ دلی جدا ہی وہ پرانا شہر اور یہ نیا شہر کہلاتا ہی اور وہان کے شہر کو اردوے معلے
خطاب دیا امیر تیمور کے عہد سے محمد شاہ کی بادشاہت تک بلکہ احمد شاہ اور عالمگیر ثانی کے وقت تک
پیڑھی بہ پیڑھی سلطنت یکسان چلی آئی ندان زبان اردو کی منجتے منجتے ایسی منجی کہ کسی شہر کی بولی
اس سے ٹکر نہین کھاتی لیکن قدردان منصف چاہیے جو تجویز کرے سو اب خدا نے بعد مدت کے
جان گلگرسٹ صاحب بہادر سا دانا نکتہ رس پیدا کیا کہ جنھون نے اپنے گیان اور اوکت سے
اور تلاش اور محنت سے قاعدون کی کتابین تصنیف کین اس سبب سے ہندوستان کی زبان کا
ملکون مین رواج ہوا اور نئے سر سے رونق زیادہ ہوئی نہین تو اپنی دستار و گفتار و رفتار کو
کوئی برا نہین جانتا اگر ایک گنوار سے پوچھیے تو شہر والون کو نام رکھتا ہی اور اپنے تئین
سب سے بہتر سمجھتا ہی خیر عاقلان خود میدانند جب احمد شاہ ابدالی کابل سے آیا اور شہر کو لٹوایا
شاہ عالم پورب کی طرف سے کوئی وارث اور مالک ملک کا نہ رہا شہر بے سر ہو گیا سچ ہی بادشاہت
کے اقبال سے شہر کی رونق تھی ایکبارگی تباہی پڑی رئیس وہان کے مین کہین اور تم کہین ہو کر جہان
جسکے سینگ سمائے وہان نکل گئے جس ملک مین پہونچے وہان کے آدمیون کے ساتھ سنگت سے
بات چیت مین فرق آیا اور بہت ایسے ہین کہ دس پانچ برس کسی سبب سے دلی مین گئے اور رہے وے
بھی کہان تک بول سکین گے کہین نہ کہین چوک ہی جاوینگے اور جو شخص سب آفتین سہکر دلی کا روڑا
ہو کر رہا اور دس پانچ پشتین اسی شہر مین گذرین اور اسنے دربار امراؤن کے اور میلے ٹھیلے عرس
چھڑیان سیر و تماشا اور کوچہ گردی اس شہر کی مدت تلک کی ہوگی اور وہان سے نکلنے کے بعد اپنی زبان
کو لحاظ مین رکھا ہوگا اسکا بولنا البتہ ٹھیک ہی یہ عاجز بھی ہر ایک شہر کی سیر کرتا اور تماشا دیکھتا یہان تلک پہونچا ہی

شروع قصے کا

اب آغاز قصے کا کرتا ہون ذرا کان دھر کر سنو اور منصفی کرو سیر مین چار درویش کی یون لکھا ہی
اور کہنے والے نے کہا ہی کہ آگے روم کے ملک مین ایک شہنشاہ تھا کہ نوشیروان کی سی عدالت
اور حاتم کی سی سخاوت اسکی ذات مین تھی نام اسکا آزاد بخت اور شہر قسطنطنیہ

ستنبول کہتے ہین اسکا باپ کے تحت تھا اُسکے وقت مین رعیت آباد خزانہ معمور لشکر مرفہ غریب و
غربا آسودہ ایسے چین سے گذران کرتے اور خوشی سے رہتے کہ ہر ایک گھر مین دن عید اور
رات شب برات تھی اور جتنے چور چکار جیب کترے صبح خیزیے اُٹھائی گیرے دغاباز تھے
انکو نیست و نابود کرکے نام و نشان اُنکا اپنے ملک بھر مین نہ رکھا تھا ساری رات دروازے
گھرون کے بند نہ ہوتے اور دکانین بازار کی کھلی رہتین راہی مسافر جنگل میدان مین سونا اُچھالتے
چلے جاتے کوئی نہ پوچھتا کہ تمھارے منھ مین کے دانت ہین اور کہان جاتے ہو اس بادشاہ کے
عمل مین ہزارون شہر تھے اور کئی سلطان نعلبندی دیتے ایسی بڑی سلطنت پر ایک ساعت اپنے دل کو
خدا کی یاد اور بندگی سے غافل نہ کرتا آرام دنیا کا جو چاہیے سب موجود تھا لیکن فرزند کہ زندگانی کا
پھل ہے اسکی قسمت کے باغ مین نہ تھا اس خاطر اکثر فکرمند رہتا پانچون وقت کی نماز کے بعد
اپنے کریم سے کہتا کہ اے اللہ مجھ عاجز کو تو نے اپنی عنایت سے سب کچھ دیا لیکن ایک اس اندھیرے
گھر کا دیا نہ دیا یہی ارمان جی مین باقی ہے کہ میرا نام لیوا اور پانی دیوا کوئی نہین اور تیرے خزانہ
غیب مین سب کچھ موجود ہے ایک بیٹا جیتا جاگتا مجھے دے تو میرا نام اور اس سلطنت کا نشان قائم
رہے اسی امید مین بادشاہ کی عمر چالیس برس کی ہوگئی ایک دن شیش محل مین نماز ادا کر وظیفہ
پڑھ رہے تھے ایکبارگی آئینہ کی طرف خیال جو کرتے ہین تو ایک سفید بال مونچھون مین نظر آیا
کہ مانند تار مقیش کے چمک رہا ہے بادشاہ دیکھ کر آبدیدہ ہوئے اور ٹھنڈی سانس بھری پھر دل مین
اتنا سوچ کیا کہ افسوس تو نے اتنی عمر ناحق برباد کی اور اس دنیا کی حرص مین ایک عالم کو زیر
و زبر کیا اور ملک جو لیا اب تیرے کس کام آویگا آخر یہ سارا مال اسباب کوئی دوسرا اُڑاویگا تجھے
تو پیغام موت کا آچکا اگر کوئی دن جیے بھی تو بدن کی طاقت کم ہوگی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ میری تقدیر مین نہین لکھا کہ وارث چتر اور تخت کا پیدا ہو آخر ایک روز مرنا ہے اور سب کچھ
چھوڑ جانا ہے اس سے یہی بہتر ہے کہ مین ہی اسے چھوڑ دون اور باقی زندگانی اپنے خالق کی
یاد مین کاٹون یہ بات اپنے دل مین ٹھہرا کر پائین باغ مین جا کر سب مجرائیون کو جواب دے کر
فرمایا کہ کوئی آج سے میرے پاس نہ آوے سب دیوان عام مین آیا جایا کرین اور اپنے کام
مین مستعد رہین یہ کہکر آپ ایک مکان مین جا بیٹھے اور مصلے بچھا کر عبادت مین مشغول ہوئے
سوائے رونے اور آہ بھرنے کے کچھ کام نہ تھا اسی طرح بادشاہ آزاد بخت کو کئی دن گذرے
شام کو روزہ کھولنے کے وقت ایک چھوہارا اور تین گھونٹ پانی پیتے اور تمام دن رات جانماز پر

پڑھتے پڑھتے اس بات کا اندر باہر چرچا پھیلا رفتہ رفتہ تمام ملکون مین خبر گئی کہ بادشاہ نے بادشاہت
سے ہاتھ کھینچکر گوشہ نشینی اختیار کی چارون طرف سے غنیمون اور مفسدون نے سر اُٹھایا
اور قدم اپنی حد سے بڑھایا جسنے جو چاہا ملک دبا لیا اور سرانجام سرکشی کا کیا جہان کہین حاکم تھے
اُنکے حکم مین خلل عظیم واقع ہوا ہر ایک صوبے سے عرضی بدعملی کی حضور مین پہونچی درباری اُمرا
جتنے تھے جمع ہوے اور صلاح مصلحت کرنے لگے آخر یہ تجویز ٹھہری کہ نواب وزیر عاقل اور دانا اور
بادشاہ کا مقرب اور معتمد ہے اور درجے مین بھی سب سے بڑا ہے اُسکی خدمت مین چلین دیکھین
وہ کیا مناسب جان کر کہتا ہے سب عمدہ امیر وزیر کے پاس آئے اور کہا بادشاہ کی یہ صورت اور
ملک کی یہ حقیقت اگر چندے اور تغافل ہوا تو اس محنت کا کمایا ہوا مفت مین جاتا رہیگا
پھر ہاتھ آنا بہت مشکل ہے وزیر پرانا قدیم نمک حلال اور عقلمند نام بھی خردمند اسم با مسمی تھا
بولا اگرچہ بادشاہ نے حضور مین آنے کو منع کیا ہے لیکن تم چلو مین بھی چلتا ہون خدا کرے بادشاہ
کی مرضی مین آئے جو روبرو بلائے یہ کہکر سب کو اپنے ساتھ دیوان عام تلک لا اُنکو وہان
چھوڑکر آپ دیوان خاص مین آیا اور بادشاہ کی خدمت مین محلی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ یہ پیر غلام
حاضر ہے کئی دنون سے جمال جہان آرا نہین دیکھا امیدوار ہون کہ ایک نظر دیکھکر قدمبوسی حاصل
کرون تو خاطر جمع ہو یہ عرض وزیر کی بادشاہ نے سنی ازبسکہ قدامت اور خیرخواہی اور تدابیر
اور جان نثاری اُسکی جانتے تھے اور اکثر اُسکی بات مانتے تھے بعد تامل کے فرمایا خردمند کو بلالو بار
جب پروانگی ہوئی وزیر حضور مین آیا آداب بجا لایا اور دست بستہ کھڑا رہا دیکھا تو بادشاہ کی عجب
صورت بن رہی ہے کہ زار زار رو رہے ہین اور دُبلاپے سے آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین اور چہرہ زرد
ہو گیا ہے خردمند کو تاب نہ رہی بے اختیار دوڑکر قدمون پر جا گرا بادشاہ نے ہاتھ سے سر اُسکا
اُٹھایا اور فرمایا لو مجھے دیکھا خاطر جمع ہوئی اب جاؤ زیادہ مجھے نہ ستاؤ تم سلطنت کرو خردمند سنکر
ڈاڑھ مار کر رو دیا اور عرض کی غلام کو آپ کے تصدق اور سلامتی سے ہمیشہ بادشاہت میسر ہے لیکن
جہان پناہ کی یکبیک اس طرح گوشہ گیری سے تمام ملک مین تہلکہ پڑ گیا ہے اور انجام اسکا اچھا
نہین نظر آتا ہے یہ کیا خیال مزاج مبارک مین آیا اگر اس خانہ زاد موروثی کو بھی محرم اس راز کا کیجیے تو
بہتر ہے جو کچھ عقل ناقص مین آئے التماس کرے غلامون کو جو یہ سرفرازیان بخشی ہین اسی دن کے
واسطے کہ بادشاہ عیش و آرام کرین اور نمک پروردے تدبیرین ملک کی کرین خدا نخواستہ
جب فکر مزاج عالی کے لاحق ہوئی تو بندہ ہاے بادشاہی کس دن کام آوینگے بادشاہ نے کہا

تو جو کہتا ہے یہ جو فکر میرے جی کے اندر ہے سو تم میرے پاس ہو کر سن اے خردمند ساری عمر میری
اسی ملک گیری کے درد سر میں کٹی اب یہ سن و سال ہوا آگے موت باقی ہے سو اسکا بھی پیغام
آیا کہ سیاہ بال سفید ہو چلے وہ مثل ہے کہ ساری رات سوئے اب صبح کو بھی نہ جاگیں اب تک ایک بیٹا پیدا
نہ ہوا جو میری خاطر جمع ہوتی اسلئے دل سخت اداس ہوا اور میں سب کچھ چھوڑ بیٹھا جس کا
جی چاہے ملک لے یا مال مجھے کام نہیں بلکہ کوئی دن میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ سب
چھوڑ چھاڑ کر جنگل اور پہاڑوں میں نکل جاؤں اور منہ اپنا کسی کو نہ دکھاؤں اسی طرح چند روز
زندگی بسر کروں اگر کوئی مکان خوش آیا تو وہاں بیٹھ کر بندگی اپنے معبود کی بجا لاؤں گا
شاید عاقبت بخیر ہو اور دنیا کو تو خوب دیکھا کچھ مزہ نہ پایا اتنی بات بول کر اور ایک آہ بھر کر
بادشاہ چپ ہو رہے خردمند ان کے باپ کا وزیر تھا جب یہ شہزادے تھے تب سے
محبت رکھتا تھا علاوہ اسکے دانا اور دور اندیش تھا کہنے لگا خدا کی جناب سے نا امید ہونا ہرگز
مناسب نہیں جسنے ہیژدہ ہزار عالم کو ایک حکم میں پیدا کیا تمہیں اولاد دینی اسکے نزدیک
کیا بات ہے قبلۂ عالم اس تصور باطل کو اپنے دل سے دور کرو نہیں تو تمام عالم درہم برہم
ہو جاوے گا اور یہ سلطنت جو کس کس محنت اور مشقت سے تمہارے بزرگوں نے اور تمنے پیدا
کی ہے ایک ذری میں ہاتھ سے نکل جاویگی اور بیخبری سے ملک ویران ہو جاوے گا خدا نخواستہ
آخر بدنامی حاصل ہوگی اسپر بھی بازپرس روز قیامت کی ہوا چاہتی ہے کہ تجھے بادشاہ بنا کر اپنے
بندوں کو تیرے حوالے کیا تھا تو ہماری رحمت سے مایوس ہوا اور رعیت کو حیران اور پریشان
کیا اس سوال کا کیا جواب دوگے پس عبادت بھی اس روز کام نہ آوے گی اسواسطے کہ آدمی کا دل
خدا کا گھر ہے اور بادشاہ فقط عدل کے واسطے پوچھے جاوینگے غلام کی بے ادبی معاف ہو
گھر سے نکل جانا اور جنگل جنگل پھرنا کام جوگیوں اور فقیروں کا ہے نہ کہ بادشاہوں کا تم
اپنے جوگ کا کام کرو خدا کی یاد اور بندگی جنگل اور پہاڑ پر موقوف نہیں آپ نے یہ
بیت سنی ہوگی

بیت

خدا اس پاس یہ ڈھونڈتے ہیں جنگل میں	ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں

اگر منصفی فرمایئے اور فدوی کی عرض قبول کیجئے تو بہتر یوں ہے کہ جہان پناہ ہر دم
اور ہر وقت دھیان اپنا خدا کی طرف لگا کر دعا مانگا کریں اسکی درگاہ سے کوئی

محروم نہین رہا اون کو بندوبست ملک کا اور انصاف عدالت غریب وغربا کی فرمائین تو بندے
خدا کے دامن دولت کے سایہ مین با امن وامان خوش گذران رہین اور رات کو عبادت کیجئے
اور درود پیغمبر کی روح پاک پر نیاز کر کے درویش گوشہ نشین متوکلان سے مدد لیجیے اور روز
راتب یتیم اسیر عیال دارون محتاجون اور رانڈ بیواؤن کو کر دیجیے ایسے اچھے کامون اور
نیک نیتون کی برکت سے خدا چاہے تو امید قوی ہو کہ تمھارے دل کے مقصد
اور مطلب سب پورے ہون اور جس واسطے مزاج عالی مکدر ہو رہا ہو وہ آرزو بر آئے اور
خوشی خاطر شریف کو ہو جائے پروردگار کی عنایت پر نظر رکھیے کہ وہ ایک دم مین
جو چاہتا ہو سو کرتا ہو بارے خردمند وزیر کی ایسی ایسی عرض معروض کرنے سے
آزاد بخت کے دل کو ڈھارس بندھی فرمایا اچھا تو جو کہتا ہو بھلا یہ بھی کر دیکھین آگے جو
اللہ کی مرضی ہو سو ہوگا جب بادشاہ کے دل کو تسلی ہوئی تب وزیر سے پوچھا کہ اور سب
امیر وزیر کیا کرتے ہین اور کس طرح ہین اُسنے عرض کی سب ارکان دولت قبلہ عالم کی جان
ومال کو دعا کرتے ہین آپ کی فکر سے سب حیران اور پریشان ہو رہے ہین جمال مبارک
اپنا دکھائیے تو سب کی خاطر جمع ہوئے چنانچہ اسوقت دیوان عام مین حاضر ہین یہ سنکر
بادشاہ نے حکم کیا کہ انشاء اللہ تعالے کل دربار کرونگا سب کو کہدو کہ حاضر رہین خردمند
یہ وعدہ سنکر خوش ہوا اور دونون ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ جب تک یہ زمین وآسمان برپا ہین
تمھارا تاج وتخت قائم رہے اور حضور سے رخصت ہو کر خوشی خوشی باہر نکلا اور یہ خوشخبری
امراؤن سے کہی سب امیر ہنسی خوشی گھر کو گئے سارے شہر مین آنند ہو گئی رعیت پرجا مگن ہوے
کہ کل بادشاہ دربار عام کرینگا صبح کو سب خانہ زاد اعلےٰ وادنےٰ اور ارکان دولت چھوٹے
بڑے اپنے اپنے پایہ مرتبہ پر آ کر کھڑے ہوے اور منتظر جلوہ بادشاہی کے رہے پہر دن چڑھے
ایکبارگی پردہ اُٹھا اور بادشاہ نے بر آمد ہو کر تخت مبارک پر جلوس فرمایا نوبتخانے مین
شادیانے بجنے لگے سبھون نے نذرین مبارکبادی کی گذرانین اور مجرا گاہ سے
تسلیمات کورنشات بجالائے موافق قدر ومنزلت کے ہر ایک کو سرفرازی ہوئی
سب کے دل کو خوشی اور چین ہوا جب دوپہر ہوئی تو دربار برخاست ہو کر اندرون محل
داخل ہوئے خاصہ نوش جان فرما کر خوابگاہ مین آرام کیا اس دن سے بادشاہ نے
یہی مقرر کیا کہ ہمیشہ صبح کو دربار کرنا اور تیسرے پہر کتاب کا شغل اور ورد وظیفہ

چراغ روشن ہو اور دل کی مراد ملے یہ نیت کرکے اُس طرف کو چلے جب نزدیک پہونچے
دیکھا تو چار فقیر بینوا کفنیان گلے مین ڈالے اور سر زانو پر دھرے عالم بیہوشی مین چپ چاپ
بیٹھے ہین اور ان کا یہ عالم ہے جیسے کوئی مسافر اپنے ملک اور قوم سے بچھڑ کر بیکسی اور مفلسی کے

شبیہ آزاد بخت اور چارون درویشون کی

رنج و غم مین گرفتار ہو کر حیران رہ جاتا ہے اسی طرح سے یہ چارون نقش دیوار ہو رہے ہین اور ایک
چراغ پتھر پر دھرا ٹمٹما رہا ہے ہرگز ہوا اسکو نہین لگتی گویا فانوس اسکا آسمان بنا ہے کہ بے خطرے
جلتا ہے آزاد بخت کو دیکھتے ہی یقین آیا کہ مقرر تیری آرزو ان مردان خدا کے قدمون کی برکت سے
بر آویگی اور تیری امید کا سوکھا درخت انکی توجہ سے ہرا ہو کر پھلیگا ان کی خدمت مین چلکر اپنا
احوال کہہ اور مجلس کا شریک ہو شاید تجھ پر ترس کھا کر دعا کرین جو بے نیاز کے یہان قبول ہو یہ
ارادہ کرکے چاہا کہ قدم آگے دھرے ولیکن اسی دم عقل نے سمجھایا کہ اے بیوقوف جلدی مت کر ذرا
دیکھ لے تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ کون ہین اور کہان سے آئے ہین اور کدھر جاتے ہین کیا جانین
یہ دیو ہین یا غول بیابانی ہین کہ آدمی کی صورت بنکر باہم مل بیٹھے ہین بہر صورت
جلدی کرنا اور ان کے درمیان جاکر مخل ہونا خوب نہین ابھی ایک گوشے مین چھپکر حقیقت

ان درویشون کی جانا چاہیے آخر بادشاہ نے بھی کیا ایک کونے مین اس مکان کے چپکا جا چھپا کہ کسیکو آنے کی خبر نہ ہوئی اپنا دھیان اُنکی طرف لگایا کہ دیکھیے آپس مین کیا بات چیت کرتے ہین اتنا تھا ایک فقیر کو چھینک آئی اُسنے شکر خدا کا کیا وے تینون قلندر اُسکی آواز سے چونک پڑے چراغ کو اُکسایا چھینک تو روشن تھا اپنے اپنے بستر پر بیٹھے حقے بھر کر پینے لگے ایک ان آزادون مین سے بولا ای یاران ہمدرد و رفیقان جہان گرد ہم چارون صورتین آسمان کی گردش سے اور لیل و نہار کے انقلاب سے دربدر خاک بسر ایک مدت پھرے الحمد للہ طالع کی مدد اور قسمت کی یاوری سے آج اس مقام پر باہم ملاقات ہوئی اور کل کا احوال کچھ معلوم نہین کہ کیا پیش آوے ایک گت رہین یا جُدا جُدا ہو جائین رات بڑی پہاڑ ہوتی ہے ابھی سے پڑ رہنا خوب نہین اس سے یہ بہتر ہے کہ اپنی اپنی سرگذشت جو اس دُنیا مین جسپر بیتی ہو بشرطیکہ جھوٹ اسمین کوڑی بھر نہ ہو بیان کرے تو باتون مین رات کٹ جائے جب تھوڑی شب باقی رہیگی تب لوٹ پوٹ رہینگے سبھون نے کہا یا ہادی جو کچھ ارشاد ہوتا ہے ہمنے قبول کیا پہلے آپ ہی اپنا احوال جو دیکھا ہے یا جو گزرا ہے شروع کیجیے تو ہم سب مستفید ہون

سیر پہلے درویش کی

پہلا درویش دو زانو ہو بیٹھا اور اپنی سیر کا قصہ اس طرح سے کہنے لگا
یا معبود اللہ ذرا ادھر متوجہ ہو اور ماجرا اس بے سروپا کا سنو رباعی

یہ سرگذشت میری ذرا کان دھر سنو
مجھکو فلک نے کر دیا زیر و زبر سنو
جو کچھ کہ پیش آئی ہے شدت مرے تئین
اُسکا بیان کرتا ہون تم سر بسر سنو

اے یاران میری پیدائش اور وطن بزرگون کا ملک یمن ہے والد اس عاجز کا ملک التجار

خواجہ احمد نام بڑا سوداگر تھا اُسوقت مین کوئی مہاجن یا بیپاری ان کے برابر نہ تھا اکثر شہرون مین
کوٹھیان اور گماشتے خرید و فروخت کے واسطے مقرر تھے اور لاکھون روپے نقد اور جنس ملک
ملک کے گھر مین موجود تھے اُنکے یہان دو لڑکے پیدا ہوے ایک تو یہی فقیر جو کفنی سیلی
پہنے ہوے مرشدون کے حضور مین حاضر اور بولتا ہی اور دوسری ایک بہن جسکو قبلہ گاہ نے
اپنے جیتے جی ایک شہر کے سوداگر بچے سے شادی کردی تھی وہ اپنی سسرال مین رہتی تھی
غرض جسکے گھر مین اتنی دولت اور ایک لڑکا ہو اُسکے لاڈ پیار کا کیا ٹھکانا ہی مجھ فقیر
نے بڑے چاؤ چوچلے سے ماں باپ کے سایہ مین پرورش پائی اور پڑھنا لکھنا سپاہگری کا
کسب و فن سوداگری کا بہی کھاتہ روزنامہ سیکھنے لگا چودہ برس تک نہایت خوشی اور
بیفکری مین گذری کچھ دنیا کا اندیشہ دل مین نہ آیا یک بیک ایک ہی سال مین والدین
قضاے الٰہی سے مرگئے عجب طرح کا غم ہوا جسکا بیان نہین ہوسکتا یکبارگی یتیم ہوگیا کوئی
سر پر بڑا بوڑھا نہ رہا اس مصیبت ناگہانی سے رات دن رویا کرتا کھانا پینا سب چھوٹ گیا
چالیس دن جون تون کرکے گذرے چہلم مین اپنے بیگانے چھوٹے بڑے جمع ہوے جب فاتحہ سے
فراغت ہوئی سب نے فقیر کو باپ کی پگڑی بندھوائی اور سمجھایا دنیا مین سب کے ماں باپ
مرتے آئے ہین اور اپنے تئین بھی ایک روز مرنا ہی پس صبر کرو اپنے گھر کو دیکھو اب باپ
کی جگہہ تم سردار ہوے اپنے کاروبار لین دین سے ہوشیار رہو تسلی دے کر وے رخصت
ہوے گماشتے کاروباری نوکر چاکر جتنے تھے آن کر حاضر ہوے نذرین دین اور بولے کوٹھے
نقد و جنس کے اپنی نظر مبارک سے دیکھ لیجیے ایکبارگی جو اُس دولت بے انتہا پر نگاہ پڑی آنکھین
کھل گئین دیوانخانے کی طیاری کو حکم کیا فراشون نے فرش فروش بچھا کر چھت پردے چلونین
تکلف کی لگادین اور اچھے اچھے خدمتگار دیدار و نوکر رکھے سرکار سے زرق برق کی پوشاکین
بنوا دین فقیر مسند پر تکیہ لگا بیٹھا ویسے ہی آدمی غنڈے پھانکڑے مفت بر کھانے
پینے والے جھوٹے خوشامدی آکر آشنا ہوئے اور مصاحب بنے اُنسے آٹھ پہر صحبت
ہونے لگی ہر طرح کی باتین اور زٹلین واہی تباہی اِدھر اُدھر کی کرتے اور کہتے اس جوانی کے
عالم مین کیتکی شراب یا گل گلاب کھنچوائیے نازنین معشوقون کو بلوا کر اُن کے ساتھ پیجیے اور عیش
کیجیے غرض آدمی کا شیطان آدمی ہی ہر دم کے کہنے سننے سے اپنا بھی مزاج بہک گیا شراب
ناچ اور جوے کا چرچا شروع ہوا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ سوداگری بھول کر تماش بینی کا

تب مین نے جواب صاف اُنسے سُنا شہر پناہ کی دیوار کے تلے گھوڑے پر سے اُتر زین پوش بچھا کر بیٹھا جاگنے کے خاطر ادھر اُدھر ٹہلنے لگا جس وقت آدھی رات ادھر اور آدھی رات اُدھر ہوئی سُنسان ہو گیا

قصہ ملک شام کی شاہزادی کا

دیکھتا کیا ہون کہ ایک صندوق قلعے کی دیوار پر سے نیچے چلا آتا ہے یہ دیکھکر مین اچنبھے مین ہوا کہ یہ کیا طلسم ہے شاید خدا نے میری حیرانی اور سرگردانی پر رحم کھا کر خزانہ غیب سے عنایت کیا جب وہ صندوق زمین پر ٹھہرا ڈرتے ڈرتے مین پاس گیا دیکھا تو کاٹھ کا صندوق ہے لالچ سے اُسے کھولا ایک معشوق خوبصورت کامنی سی عورت جسکے دیکھنے سے ہوش جاتا رہے گھایل لہو مین ترتبر آنکھین بند کیے کلبلاتی ہے آہستہ آہستہ ہونٹھ ہلتے ہین اور یہ آواز مُنھ سے نکلتی ہے ای کمبخت بیوفا ای ظالم پر جفا بدلا اُس بھلائی اور محبت کا یہی تھا جو تو نے کیا بھلا ایک زخم اور بھی لگا مین نے اپنا تیرا انصاف خدا کو سونپا یہ کہکر اُسی بیہوشی کے عالم مین دوپٹے کا آنچل مُنھ پر لے لیا میری طرف دھیان نہ کیا فقیر اُسکو دیکھکر اور یہ بات سُن کر سُن ہو گیا جی مین آیا کسی ظالم بیحیا نے کیون ایسے نازنین صنم کو زخمی کیا کیا اُسکے دل مین آیا اور ہاتھ اُسپر کیون چلایا اُسکے دل مین تو اب تلک محبت باقی ہے جو اس جانکندنی کی حالت مین اُسکو یاد کرتی ہے۔

تصویر سوداگر بچہ و قلعہ و ملک شام و صندوق کی
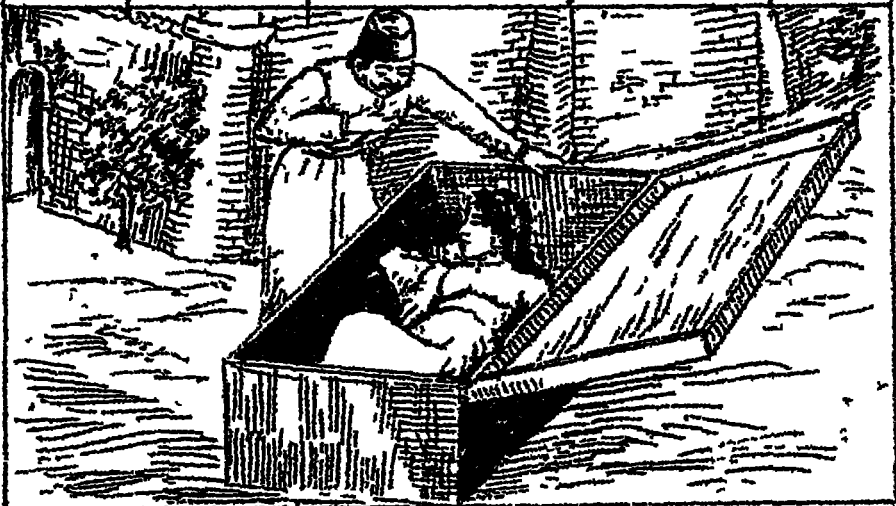
مین آپ ہی آپ یہ کہہ رہا تھا کہ آواز اُسکے کان مین گئی ایک مرتبہ کپڑا منھہ سے سرکا کر مجھکو دیکھا جسوقت اُسکی نگاہین میری نظرون سے لڑین مجھے غش آنے لگا اور جی سنسنانے لگا بزور اپنے تئین تھانبا جرأت کرکے پوچھا سچ کہو تم کون ہو اور یہ کیا ماجرا ہے اگر بیان کرو تو میرے دل کو تسلی ہو یہ سُنکر اگرچہ طاقت بولنے کی نہ تھی لیکن آہستہ سے کہا شکر ہے میری حالت زخمون کے مارے یہ کچھ ہو رہی ہے کیا خاک بولون کوئی دم کی مہمان ہون جب میری جان نکل جائے تو خدا کے واسطے جوانمردی کرکے مجھ بدبخت کو اسی صندوق مین کسی جگہہ گاڑ دیجیو تو مین بھلے برے کی زبان سے نجات پاؤن اور تو داخل ثواب ہوا اتنا بول کر وہ چپ ہو رہی رات کو مجھ سے کچھ تدبیر نہ ہو سکی وہ صندوق اپنے پاس اُٹھا لایا اور گھڑیان گننے لگا کہ کب اتنی رات تمام ہو تو فجر کو شہر مین جا کر جو کچھ علاج اُسکا ہو سکے بمقدور اپنے کرون وہ تھوڑی سی رات ایسی پہاڑ ہو گئی کہ دل گھبرا گیا بارے خدا خدا کرکے صبح جب نزدیک ہوئی مرغ بولا آدمیون کی آواز آنے لگی مین نے فجر کی نماز پڑھکر صندوق کو خورجی مین کسا جونہی دروازہ شہر کا کھلا مین شہر مین داخل ہوا ہر ایک آدمی دوکاندار سے حویلی کرائے کی تلاش کرنے لگا ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک مکان خوش قطع نیا فراغت کا بھاڑے سے لیکر جا اُترا پہلے اُس معشوق کو صندوق سے نکال کر روئی کے پھاہون پر ملائم بچھونا کرکے ایک گوشے مین لٹایا اور آدمی اعتباری وہان چھوڑ کر فقیر جراح کی تلاش مین نکلا ہر ایک سے پوچھتا پھرتا تھا کہ اس شہر مین جراح کاریگر کون ہے اور کہان رہتا ہے ایک شخص نے کہا ایک حجام جراحی کے کسب اور حکیمی کے فن مین یکہ ہے اور اس کام مین نپٹ پکا ہے اگر مردے کو اس پاس لیجاؤ خدا کے حکم سے ایسی تدبیر کرے کہ ایک بار وہ بھی جی اُٹھے وہ اس محلے مین رہتا ہے اور عیسی نام ہے مین یہ مژدہ سُنکر بے اختیار چلا تلاش کرتے کرتے پتہ سے اُسکے دروازے پر پہونچا ایک مرد سفید ریش کو دہلیز پر بیٹھے دیکھا اور کئی آدمی مرہم کی طیاری کے لیے کچھ پیس پاس رہے تھے فقیر نے مارے خوشامد کے ادب سے سلام کیا اور کہا مین تمھارا نام اور خوبیان سُنکر آیا ہون ماجرا یہ ہے کہ مین اپنے ملک سے تجارت کے لیے چلا قبیلہ کو بسبب محبت کے ساتھ لیا جب نزدیک اس شہر کے آیا تھوڑی سی دور رہا تھا جو شام ہو گئی آن دیکھے ملک مین رات کو چلنا مناسب نہ جانا میدان مین ایک درخت کے تلے اُتر پڑا پچھلے پہر ڈاکہ آیا جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا گہنے کے لالچ سے اُس بی بی کو بھی گھایل کیا مجھسے کچھ نہ ہو سکا رات جو باقی تھی جون تون کر کاٹی فجر ہی شہر مین آن کر ایک مکان کرائے پر لیا اُن کو وہان رکھکر

ین تمھارے پاس ڈھونڈتا آیا ہون خدا نے تمھین یہ کمال دیا ہے تو اس مسافر پر مہربانی کرو غریب خانہ پہ
تشریف لے چلو اسکو دیکھو اگر اُسکی زندگی ہوئی تو تمھین بڑا جس ہوگا اور مین ساری عمر غلامی کرون گا
عیسیٰ جراح بہت رحمدل اور خدا پرست تھا میری غریبی کی باتون پر ترس کھا کر میرے ساتھ
اُس حویلی تک آیا زخمون کو دیکھتے ہی میری تسلی کی بولا کہ خدا کے کرم سے اس بی بی کے زخم چالیس
دن مین بھر آوین گے غسل شفا کا کروا دون گا غرض اُس مرد خدا نے سب زخمون کو نیم کے
پانی سے دھو دھا کر صاف کیا جو لائق ٹانکون کے پائے اُنھین سیا اور باقی گھاؤن پر اپنے کیسے
سے ایک ڈبیا نکال کر کتنون مین بتی رکھی اور کتنون پر پھاہے چڑھا کر پٹی سے باندھ دیا
اور نہایت شفقت سے کہا مین دونون وقت آیا کرون گا تو خبردار رہیو ایسی حرکت نہ
کرے جو ٹانکے ٹوٹ جائین مرغ کا شوربا بجائے غذا اس کے حلق مین چوائیو اور اکثر عرق
بید مشک گلاب کے ساتھ دیا کیجیو جو قوت رہے یہ کہکر رخصت چاہی مین نے بہت منت کی
اور ہاتھ جوڑ کر کہا تمھارے تشفی دینے سے میری بھی زندگی ہوئی نہین تو سوائے مرنے
کے کچھ سوجھتا نہ تھا خدا تمھین سلامت رکھے عطر و پان دے کر رخصت کیا مین رات دن
خدمت مین اُس پری کی حاضر رہتا آرام اپنے اوپر حرام کیا خدا کی درگاہ مین روز روز اُس کے
چنگے ہونے کی دعا مانگتا اتفاقاً سوداگر بھی آ پہونچا اور میرا مال امانت میرے حوالے کیا مین نے
اسے اونے پونے بیچ ڈالا اور دوا دارو مین خرچ کرنے لگا وہ مرد جراح ہمیشہ آتا جاتا تھوڑے
عرصے مین سب زخم بھر کر انگور کر لائے بعد کئی دن کے غسل شفا کا کیا عجب طرح کی خوشی حاصل
ہوئی خلعت اور اشرفیان عیسیٰ حجام کے آگے دھرین اور اُس پری کو مکلف فرش بچھا کر مسند پر
بٹھایا فقیر غریبون کو بہت سی خیر خیرات کی اُس دن گویا بادشاہت ہفت اقلیم کی اس فقیر کے
ہاتھ لگی اور اُس پری کا شفا پانے سے ایسا رنگ نکھرا کہ مکھڑا سورج کے مانند چمکنے لگا اور
کندن کی طرح دمکنے لگا نظر کی مجال نہ تھی جو اُس کے جمال پر ٹھہرے فقیر بسر و چشم اُس کے
حکم کا منتظر رہتا جو فرماتی سو بجا لاتا وہ اپنے حُسن کے غرور سے سرداری کے دماغ مین جو
میری طرف کبھی دیکھتی تو فرماتی خبردار اگر تجھے ہماری خاطر منظور ہے تو ہرگز ہماری بات مین
دخل نہ دیجیو جو ہم کہین سو بلا عذر کیے جائیو اپنا کسی بات مین دخل نہ کریو نہین تو پچھتاوے گا
اُس کی وضع سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حق میری خدمت گذاری اور فرمانبرداری کا اُسے البتہ
منظور ہے فقیر بھی اُس کی بے مرضی ایک کام نہ کرتا اُسکا فرمانا بسر و چشم بجا لاتا ایک مدت اسی

ماز و نیاز مین کٹی جو اُسنے فرمایش کی وہین مین نے لاکر حاضر کی اس فقیر کے پاس جو کچھ نقد و جنس
اصل نفع کا تھا سب صرف ہوا اُس بیگانے ملک مین کون اعتبار کرے جو قرض دام سے کام چلے آخر
تکلیف روز مرے کے خرچ کی ہونے لگی اِس سے دل بہت گھبرایا فکر سے دُبلا ہوتا گیا چہرے کا رنگ
گلچھوان ہوگیا لیکن کس سے کہون جو کچھ دل پر گذرتی سو گذرتی قہر درویش بر جان درویش ایک دن
اُس پری نے اپنے شعور سے دریافت کر کے کہا اے فلانے تیری خدمتون کا حق ہمارے جی مین
نقش کالحجر ہے پر اُسکا عوض بالفعل ہم سے نہین ہو سکتا اگر واسطے خرچ ضروری کے کچھ درکار ہو تو اپنے
دل مین اندیشہ نہ کر ایک ٹکڑا کاغذ اور دوات قلم حاضر کرین مینے تب معلوم کیا کہ یہ کسی ملک کی
بادشاہزادی ہو جو اس دل و دماغ سے گفتگو کرتی ہے فی الفور آگے قلمدان رکھدیا اُس نازنین سے
ایک شقہ دستخط خاص سے لکھکر میرے حوالے کیا اور کہا قلعے کے پاس ترپولیا ہے وہان اُس کوچے
مین ایک حویلی بڑی سی ہے اُس مکان کے مالک کا نام شیدی بہار ہے تو جا کر اُس رقعہ کو اُس تلک
پہونچا دے فقیر موافق اسکے فرمانے کے اُسی نام و نشان پر منزل مقصود تک جا پہونچا دربان کی زبانی کیفیت
خط کی کہلا بھیجی وہین سنتے ہی ایک حبشی جوان خوبصورت ایک چھیلا طرحدار بنے ہوے باہر نکل آیا اگرچہ
رنگ سانولا تھا پر گویا نمک بھرا ہوا میرے ہاتھ سے خط لے لیا نہ بولا نہ کچھ پوچھا انھین قدمون پھر
اندر چلا گیا تھوڑی دیر مین گیارہ کشتیان سربمہر زربفت کے تورہ پوش پڑے ہوے غلامون
کے سر پر دھرے باہر آیا کہا اس جوان کے ساتھ جا کر جو گوشے پہونچا دو مین بھی سلام کر رخصت
ہوا اپنے مکان مین لایا آدمیون کو دروازے کے باہر سے رخصت کیا وہ کشتیان امانت حضور
مین اُس پری کے گذرانیان دیکھکر فرمایا یہ گیارہ بدرے اشرفیون کی لے اور خرچ مین لا خدا رزاق ہے
فقیر اُس نقد کو لیکر ضروریات مین خرچ کرنے لگا اگرچہ خاطر جمع ہوئی پر دل مین خلش رہی یا الٰہی یہ کیا
صورت ہے بغیر پوچھے سمجھے اتنا مال نا آشنا صورت اجنبی نے ایک پرزے کاغذ پر میرے حوالے
کیا اگر اُس پری سے یہ بھید پوچھون تو اُسنے پہلے ہی منع کر رکھا تھا مارے ڈر کے دم نہ مار سکتا تھا بعد آٹھ
دن کے وہ معشوقہ مجھ سے مخاطب ہوئی کہ حق تعالیٰ نے آدمی کو انسانیت کا جامہ عنایت کیا ہے کہ نہ پھٹے
نہ میلا ہو اگرچہ پرانے کپڑے سے اُسکی آدمیت مین فرق نہین آتا پر ظاہر مین خلق اللہ کی نظرون مین
اعتبار نہین پاتا دو توڑے اشرفی کے ساتھ لیکر چوک کے چورا ہے پر یوسف سوداگر کی دوکان مین جا
اور کچھ رقم جواہر کی بیش قیمت اور دو خلعتین زرق برق کی مول لے آ فقیر وہین سوار ہو کر اُسکی دکان پر
گیا دیکھا تو ایک جوان شکیل زعفرانی جوڑا پہنے گدی پر بیٹھا ہے اور اُس کا یہ عالم ہے

اور ایک عالم دیکھنے کے لیے ٹھٹھ باندھے ہوئے کھڑا ہے فقیر کمال شوق سے نزدیک جا کر سلام علیک
کر کے بیٹھا اور جو چیز مطلوب تھی طلب کی پر میری بات چیت اس شہر کے باشندون کی سی نہ تھی اس جوان نے
از روی خوشی ہنس کر کہا جو صاحب کو چاہیے سب موجود ہے لیکن یہ فرمایئے کس ملک سے آنا ہوا اور اس
اجنبی شہر مین رہنے کا کیا باعث ہے اگر اس حقیقت سے مطلع کیجیے تو مہربانی سے بعید نہین میرے تئین
اپنا احوال ظاہر کرنا منظور نہ تھا کچھ بات بنا کر اور جواہر و پوشاک اور قیمت اسکی دے کر رخصت چاہی
اس جوان نے روکھے پھیکے ہو کر کہا اے صاحب اگر تمکو ایسی ہی نا آشنائی کرنی تھی تو پہلے دوستی
اتنی گرمی سے کرنی کیا ضرور تھی بھلے آدمیون مین صاحب سلامت کا بڑا پاس ہوتا ہے یہ بات اس
لہجے اور انداز سے کہی کہ بے اختیار دل کو بھائی اور بے مروت ہو کر وہان سے اٹھنا انسانیت
کے مناسب نہ جانا اسکی خاطر پھر بیٹھا اور بولا تمہارا فرمانا سر آنکھون پر مین حاضر ہون اتنے کہنے
سے وہ بہت خوش ہوا ہنس کر کہنے لگا اگر آج کے دن غریب خانے مین کرم کیجیے تو تمہاری بدولت
جلسہ خوشی کی جما کر دو چار گھڑی دل بہلا دین اور کچھ کھانے پینے کا شغل باہم بیٹھ کر کرین فقیر نے
اس پری کو کبھی اکیلا نہ چھوڑا تھا اس کی تنہائی یاد کر کے چند در چند عذر کیے پر اس جوان نے
ہرگز نہ مانا آخر یہ وعدہ ان چیزون کو پہونچا کر میرے پھر آنے کا لیکر اور قسم کھلا کر رخصت دی
مین دوکان سے اٹھ کر جواہر اور خلعتین اس پری کی خدمت مین لایا اس نے قیمت جواہر کی اور حقیقت
جوہری کی پوچھی مین نے احوال مول تول کا اور مہمانی کے لیے بجد ہونے کا کہہ سنایا فرمانے لگی آدمی کو
اپنا قول و قرار پورا کرنا واجب ہے ہمین خدا کی نگہبانی مین چھوڑ کر اپنے وعدہ کو وفا کرو ضیافت
قبول کرنی سنت رسول اللہ کی ہے تب مین نے کہا میرا دل چاہتا نہین کہ تمہین اکیلا چھوڑ کر جاؤن اور
حکم یون ہوتا ہے ناچار جاتا ہون جب تلک آؤن گا دل یہین لگا رہیگا یہ کہکر پھر اس جوہری کی دکان پر
آیا وہ مونڈھے پر بیٹھا میرا انتظار کھینچ رہا تھا دیکھتے ہی بولا آؤ مہربان بڑی راہ دکھلائی وہین اٹھ کر
میرا ہاتھ پکڑ لیا اور چلا جاتے جاتے ایک باغ مین لیگیا وہ بڑی بہار کا باغ تھا حوض اور نہرون
مین فوارے چھوٹتے تھے میوے طرح بطرح کے پھل رہے تھے ہر ایک درخت مارے بوجھ
کے جھوم رہے تھے رنگ برنگ کے جانور ان پر بیٹھے چہچہے کر رہے تھے اور ہر مکان عالیشان
مین فرش ستھرا بچھا تھا وہان لب نہر ایک بنگلے مین جا کر بیٹھا ایک دم کے بعد آپ اٹھکر چلا گیا پھر
دوسری پوشاک معقول پہنکر آیا مین نے دیکھکر کہا سبحان اللہ چشم بد دور سنکر مسکرایا اور
بولا مناسب یہ ہے کہ صاحب بھی اپنا لباس بدل ڈالین اس کی خاطر مین نے بھی

دوسرے کپڑے پہنے اُس جوان نے بڑی ٹیپ ٹاپ سے طیاری ضیافت کی کی اور سامان خوشی کا جیسا
چاہیے تھا موجود کیا اور فقیر سے صحبت بہت گرم کر مزے مزے کی باتین کرنے لگا اتنے مین ساقی صراحی و
پیالہ بلور کا لیکر حاضر ہوا اور گزک کئی قسم کی لاکر رکھی نمکدان چن دیے دَور شراب کا شروع ہوا جب
دو چار جام کی نوبت پہونچی چار لڑکے امرد صاحب جمال زلفین کھولے ہوے مجلس مین گانے بجانے
لگے یہ عالم ہوا ایسا سماں بندھا کہ اگر تانسین اُس گھڑی ہوتا تو اپنی تال بھول جاتا اور بیجو باورا بنگر
باؤلا ہو جاتا اس مزے مین یکبارگی وہ جوان آنکھون مین آنسو بھر لایا دو چار قطرے بے اختیار
نکل پڑے اور فقیر سے بولا اب ہمارے تمھارے دوستی جانی ہوئی پس دل کا بھید دوستون
سے چھپانا کسی مذہب مین درست نہین ایک بات بے تکلف آشنائی کے بھروسے پر کہتا ہون
اگر حکم ہو تو اپنی معشوقہ کو بلوا کر اس مجلس مین تسلی اپنے دل کی کرون اُس کی جدائی سے جی نہین لگتا
یہ بات ایسے اشتیاق سے کہی کہ بغیر دیکھے بھالے فقیر کا دل بھی مشتاق ہوا مین نے کہا مجھے
تمھاری خوشی درکار ہے اس سے کیا بہتر ہے دیر نہ کیجیے سچ ہے معشوق بن کچھ اچھا نہین لگتا اُس
جوان نے چلون کی طرف اشارت کی وہین ایک عورت کالی کلوٹی بھٹنی سی جس کے دیکھنے سے
انسان بے اجل مر جائے جوان کے پاس آ بیٹھی فقیر اُسکے دیکھنے سے ڈر گیا دل مین کہا یہی بلا محبوبہ ایسے
جوان پریزاد کی ہے جس کی اتنی تعریف اور اشتیاق ظاہر کیا مین لاحول پڑھ کر چپ ہو رہا اُسی عالم مین
تین دن رات مجلس شراب اور راگ رنگ کی جمی رہی چوتھی شب کو غلبہ نشہ اور نیند کا ہوا مین خواب
غفلت مین بے اختیار سو گیا جب صبح ہوئی اُس جوان نے جگایا کئی پیالے خمار شکنی کے پلا کر اپنی
معشوقہ سے کہا اب زیادہ تکلیف مہمان کو دینی خوب نہین دونون ہاتھ پکڑ کر اُٹھے مین نے رخصت
مانگی بخوشی اجازت دی تب مین نے جلد اپنے قدیمی کپڑے پہن لیے اپنے گھر کی راہ لی
اور اُس پری کی خدمت مین جا حاضر ہوا مگر ایسا اتفاق کبھی نہ ہوا تھا کہ اُسے تنہا چھوڑ کر شب باش
کہین ہوا ہون اس تین دن کی غیر حاضری سے نہایت خجل ہو کر عذر کیا اور قصہ ضیافت کا اور
اُس کے نہ رخصت کرنے کا سارا عرض کیا وہ ایک دانا زمانے کی تھی تبسم کرکے بولی کیا مضائقہ
اگر دوست کی خاطر رہنا ہوا ہم نے معاف کیا تیری کیا تقصیر ہے جب آدمی کسی کے گھر جاتا
ہے تب اُس کی مرضی سے پھر آتا ہے لیکن یہ مفت کی مہمانیان کھا پیکر چپکے ہو رہوگے یا
اس کا بدلا بھی اُتاروگے اب یہ لازم ہے کہ جا کر اُس سوداگر بچے کو اپنے ساتھ لے آؤ اور اُس
سے دو چند ضیافت کرو اور اُس بات کا کچھ اندیشہ نہین خدا کے کرم سے ایک دم مین سب

جو نذر طیار ہو چکیگا اور تجویز مجلس ضیافت کی رونق پاویگی فقیر موافق حکم کے جوہری پاس گیا اور کہا
تمہارا فرمانا مین نے تو سر آنکھون سے بجا لایا اب تم بھی مہربانی کی راہ سے میری عرض قبول کرو اُسنے
کہا جان و دل سے حاضر ہون تب مین نے کہا اگر اس بندے کے گھر تشریف لیچلو تو عین غریب نوازی ہے
اُس جوان نے بہت عذر و حیلے کیے پر مین نے پنڈ نہ چھوڑا جب تک وہ راضی ہوا ملتے ہی ساتھ اُسکو اپنے
مکان پر لیچلا راہ مین یہی فکر کرتا آتا تھا کہ اگر آج اپنے تئین مقدور ہوتا تو ایسی تواضع کرتا کہ یہ بھی خوش ہوتا
اب اسے کہان لیجاتا ہون دیکھیے کیا اتفاق ہوتا ہے اسی حیص بیص مین گھر کے نزدیک
پہونچا تو کیا دیکھتا ہون کہ دروازے پر دھوم دھام ہو رہی ہے گلیارے نے جھاڑو دے کر چھڑکاؤ
کیا ہے یساول اور عصا بردار کھڑے ہین مین حیران ہوا لیکن اپنا گھر جان کر قدم اندر رکھا دیکھا تو
تمام حویلی مین فرش تکلف لائق ہر مکان کے جابجا بچھا ہے اور مسندین لگی ہین پاندان گلابپاش
عطردان پیکدان چنگیرین نرگسدان قرینے سے دھری ہین طاقون پر رنگترے کولے نارنگیان
گلابیان رنگ برنگ کی چنی ہین ایک طرف رنگ آمیزہ ابرک کی ٹٹیون مین چراغان کی بہار ہے
ایک طرف جھاڑ اور سرو کنول کے روشن ہین اور تمام دالان اور شہ نشینون مین طلائی شمعدانون پر
کافوری شمعین چڑھی ہین اور جڑاؤ فانوسین اوپر دھری ہین سب آدمی اپنے عہدون پر مستعد ہین اور
باورچیخانے مین دیگین ٹھنٹھنا رہی ہین آبدارخانے کی ویسی ہی طیاری ہے کوری کوری ٹھلیان روپے
کی گھڑونچیون پر صافیون سے بندھی اور بھرون سے ڈھکی رکھی ہین آگے چوکی پر ڈونگے کٹورے
مع تھالی سرپوش دھرے برف کے آبخورے لگ رہے ہین اور شورے کی صراحیان ہل رہی
ہین غرض سب اسباب بادشاہانہ موجود ہے اور کنچنیان بھانڈ بھگتیے کلاونت قوال اچھی پوشاک
پہنے ساز کے سُر ملائے حاضر ہین فقیر نے اُس جوان کو لیجا کر مسند پر بٹھایا اور دل مین حیران تھا کہ یا
الٰہی اتنے عرصے مین یہ سب طیاری کیونکر ہوئی ہر طرف دیکھتا پھرا لیکن اُس پری کا نشان نہ پایا اسی
جستجو مین ایک مرتبہ باورچیخانے کی طرف جا نکلا دیکھتا ہون تو وہ نازنین ایک مکان مین
گلے مین کرتی پانون مین تہ پوشی سر پر رومالی سفید اوڑھے ہوئے سادی ہی سادی بن گہنے
پاتی بنی ہوئی بیت نہین محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی ۔ کہ جیسے خوشنما لگتا ہے
دیکھو چاند بے گہنے ۔ خبرگیری مین ضیافت کی لگ رہی ہے اور تاکید ہر ایک کھانے کی کر رہی
کہ خبردار بامزہ ہو اور آب و نمک بو باس درست رہے اس محنت سے وہ گلاب سا
بدن سارا پسینے پسینے ہو رہا ہے مین پاس جا کر تصدق ہوا اور اس شعور و لیاقت کو سراہ کر

دعائین دینے لگا وہ یہ خوشامد سنکر تیوری چڑھا کر بولی آدمی سے ایسے ایسے کام ہوتے ہین کہ فرشتے کی مجال
نہین مین نے ایسا کیا کیا ہے جو اتنا حیران ہو رہا ہے بس بست باتین بنانی مجھے خوش نہین آتین بھلا
کہو تو یہ کون آدمیت ہے کہ مہمان کو اکیلا بٹھلا کر ادھر اُدھر پڑے پھرتے ہو وہ اپنے جی مین کیا کہتا ہوگا
جلد جا مجلس مین بیٹھکر مہمان کی خاطرداری کر اور اُس کی معشوقہ کو بھی بلوا کر اپنے پاس بٹھلا فقیر وہین
اُس جوان کے پاس گیا اور گرمجوشی کرنے لگا اتنے مین دو غلام صاحب جمال صراحی اور جام جڑاؤ ہاتھ
مین سیے روبرو آئے شراب پلانے لگے اُس مین مین نے اُس جوان سے کہا مین سب طرح
مخلص اور خادم ہون بہتر یہ ہے کہ وہ صاحب جمال کہ جس کی طرف دل صاحب کا مائل سبب ہے
تشریف لائے تو بڑی بات ہے اگر فرماؤ تو آدمی بلانے کی خاطر جائے یہ سنتے ہی وہ خوش ہو کر بولا بہت
اچھا اسوقت تم نے میرے دل کی بات کہی مین نے ایک خوجے کو بھیجا جب آدھی رات گئی وہ
چڑیل خاصے چنڈول پر سوار ہو کر بلاے ناگہانی سی آ پہونچی فقیر نے ناچار خاطر سے مہمان کا استقبال
کر کے نہایت تپاک سے برابر اُس جوان کے لا بٹھلا جوان اُسکے دیکھتے ہی ایسا خوش ہوا جیسے
دنیا کی نعمت ملی وہ بھتنی بھی اُس جوان پریزاد کے گلے لپٹ گئی سچ سچ یہ تماشا ہوا جیسے چودھوین
رات کے چاند کو گہن لگتا ہے جتنے مجلس مین آدمی تھے اپنی اپنی انگلیاں دانتون مین دابنے لگے
کہ کیا کوئی بلا اس جوان پر مسلط ہوئی جس کی نگاہ تھی اسی طرف تھی تماشا مجلس کا بھول کر اُس کا
تماشا دیکھنے لگے ایک شخص کنارے سے بولا یارو عشق اور عقل مین ضد ہے جو کچھ عقل مین نہ آئے
یہ کافر عشق کر دکھائے لیلی کو مجنون کی آنکھون سے دیکھیے سبھون نے کہا آمنا یہی بات ہے یہ فقیر
بموجب حکم کے مہمانداری مین حاضر تھا ہر چند جوان ہم نوالہ و ہم پیالہ ہونے کو مجوز ہوتا تھا پر مین ہر گز اُس
پری کے خوف کے مارے اپنا دل کھانے پینے یا سیر تماشے کی طرف رجوع نہ کرتا تھا اور عذر
مہمانداری کا کر کے اُسکے شامل نہ ہوتا اسی کیفیت سے تین شبانہ روز گذرے چوتھی رات وہ جوان نہایت
جوش سے مجھے بلا کر کہنے لگا اب ہم بھی رخصت ہونگے تمھاری خاطر اپنا سب کاروبار چھوڑ چھاڑ کر تین
دن سے تمھاری خدمت مین حاضر ہین تم بھی تو ہمارے پاس ایک دم بیٹھکر ہمارا دل خوش کرو مین نے
اپنے جی مین کہا اگر اسوقت کہنا اسکا نہین مانتا تو آزردہ ہوگا پس سنیے دوست اور مہمان کی خاطر
رکھنی ضرور ہے تب یہ کہا صاحب کا حکم بجا لانا منظور ہے کہا الامر فوق الادب سنتے ہی اسکو جوان نے
پیالہ تواضع کیا اور مین نے پی لیا پھر تو ایسا پیہم دور چلا کہ تھوڑی دیر مین سب آدمی مجلس کے کیفی ہو کر
بیخبر ہو گئے اور مین بھی بیہوش ہو گیا جب صبح ہوئی آفتاب دو نیزے بلند ہوا تب میری آنکھ کھلی

تو دیکھا مین نے نہ وہ عماری ہے نہ وہ مجنس نہ وہ پری فقط حویلی خالی پڑی ہے مگر ایک کونے مین کمل لپٹا
ہوا دھرا ہے اُسکو جو کھول کر دیکھا تو وہ جوان اور اُسکی رنڈی دونون سر کٹے پڑے ہین یہ حالت دیکھتے ہی
ہوش جاتے رہے عقل کچھ کام نہین کرتی تھی کہ یہ کیا تھا اور کیا ہو گیا حیرانی سے ہر طرف تک رہا تھا
اتنے مین ایک خواجہ سرا جسے ضیافت کے کام کاج مین دیکھا تھا نظر پڑا فقیر کو اُسکے دیکھنے سے کچھ
تسلی ہوئی احوال اس واردات کا پوچھا اُسنے جواب دیا تجھے اس بات کی تحقیق کرنے سے کیا حاصل
جو تو پوچھتا ہے مین نے بھی اپنے دل مین غور کیا کہ سچ تو کہتا ہے پھر ایک ذرا تأمل کر کے مین بولا خیر نہ کہو
بھلا یہ تو بتاؤ وہ معشوقہ کس مکان مین ہے تب اُسنے کہا البتہ جو مین جانتا ہون سو کہدونگا لیکن تجھ سا
آدمی عقلمند بے مرضی حضور کے دو دن کی دوستی پہ بے محابا بے تکلف ہو کر صحبت مے نوشی کی باہم کرے
یہ کیا معنی رکھتا ہے فقیر اپنی حرکت اور اُسکی نصیحت سے بہت نادم ہوا سوائے اس بات کے زبان
سے کچھ نہ نکلا کہ فی الحقیقت اب تو تقصیر ہوئی معاف کیجیے بارے محلی نے مہربان ہو کر اُس پری کے مکان کا
نشان بتایا اور مجھے رخصت کیا آپ اُن دونون زخمیون کے گاڑنے دابنے کی فکر مین رہا مین تہمت
سے اس فساد کی الگ ہوا اور اشتیاق مین اُس پری کے ملنے کے لیے گھبراتا ہوا گرتا پڑتا ڈھونڈھتا
شام کے وقت اُس کوچے مین اُسی پتے پر جا پہونچا اور نزدیک دروازے کے ایک گوشے
مین ساری رات تڑپتے کٹی کسی کی آمد و رفت کی آہٹ نہ ملی اور کوئی احوال پرسان میرا نہ ہوا
اُسی بیکسی کی حالت مین صبح ہو گئی جب سورج نکلا اُس مکان کے بالاخانے کی ایک کھڑکی سے وہ
ماہرو میری طرف دیکھنے لگی اُسوقت عالم خوشی کا جو مجھ پر گذرا دل ہی جانتا ہے شکر خدا کا کیا اتنے مین ایک
خوجے نے میرے پاس آکر کہا اسی مسجد مین تو جا کر رہ شاید تیرا مطلب اس جگہ بر آئے اور اپنے
دل کی مراد پائے فقیر اُسکے فرمانے سے وہان سے اُٹھ کر اُسی مسجد مین جا کر جا رہا لیکن آنکھین دروازے
کی طرف لگ رہی تھین کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے تمام دن جیسے روزہ دار شام ہونے کا
انتظار کھینچتا ہے مین نے بھی وہ روز ویسے ہی بیقراری مین کاٹا بارے جس کس طرح سے شام ہوئی اور
دن پہاڑ سا چھاتی پر سے ٹلا یکبارگی وہی خواجہ سرا آیا اُس شفیق نے کہ سب راز و نیاز کا محرم تھا
نہایت تسلی دی ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لے چلا رفتہ رفتہ ایک باغیچے مین مجھے بٹھا کر کہا یہان رہو
جب تک تمھاری آرزو بر آئے اور آپ رخصت ہو کر شاید میری حقیقت حضور مین کہنے گیا مین اُس
باغ کے پھولون کی بہار اور چاندنی کا عالم اور حوض نہرون مین فوارے ساون بھادون کے اُچھلنے
کا تماشا دیکھ رہا تھا لیکن جب پھولون کو دیکھتا تب اُس گلبدن کا خیال آتا جب چاند دیکھ

نظر پڑتی تب اُس ماہرو کا مکھڑا یاد کرتا یہ سب بہار اُسکے بغیر میری آنکھوں مین خار تھی بارے خدا نے
اُسکے دل کو مہربان کیا ایک دم کے بعد وہ پری دروازے سے جیسے چودھوین رات کا چاند بناؤ کیے
گلے مین پیشواز بادلے کی سنجاب کی موتیون مین کا دردامن لگا اور سر پر اوڑھنی جس مین آنچل پلو لہر گوکھرو
لگا ہوا سر سے پانون تک موتیون مین جڑی روش پر آکر کھڑی ہوئی اُسکے آنے سے تر و تازگی نئے سر
سے اس باغ کو اور اس فقیر کے دل کو ہوگئی ایک دم ادھر اُدھر سیر کرکے شہ نشین مین مغرق
مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھی مین دوڑ کر پروانے کی طرح جیسے شمع کے گرد پھرتا ہے تصدق ہوا اور غلام
کے مانند دونون ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوا اُس مین وہ خواجہ سرا میری خاطر بطور سفارش کے عرض کرنے لگا
مین نے اُس محل سے کہا بندہ گنہگار تقصیروار ہے جو کچھ سزا میرے لائق ٹھہرے سو ہو وہ پری
ازبسکہ ناخوش تھی بد دماغی سے بولی کہ اب اسکے حق مین یہی بھلا ہے کہ سو توڑے اشرفی کے لیوے
اپنا اسباب درست کرکے وطن کو سدھارے مین یہ بات سنتے ہی کاٹھ کا ہوگیا اور سوکھ گیا کہ اگر کوئی
میرے بدن کو کاٹے تو ایک بوند لہو کی نہ نکلے اور تمام دنیا آنکھون کے آگے اندھیری لگنے لگی اور
ایک آہ نامرادی کی بے اختیار جگر سے نکلی آنسو بھی ٹپکنے لگے سوائے خدا کے اُسوقت کسی کی
توقع نہ رہی مایوس محض ہوکر اتنا بولا بھلا ٹک اپنے دل مین غور فرمائیے اگر مجھ کم نصیب کو دنیا کا
لالچ ہوتا تو اپنا جان و مال حضور مین نہ کھوتا کیا یکبارگی حق خدمت گذاری اور جان نثاری کا عالم سے
اُٹھ گیا جو مجھ کمبخت پر اتنی بےمہری فرمائی خیر اب میرے تئین بھی زندگی سے کچھ کام نہین معشوقونکی بیوفائی
سے بیچارے عاشق نیمجان کا نباہ نہین ہوتا یہ سنکر تیکھی ہو تیوری چڑھا کر خفگی سے بولی چہ خوش
آپ ہمارے عاشق ہین مینڈکی کو بھی زکام ہوا اے بیوقوف اپنے حوصلے سے زیادہ باتین بنانا یہ
خیال خام ہے چھوٹا منھ بڑی بات بس چپ رہ یہ نکمی بات چیت مت کر اگر کسی اور نے یہ حرکت بے معنی
کی ہوتی پروردگار کی سون اُسکی بوٹیان کٹوا کے چیلون کو بانٹتی پر کیا کرون تیری خدمت یاد آتی ہے
اب اسی مین بھلائی ہے کہ اپنی راہ لے تیری قسمت کا دانہ پانی ہماری سرکار مین یہین تلک تھا
پھر مین نے روتے بسورتے کہا اگر میری تقدیر مین یہی لکھا ہے کہ اپنے دل کے مقصد کو
نہ پہنچون اور جنگل پہاڑ مین سر ٹکراتا پھرون تو ناچار ہون اس بات سے بھی دق ہو کہنے لگی
میرے تئین یہ لباہٹ سے چوچلے اور رمز کی باتین پسند نہین آتین اس اشارے کی گفتگو
کے جو لائق ہو اس سے جاکر کرو پھر اُسی خفگی کے عالم مین اُٹھکر اپنے دولتخانے کو چلی
مین نے بہتیرا سر پٹکا متوجہ نہ ہوئی ناچار مین بھی اُس مکان سے مایوس اور

تماشہ ہوکر نکلا غرض چالیس دن تک یہی نوبت رہی جب شہر کی کوچہ گردی سے تھکتا تو جنگل میں نکل جاتا
وہاں سے گھبراتا پھر شہر کی گلیوں میں دیوانہ سا آتا نہ دن کو کھاتا نہ رات کو سوتا جیسے دھوبی کا کتا نہ گھر کا
نہ گھاٹ کا زندگی انسان کی کھانے پینے سے ہے آدمی اناج کا کیڑا ہے طاقت بدن میں مطلق
نہ رہی اپاہج ہو کر اُسی مسجد کی دیوار کے تلے جا پڑا کہ ایک روز وہی خواجہ سرا جمعے کی نماز پڑھنے آیا
میرے پاس سے ہو کر چلا میں یہ شعر آہستہ ناطاقتی سے پڑھ رہا تھا **شعر** اس درد
دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو ۔ قسمت میں جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو ۔ اگرچہ ظاہر
میں صورت میری بالکل تبدیل ہو گئی تھی چہرے کی یہ شکل بنی تھی کہ جس نے مجھے پہلے دیکھا تھا
وہ بھی نہ پہچان سکتا کہ یہ وہی آدمی ہے لیکن وہ محلی آواز درد کی سنکر متوجہ ہوا میرے تئیں غور
دیکھکر افسوس کیا اور شفقت سے مخاطب ہوا کہ آخر یہ حالت اپنی پہونچائی میں نے کہا اب تو جو ہوا
سو ہوا مال سے بھی حاضر تھا جان بھی تصدق کی اُس کی خوشی یوں ہوئی تو کیا کروں یہ سنکر
ایک خدمتگار میرے پاس چھوڑ کر مسجد میں گیا نماز اور خطبے سے فراغت کر کے جب باہر نکلا فقیر کو
ایک میانے میں ڈال کر اپنے ساتھ خدمت میں اُس پری بے پروا کی لیجا کر چق کے باہر بٹھایا اگرچہ
میری روہت کچھ باقی نہ رہی تھی پر مدت تک شب و روز اُس پری کے پاس اتفاق رہنے کا
ہوا تھا جان بوجھکر بیگانی ہو کر خوجے سے پوچھنے لگی یہ کون ہے اُس مرد آدمی نے کہا یہ وہی
کمبخت بدنصیب ہے جو حضور کی خفگی اور عتاب میں پڑا تھا اسی سبب سے اس کی یہ صورت بنی
ہے عشق کی آگ سے جلا جاتا ہے ہر چند آنسوؤں کے پانی سے بجھاتا ہے پر وہ دونی بھڑکتی ہے
کچھ فائدہ نہیں ہوتا علاوہ اپنی تقصیر کے خجالت سے موا جاتا ہے پری نے ٹھٹھولی سے فرمایا کیوں
جھوٹ بکتا ہے بہت دن ہوئے اُس کی خبر وطن پہونچنے کی مجھے خبرداروں نے دی ہے واللہ اعلم یہ
کون ہے اور تو کس کا ذکر کرتا ہے اُس دم خواجہ سرا نے ہاتھ جوڑ کر التماس کیا کہ اگر جان کی امان پاؤں تو عرض
کروں فرمایا کہ تیری جان تجھے بخشی خواجہ بولا آپ کی ذات قدردان ہے واسطے خدا کے چلون درمیان
سے اُٹھا کر پہچان لیجیے اور اُس کی بیکسی کی حالت پر رحم کیجیے ناحق شناسی خوب نہیں اب
اس کے احوال پر جو کچھ ترس کھائیے بجا ہے اور رجائے ثواب ہے آگے حد ادب جو مزاج
مبارک میں آوے سو ہی بہتر ہے اتنے کہنے پر مسکرا کر فرمایا بھلا کوئی ہو اسے دار الشفا میں رکھو جب بھلا
چنگا ہو گا تب اُسکے احوال کی پرسش کی جائے گی خوجے نے کہا اگر اپنے دست خاص سے
گلاب اس پر چھڑکیے اور زبان سے کچھ فرمائیے تو اُس کو اپنے جینے کا بھروسہ بندھے

ناامیدی بری چیز ہے دنیا بامید قائم ہے اسپر بھی اس پری نے کچھ نہ کہا یہ سوال وجواب سنکر میں بھی اپنے جی سے اکتا رہا تھا ندھڑک بول اٹھا کہ اب اس طور کی زندگی کو دل نہین چاہتا پانون تو گور مین لٹکا چکا ہون ایک روز مرنا ہے اور علاج میرا شاہزادی کے ہاتھ مین ہے کرین یا نہ کرین وہ جانین بارے پھر مقلب القلوب نے اس سنگدل کے دل کو نرم کیا مہربان ہوکر فرمایا جلد بادشاہی حکیمون کو حاضر کرو وہین طبیب آکر جمع ہوے نبض وقارورہ دیکھکر بہت غور کیا آخر تشخیص مین ٹھہرا کہ یہ شخص کہین عاشق ہوا ہے سواے وصل معشوق کے اسکا کچھ علاج نہین جس وقت وہ ملے یہ صحت پاوے جب حکیمون کی زبانی بھی یہی مرض ٹھہرا حکم کیا اس جوان کو حمام مین لیجاؤ نہلا کر خاصی پوشاک پنہا کر حضور مین لے آؤ وہین مجھے باہر لیگئے حمام کرواکر اچھی پوشاک پہنا خدمت مین پری کے حاضر کیا تب وہ نازنین تپاک سے بولی تو نے مجھے بیٹھے بٹھائے ناحق بدنام اور رسوا کیا اب اور کیا چاہتا ہے جو تیرے دل مین ہے صاف صاف بیان کر فقیر کا اسوقت یہ عالم ہوا کہ شادی مرگ ہوجاے خوشی کے مارے ایسا پھولا کہ جامے مین نہ سماتا تھا اور صورت شکل بدل گئی شکر خدا کا کیا اور اس سے کہا اس دم ساری حکیمی آپ پر ختم ہوئی کہ مجھ سے مردے کو ایک بات مین زندہ کیا دیکھو تو اسوقت سے اسوقت تک میرے احوال مین کیا فرق ہوگیا یہ کہکر تین بار گرد پھرا اور سامنے آکر کھڑا ہوا اور کہا حضور سے یون حکم ہوتا ہے کہ جو تیرے جی مین ہو سو کہہ مین نے کہا کہ بندے کو ہفت اقلیم کی سلطنت سے زیادہ ہے کہ غریب نوازی کر کے اس عاجز کو قبول کیجیے اور اپنی قدمبوسی سے سرفرازی دیجیے ایک لمحہ تو سنکر غوطے مین گئی پھر کن انکھیون سے دیکھکر کہا بیٹھو تمنے خدمت اور وفاداری ایسی ہی کی ہے جو کچھ کہو سو پھبتی ہے اور اپنے دل پر بھی نقش ہے تیرے تئین قبول کیا اسیدن اچھی ساعت اور سبھ لگن مین چپکے چپکے قاضی نے نکاح پڑھ دیا بعد اتنی محنت اور آفت کے خدا نے یہ دن دکھایا کہ مین نے اپنے دل کا مدعا پایا لیکن جیسی دل مین آرزو اس پری سے ہم بستر ہونے کی تھی ویسی ہی اچاہ مین ہیکلی اس واردات عجیب کے معلوم کرنے کی تھی کہ آج تک مین کچھ نہ سمجھا کہ یہ پری کون اور وہ حبشی سانولا سجیلا جس نے ایک پرزے کاغذ پر اتنی فرمون کی بدری میرے حوالے کی کون تھا اور رلیاری ضیافت کی بادشاہون کے لائق ایک پہر مین کیونکر ہوئی اور وے دونون بیگناہ اس مجلس مین کس لیے مارے گئے اور سبب خفگی اور بیمروتی کا باوجود خدمت گذاری اور ناز برداری کے مجھپر کیا ہوا اور پھر ایک بارگی اس عاجز کو یون سربلند کیا غرض اسیواسطے بعد رسم رسومات عقد کے آٹھ دن تک باوصف اس اشتیاق کے قصد مباشرت

سے پہلے مد بیشس کی

نکیا بات کہ ساتھ سوتا دن کو یون ہی اُٹھ کھڑا ہوتا ایک دن غسل کے لیے مین نے خواہش کی کہا کہ تھوڑا پانی
گرم کردے تو نہاؤن ملکہ مسکرا کر بولی کس برتے پر تتا پانی مین خاموشی ہو رہا لیکن وہ پری میری حرکت
سے حیران ہوئی بلکہ چہرے پر آثار رنجگی کے نمود ہوئے یہان تک کہ ایک روز بولی تم بھی عجب آدمی
ہو یا اتنے گرم یا ایسے ٹھنڈے اسکو کیا کہتے ہین اگر تم مین قوت نہ تھی کیون ایسی کچی ہوس پکائی
تب تو اسوقت مین نے بیصبر ہوکر کہا اے جانی منعفی شرط ہے آدمی کو چاہیئے کہ انصاف
سے نہ چوکے بولی اب کیا انصاف رہ گیا ہے جو کچھ ہونا تھا سو ہو چکا فقیر نے کہا واقعی بڑی آرزو
اور مراد میری یہی تھی سو مجھے ملی لیکن دل میرا دبدھے مین ہے اور دو دلی آدمی کی خاطر پریشان
رکھتی ہے اُس سے کچھ ہو نہین سکتا انسانیت سے خارج ہو جاتا ہے مین نے اپنے دل مین
یہ قول کیا تھا کہ بعد اس نکاح کے کہ عین دل کی شادی ہے بعضی بعضی باتین جو خیال مین نہین
آتین اور نہین کھلتین حضور سے پوچھون گا کہ زبان مبارک سے اُسکا بیان سنون تو جی کو تسکین ہو
اُس پری نے چین بجبین ہوکر کہا کیا خوب ابھی سے بھول گئے یاد کرو بارہا ہم نے کہا کہ ہمارے کام
مین ہرگز دخل نہ کیجیو اور کسی بات کے معترض نہ ہوجیو خلاف معمول یہ بے ادبی کرنا کیا لازم ہے
فقیر نے ہنسکر کہا جیسے اور بے ادبیان معاف کرنے کا حکم ہے ایک یہ بھی سہی وہ پری نظرین بدل کر
تیسے مین آگر آگ کا بگولا بنگئی اور بولی اب تو بہت سر پر چڑھا ہے اپنا کام کر اپنا ان باتون سے تجھے کیا
فائدہ ہوگا مین نے کہا دنیا مین اپنے بدن کی شرم سب سے زیادہ ہوتی ہے لیکن ایک دوسرے کا
واقف کار ہوتا ہے بس ایسی چیز دل پر روا رکھی تو اور کونسا بھید چھپانے کے لائق ہے میرے
اس رمز کو وہ پری وقوف سے دریافت کر کر کہنے لگی یہ بات سچ ہے پر جی مین یہ سوچ آتا ہے
کہ اگر مجھ نگوڑی کا راز فاش ہو تو بڑی قیامت مچے مین بولا یہ کیا مذکور ہے بندے کی طرف سے
یہ خیال دل مین نہ لاؤ اور خوشی سے ساری کیفیت جو بیتی ہے فرماؤ ہرگز ہرگز مین دل سے زبان
تک نہ لاؤن گا کسو کے کان پڑنا کیا امکان ہے جب اُسنے دیکھا کہ اب سوا کہنے کے اس عزیز سے
چھٹکارا نہین ناچار ہوکر بولی ان باتون کے کہنے مین بہت سی خرابیان ہین تو خواہ مخواہ در پے ہوا
ہے پر تیری خاطر عزیز ہے اس لیے اپنی سرگذشت بیان کرتی ہون تجھے اُس کا پوشیدہ رکھنا
ضرور ہے الغرض بہت سی تاکید کر کر کہنے لگی کہ مین بدبخت ملک دمشق کے سلطان کی بیٹی ہون اور
وہ سلاطینون سے بڑا بادشاہ ہے سواے میرے کوئی لڑکا بالا اُسکے یہان نہین ہوا جس دن سے
مین پیدا ہوئی ماں باپ کے سایہ مین ناز و نعمت اور خوشی خرمی سے پلی جب ہوش سنبھالا

تب اپنے دل کو خوبصورتوں اور نازنینوں کے ساتھ لگایا چنانچہ ستھری ستھری پریزاد بھولی بھولی اُمرا زادیاں مصاحبت مین اور اچھی اچھی قبول صورت ہم عمر خواصین سہیلیان خدمت مین رہتی تھین تماشا ناچ اور رنگ کا ہمیشہ دیکھا کرتی دنیا کے واسطے بھلے برے سے کچھ کام نہ تھا اپنی بے فکری کے عالم کو دیکھکر سوائے خدا کے شکر کے کچھ منھ سے نہ نکلتا تھا اتفاقاً طبیعت خود بخود ایسی بے مزہ ہوئی کہ نہ مصاحبت کسو کی بھاوے نہ مجلس خوشی کی خوش آوے سودائی سا مزاج ہوگیا دل اُداس اور حیران نہ کسو کی صورت اچھی لگے نہ بات کہنے سننے کو جی چاہے میری یہ حالت دیکھکر دائی دوا چھوچھو اننا سب کی سب متفکر ہوئین اور قدم پر گرنے لگین یہی خواجہ سرا نمک حلال قدیم سے میرا محرم دمہراز ہے اس سے کوئی بات مخفی نہین میری وحشت دیکھ کر بولا اگر بادشاہزادی تھوڑا سا شربت ورق الخیال کا نوش جان فرمائین تو اغلب ہے کہ طبیعت بحال ہو جاوے اور فرحت مزاج مین آوے اس کے اس طرح کہنے سے مجھے بھی شوق ہوا تب مین نے فرمایا جلد حاضر کر محلی باہر گیا ایک صراحی اُسی شربت کی تکلف سے بنا کر برف مین لگا کر لڑکے کے ہاتھ لوا کر آیا مین نے پیا جو کچھ اُسکا فائدہ بیان کیا تھا ویسا ہی دیکھا اُسوقت اِس خدمت کے انعام مین ایک بھاری خلعت خوجے کو عنایت کیا اور حکم کیا کہ ایک صراحی ہمیشہ بلاناغہ اسی وقت حاضر کیا کر اُس دن سے یہ مقرر ہوا کہ خواجہ سرا صراحی اُسی چھوکرے کے ہاتھ لوا لاوے اور بندی پی جاوے جب اُس کا نشہ طلوع ہوتا تو اُس کی لہرین اُس لڑکے سے ٹھٹھا مزاح کرکر دل بہلاتی وہ بھی جب ڈھیٹھ ہوا تب اچھی اچھی میٹھی میٹھی باتین کرنے لگا اور واہی تباہی کی نقلین لانے بلکہ آہ اوہ بھرنے اور سسکیان لینے لگا صورت تو اُس کی طرحدار لائق دیکھنے کے تھی بے اختیار جی چاہنے لگا مین دل کے شوق اور اٹکھیلیون سے ذوق سے ہر روز انعام بخشش دینے لگی پر وہ کمبخت ویسے کپڑون سے جیسے ہمیشہ پہنے رہتا تھا حضور مین آتا بلکہ وہ لباس بھی میلا کچیلا ہو جاتا ایک دن مین نے پوچھا تجھے سرکار سے اتنا کچھ ملا پر تو نے اپنی صورت ویسی ہی پریشان رکھی کیا سبب ہے تو نے روپے کہان خرچ کیے یا جمع کر رکھے لڑکے نے یہ خاطرداری کی باتین جو سُنین اور مجھے اپنا احوال پُرسان پایا آنسو ڈبڈبا کر کہنے لگا جو کچھ آپ نے اس غلام کو عنایت کیا سب اُستاد نے لے لیا مجھے ایک پیسا نہین دیا کہان سے دوسرے کپڑے بناؤن جو پہنکر حضور مین آؤن اس مین میری تقصیر نہین مین ناچار ہون اس غریبی کے کہنے پر اُس سے مجھے ترس آیا وہین خواجہ سرا کو فرمایا آج سے اس لڑکے کو اپنی صحبت مین تربیت کر اور لباس اچھا تیار کرا کر پہنا اور لونڈون مین بے فائدہ کھیلنے کودنے نہ دے بلکہ اپنی

اپنا فرض یہ سب کیا ادب لائق حضور کی خدمت کے سیکھے اور حاضر رہے خواجہ سرا موافق فرمانے کے
بجا لایا اور میری مرضی جو ادھر دیکھی نہایت اسکی خبرگیری کرنے لگا تھوڑے دنون مین فراغت اور خوش خوری
کے سبب اس کا رنگ و روغن کچھ کا کچھ ہوگیا اور کینچلی سی ڈال دی مین اپنے دل کو ہر چند
سنبھالتی پر اس ڈاڈھر کی صورت جی مین ایسی کھپ گئی تھی یہی جی چاہتا تھا کہ مارے پیار کے اسے
کلیجے مین ڈال رکھون اور اپنی آنکھون سے ایک پل جدا نہ کرون آخر اسکو مصاحبت مین داخل کیا اور
خلعتین طرح بطرح کی اور جواہر رنگ برنگ کے پہنا کر دیکھا کرتی بارے اسکے نزدیک رہنے سے
آنکھون کو تسکین جی کو ٹھنڈک ہوتی بردم اس کی خاطرداری کرتی آخر کو میری یہ حالت پہونچی کہ اگر وہ ایک
دم کچھ ضروری کام کو میرے سامنے سے جاتا تو چین نہ آتا بعد کئی برس کے وہ لڑکا بالغ ہوا مسین بھیگنے
لگین عجیب تختی درست ہوئی تب اس کا چرچا باہر درباریون مین ہونے لگا دربان اور دوسرے
میوتے باریدار ویسا دل جو پڑا اسکو محل کے اندر آنے جانے سے منع کرنے لگے آخر اس کا آنا موقوف
ہوا مجھے تو اس بغیر کل نہ آتی تھی ایک دم پہاڑ تھا جب یہ احوال نا امیدی کا سنا ایسی بدحواس
ہو گئی گویا مجھ پہ قیامت ٹوٹی اور یہ حالت ہوئی کہ نہ کچھ کہہ سکتی ہون اور نہ اس بن رہ سکتی ہون
کچھ بس چل نہین سکتا الٰہی کیا کرون عجب طرح کا قلق ہوا مارے بے قراری کے اس محلی کو جو
میرا بھیدی تھا بلا کر کہا کہ مجھے غور اور پرداخت اس لڑکے کی منظور ہے بالفعل صلاح وقت یہ ہے
کہ ہزار اشرفی پونجی دے کر چوک کے چوراہے مین دوکان جوہری کی کروا دو تو تجارت کر کے اسکے
نفع سے اپنی گذران فراغت سے کیا کرے اور میرے محل کے قریب ایک حویلی اچھے نقشے کی رہنے
کے لیے دلوا دو لونڈی غلام نوکر چاکر جو ضرور ہون مول لیکر اور درماہہ مقرر کر کر اس پاس رکھوا دو کہ
کسی طرح بے آرام نہ ہو خواجہ سرا نے اسکی بود و باش کی اور جوہری پنے اور تجارت کی سب طیاری کر دی
تھوڑے عرصے مین اسکی دکان ایسی چمکی اور رونق ہوئی کہ جو خلعتین فاخرہ اور جواہر بیش قیمت سرکار مین
بادشاہ کی اور امیرون کی درکار یا مطلوب ہوتے اسی کے یہان بہم پہونچتے آہستہ آہستہ یہ دکان جمی کہ
جو تحفہ ہر ایک ملک کا چاہیے وہین ملے سب جوہریون کا روزگار اسکے آگے ماند ہو گیا غرض اس شہر مین
کوئی برابری اس کی نہ کر سکتا بلکہ کسی ملک مین ویسا کوئی نہ تھا اسی کاروبار مین تو لاکھون روپیے کمائے
پر جدائی اس کی روز بروز نقصان میرے تن بدن کا کرنے لگی کوئی تدبیر ایسی نہ بن آئی کہ اس کو دیکھ کر
اپنے دل کی تسلی کرون ایک دن مصلحت کے خاطر اسی واقف کار محلی کو بلایا اور کہا کوئی ایسی
صورت بن نہین آتی کہ ذرا اس کی صورت مین دیکھون اور اپنی جان کو صبر دون مگر

یہ طرح ہے کہ ایک سرنگ اُسکی حویلی سے کھدوا کر محل مین ملا دو حکم کرتے ہی کئی دنون مین نقب طیار ہوئی کہ جب سے سانجھ ہوتی چپکے ہی وہ خواجہ سرا اُس جوان کو اُسی راہ سے لے آتا تمام شب شراب کباب عیش وعشرت مین کٹتی مین اُسکے ملنے سے آرام پاتی وہ میرے دیکھنے سے خوش ہوتا جب فجر کا تارا نکلتا اور مؤذن اذان دیتا محلی اُسی راہ سے اُس جوان کو اُس کے گھر پہونچا دیتا ان باتون سے سواے اس خوجے کے اور دو دائیون کے جنہون نے مجھے دودھ پلایا تھا اور پالا تھا چوتھا آدمی کوئی واقف نہ تھا ایک مدت اسی طرح سے گذری ایک دن کا یہ ذکر ہے کہ موافق معمول کے خواجہ جو اُس کو بلانے گیا دیکھے تو وہ جوان فکرمند سا چپکا بیٹھا ہے محلی نے پوچھا آج خیر ہے کیون ایسے دل گیر ہو رہے ہو چلو حضور نے یاد فرمایا ہے اُس نے ہرگز کچھ جواب نہ دیا زبان نہ ہلائی خواجہ سرا اپنا سا منھ لیکر اکیلا پھر آیا احوال اُسکا عرض کیا میرے تئین شیطان جو خراب کرے اُس پر بھی محبت اُسکی دل سے نہ بھولی اگر یہ جانتی کہ یہ عشق اور چاہ ایسے نمکحرام بیوفا کی آخر کو بدنام اور رسوا کرے گی اور ننگ وناموس سب ٹھکانے لگیگا تو اُسیدم اُس کام سے باز آتی اور توبہ کرتی پھر اُسکا نام نہ لیتی نہ اپنا دل اُس بیحیا کو دیتی پر ہونا تو یون تھا اس لیے یہ حرکت بیجا اُس کی خاطر مین نہ لائی اور اُسکے نہ آنے کو معشوقون کا چوچلا اور ناز سمجھا اُسکا نتیجہ یہ دیکھا کہ اس سرگذشت سے بغیر دیکھے بھالے تو بھی واقف ہوا نہین تو مین کہان اور تو کہان خیر جو ہوا سو ہوا اس خردماغی پر اُس گدھے کی خیال نہ کر دوبارہ خوجے کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اگر تو اسوقت نہین آوے گا تو مین کسو نہ کسو ڈھب سے وہین آتی ہون لیکن میرے آنے مین بڑی قباحت ہی اگر یہ راز فاش ہوا تو تیرے حق مین بہت برا ہی ایسا کام نہ کر جس مین سواے رسوائی کے اور کچھ پھل نہ ملے بہتر یہی ہے جلد چلا آ نہین تو مجھے پہونچا جان جب یہ سندیسا گیا اور اشتیاق میرا اپنے دیکھا ٹھنڈی سی صورت بنائے ہوئے ناز نخرے سے آیا جب میرے پاس بیٹھا تب مین نے اُس سے پوچھا کہ آج رکاوٹ اور خفگی کا کیا باعث ہے اتنی شوخی اور گستاخی تو نے کبھو نہ کی تھی ہمیشہ بلا عذر حاضر ہوتا تھا تب اُسنے کہا کہ مین گمنام غریب حضور کی توجہ سے اور دامن دولت کے باعث اس مقدور کو پہونچا بہت آرام سے زندگی کٹتی ہے آپ کی جان ومال کو دعا کرتا ہون یہ تقصیر بادشاہزادی کے معاف کرنے کے بھروسے اس گنہگار سے سرزد ہوئی اُمیدوار عفو کا ہون مین تو جان دل سے اُسے چاہتی تھی اُسکی بناوٹ کی باتون کو مان لیا اور شرارت پر نظر نہ کی بلکہ پھر دلداری سے پوچھا کیا تجھکو ایسی مشکل کٹھن پیش آئی جو ایسا متفکر ہو رہا ہے اُس کو عرض کر

اُسکی بھی تدبیر ہو جائیگی غرض اُسنے اپنی خاکساری کی راہ سے یہی کہا کہ مجھکو سب مشکل ہے اور آپ کے
مدبر و سب آسان ہے آخر اُسکے نخواے کلام اور بہت کہانے سے یہ کھلا کہ ایک باغ نہایت سرسبز اور
تماشے جانی حوض و تالاب کنوئین پختہ سمیت فلانے کی حویلی کے نزدیک نواب شہر مین بکاؤ ہے اور
اُس باغ کے ساتھ ایک لونڈی بھی گانیوالی کہ علم موسیقی مین خوب سلیقہ رکھتی ہے لیکن یہ دونون باہم
بکتے ہین نہ اکیلا باغ جیسے اونٹ کے گلے مین بلی جو کوئی وہ باغ لیوے اُس کنیز کی بھی قیمت
دیوے اور تماشا یہ ہے باغ کا مول لاکھ روپیے اُس باندی کا مول پانچ لاکھ فدوی سے
اتنے روپیے بالفعل سرانجام نہین ہو سکتے مین نے اُسکا دل بہت بے اختیار شوق مین اُس کی
خریداری کے پایا کیونکہ اسیواسطے دل حیران اور خاطر پریشان تھا باوجودیکہ روبرو میرے بیٹھا تھا
تب بھی اُسکا چہرہ ملین اور بری اُداس تھا مجھے تو خاطرداری اُسکی ہر گھڑی اور ہر پل منظور تھی
اسیوقت خواجہ سرا کو حکم کیا کہ کل صبح کو قیمت اُس باغ کی لونڈی سمیت چکا کر قبالہ باغ کا اور
خط کنیز کا لکھوا کر اُس شخص کے حوالے کرو اور مالک کو زر قیمت خزانۂ عامرہ سے دلوا دو اس
پروانگی کے سنتے ہی وہ آداب بجا لایا اور گھر پر رخصت آئی ساری رات اُسی قاعدے
سے جیسے ہمیشہ گذرتی تھی ہنسی خوشی سے رہے فجر ہوتے ہی وہ رخصت ہوا خوجے نے
موافق فرمانے کے اُس باغ کو اور لونڈی کو خرید کر دیا پھر وہ جوان ہمیشہ رات کو موافق معمول کے
آیا جایا کرتا ایک روز بہار کے موسم مین کہ مکان بھی دلچسپ تھا بدلی گھنگھور رہی تھی بوندیان پڑ رہی
تھین بجلی بھی کوند رہی تھی اور ہوا نرم نرم بہتی تھی غرض عجب کیفیت اُس دم تھی جو مین رنگ برنگ
کے حباب اور گلابیان طاقون پر چنی ہوئین نظر پڑین دل للچایا کہ ایک گھونٹ پیون جب
دو تین پیالون کی نوبت پہنچی وہین خیال اُس باغ کو خرید کا گذرا کمال شوق ہوا کہ ایک دم اُس
عالم مین وہان کی سیر کرنا چاہیے کمبختی جو آوے اونٹ چڑھے کتا کاٹے اچھی طرح بیٹھے بٹھائے
ایک دائی کو ساتھ لیکر سرنگ کی راہ سے اُس جوان کے مکان مین گئی وہان سے باغ کی
طرف چلی دیکھا تو ٹھیک اُس باغ کی بہار بہشت کی برابری کر رہی ہے قطرے مینہ کے
درختون کے سبز سبز پتون پر جو پڑے ہین گویا زمرد کی پٹریون پر موتی جڑے ہین اور سرخی
پھولون کی اُس ابر مین ایسی بھلی جیسے شفق پھولی ہے اور نہرین لبالب مانند فرش
آئینے کے نظر آتی ہین اور موجین لہراتی ہین غرض اُس باغ مین ہر طرف سیر کرتی پھرتی تھی
کہ دن ہو چکا سیاہی شام کی نمود ہوئی اتنے مین وہ جوان ایک روش پر نظر آیا

اور مجھے دیکھ کر بہت ادب اور گرمجوشی سے آگے بڑھ کے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ پر دھر کر بارہ دری کی طرف لیچلا جب مین وہان گئی تو وہان کے عالم نے سارے باغ کی کیفیت کو دل سے بھلا دیا یہ روشنی کا ٹھاٹھ تھا جا بجا تھمکے سرو چراغان کنول اور فانوس خیال شمع مجلس حیران اور فانوسین روشن تھین کہ شب برات باوجود چاندنی اور چراغان کے اُسکے آگے اندھیری لگتی ایک طرف آتشبازی پھلجھڑی انار داؤدی بھجنیا مروارید مہتابی ہوائی چرخی ہتھ پھول جاہی جوہی پٹاخے بتاشے چھٹتے تھے اس عرصے مین بادل پھٹ گیا اور چاند نکل آیا بعینہٖ جیسے نافرمانی جوڑا پہنے ہوئے کوئی معشوق نظیر آجاتا ہے بڑی کیفیت ہوئی چاندنی چھٹکتے ہی جوان نے کہا اب چل کر باغ کے بالاخانے پر بیٹھیے مین ایسی احمق ہو گئی تھی کہ جو وہ نگوڑا کہتا سو مین مان لیتی اب یہ ناچ نچایا کہ مجھکو اوپر لیگیا وہ کوٹھا ایسا بلند تھا کہ تمام شہر کے مکان اور بازار کے چراغان گویا اُسکے پائین باغ تھے مین اُس جوان کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوے خوشی کے عالم مین بیٹھی تھی اتنے مین ایک رنڈی نہایت بھونڈی سی صورت نہ شکل چولہے مین سے نکل شراب کا شیشہ ہاتھ مین لیے آپہونچی مجھے اُس وقت اُسکا آنا نپٹ بُرا لگا اور اُسکی صورت دیکھنے سے دل مین ہول اُٹھی تب مین نے گھبرا کر جوان سے پوچھا یہ طرفہ علت کون ہے تو نے کہان سے پیدا کی وہ جوان ہاتھ باندھکر کہنے لگا یہ وہی لونڈی ہے جو اس باغ کے ساتھ حضور کی عنایت سے خرید ہوئی مین نے معلوم کیا کہ اس احمق نے بڑی خواہش سے اس کو قبول کیا شاید اسکا دل اس پر مائل ہے اسی خاطر سے پیچ و تاب کھا کر مین چپکی ہو رہی لیکن دل اُسیوقت سے مکدر ہوا اور ناخوشی مزاج پر چھا گئی تسپر قیامت اُس ایسے بیٹے نے یہ کی کہ ساقی اُسی چھنال کو بنایا اُسوقت مین لہو پیتی تھی اور جیسے طوطی کو کوئی کوے کے ساتھ ایک پنجرے مین بند کرتا ہے نہ جانے کی فرصت پاتی تھی اور نہ بیٹھنے کو جی چاہتا تھا قصہ مختصر وہ شراب بُوند کی بوند تھی جسکے پینے سے آدمی حیوان ہو جاوے دو چار جام پے درپے اُسی تیز آب کے جوان کو دیے اور آدھا پیالہ جوان کی منت سے مین نے بھی زہر مار کیا آخر وہ پلشت بیحیا بھی بدمست ہو کر اُس مردود سے بیہودہ ادائین کرنے لگی اور وہ چیلہ بھی نشے مین بے لحاظ ہو چلا اور نامعقول حرکتین کرنے لگا مجھے یہ غیرت آئی کہ اگر اس وقت زمین پھٹے تو مین سما جاؤن لیکن اُس کی دوستی کے باعث مین بلّی اس پر بھی چپ ہو رہی وہ اصل کا پاجی تھا میرے اِس درگذر کرنے کو نہ سمجھا نشے کی لہر مین اور بھی دو پیالے چڑھا گیا کہ رہتا سہتا ہوش جو تھا وہ بھی گم ہوا اور میری طرف سے مطلق دھڑکا جی سے اُٹھا دیا بے شرمی سے شہوت کے غلبے مین

میرے مدہوش ہونے پیچھے اُس ہندوڑی سے صحبت کی اور وہ چنچل پاپی بھی اُس حالت میں بیٹھے بیٹھی ہوئی نخرے تلے کرنے لگی اور دونوں میں چوما چاٹی ہونے لگی نہ اُس بیوفا میں وفا نہ اُس بیحیا میں حیا جیسی روح ویسے فرشتے میری اسوقت یہ حالت تھی جیسے اُس مرجوکی ڈونبی گا دے تال بے تال اپنے اوپر لعنت کرتی تھی کہ کیون تو یہان آئی جس کی یہ سزا پائی آخر کہان تک سہون نا چیز سر سے پاؤن تک آگ لگ گئی اور انگارون پر لوٹنے لگی اُس غصّے اور طیش میں یہ کہاوت کہی بیل نہ کودا کودی گون یہ تماشا دیکھے کون کہتی ہوئی وہان سے اُٹھی وہ شرابی اپنی خرابی دل میں سوچا کہ اگر بادشاہزادی اس وقت ناخوش ہوئی تو کل میرا کیا حال ہوگا اور مجھ کو کیا قیامت پڑے گی اب یہی ہے تو اسکا کام تمام کر ڈالون یہ ارادہ اُس فیلبانی کی صلاح سے جی میں ٹھہرا کر گلے میں پٹکا ڈال میرے پاؤن آکر گر پڑا اور پگڑی سر سے اُتار کر منت و زاری کرنے لگا میرا دل تو اُس پر لٹو ہو ہی رہا تھا جدھر لیے پھرتا تھا پھرتی تھی اور چکی کی طرح میں اُسکے اختیار میں تھی جو کہتا تھا سو کرتی تھی جون تون مجھے پھسلا پھسلا کر پھر بٹھایا اور اُسی شراب دو آتشہ کے دو چار پیالے بھر بھر کر آپ بھی پیے اور مجھے بھی دیے ایک تو غصّے کے مارے جل بھن کر کباب ہو ہی تھی دوسرے ایسی شراب پی جلد بیہوش ہو گئی کچھ حواس باقی نہ رہے تب اُس بیرحم نمک حرام کفت سنگدل نے تلوار سے مجھے گھائل کیا بلکہ اپنی دانست میں مار چکا اُس دم میری آنکھ کھلی تو منھ سے یہی نکلا خیر جیسا میں نے کیا دیسا پایا لیکن تو اپنے تئین میرے اس خون ناحق سے بچائیو **شعر**

مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر	مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

کسی سے یہ بھید ظاہر نہ کیجیو اور میں نے تجھ سے جان تک بھی دریغ نہ کی پھر اُسکو خدا کے حوالے کر کر میرا جی ڈوب گیا مجھے اپنی سدھ بدھ کچھ نہ رہی شاید اُس قصائی نے مجھے مردہ خیال کر اُس صندوق میں ڈال کر قلعے کی دیوار کے تلے لٹکا دیا سو تو نے دیکھا میں کسو کا بُرا نہ چاہتی تھی لیکن یہ خرابیان قسمت میں لکھی تھین ٹلتی نہین کرم کی ریکھا ان آنکھون کے سبب یہ کچھ دیکھا اگر خوبصورتون کے دیکھنے کا دل میں شوق نہ ہوتا تو وہ بدبخت میرے گلے کا طوق نہ ہوتا اللہ نے یہ کام کیا کہ تجھکو وہان پہنچایا اور تو سبب میری زندگی کا ہوا اب حیا جی میں آتی ہے کہ یہ رسوائیان کھینچکر اپنے تئین جیتا نہ رکھون یا کسی کو منھ نہ دکھاؤن پر کیا کرون مرنے کا اختیار اپنے ہاتھ میں نہین خدا نے مار کر پھر جلایا آگے دیکھیے کیا قسمت میں بدا ہے ظاہر میں تو تیری دوڑ دھوپ اور خدمت کام آئی جو دیسے زخمون سے شفا پائی تو نے جان و مال سے

میری خاطر کی اور جو کچھ اپنی بساط تھی حاضر کی اُن دنون مجھے خرچ سے دو دلا دیکھکر وہ شفقہ شیدی بہار کو
جو میرا خزانچی ہی لکھا اُس مین یہی مضمون تھا کہ مین خیر و عافیت سے اب فلانے مکان مین ہون مجھ
بدطالع کی خبر والدہ شریفہ کی خدمت مین پہونچائیو اُس نے تیرے ساتھ وہ کشتیان نقد کی
خرچ کی خاطر بھیجدین اور جب مجھے خلعت اور جواہر خرید کرنے کو یوسف سوداگر بچے کی دوکان پہ
بھیجا تو نے مجھے یہ بھروسہ تھا کہ وہ کم حوصلہ ہر ایک سے جلد آشنا ہو بیٹھتا ہے مجھے بھی اجنبی جانکر اغلب
ہے کہ دوستی کرنے کے لیے اترا کر دعوت اور ضیافت تیری کرے گا سر میرا منصوبہ ٹھیک بیٹھا
جو کچھ میرے دل مین آیا تھا اُسنے ویسا ہی کیا تو جب اُس سے قول و قرار پھر آنے کا کر کر میرے
پاس آیا اور مہمانی کی حقیقت اور اُسکا بجد ہونا مجھ سے کہا مین دل مین خوش ہوئی کہ جب تو اُسکے
گھر مین جاکر کھاوے پیویگا تب اگر تو بھی اُسکو مہمانی کی خاطر بلا دے گا تو وہ دوڑا چلا آوے گا اسیلیے مجھے
جلد رخصت کیا تین دن کے پیچھے جب تو وہان سے فراغت کر کے آیا اور میرے روبرو عذر غیر حاضری کا
شرمندگی سے لایا مین نے تیری تشفی کے لیے فرمایا کچھ مضائقہ نہین جب اُس نے رضا دی تب تو
آیا لیکن بے شرمی خوب نہین کہ دوسرے کا احسان اپنے سر پر رکھے اور اُسکا بدلا نہ کیجیے اب
تو بھی جاکر اُسکی استدعا کر اور اپنے ساتھ ہی ساتھ لے آ جب تو اُسکے گھر گیا تب مین نے دیکھا کہ یہان کچھ
اسباب مہمانداری کا طیار نہین اگر وہ آجاوے تو کیا کرون لیکن یہ فرصت پائی کہ اُس ملک مین
قدیم سے بادشاہون کا یہ معمول ہے کہ آٹھ مہینے کاروبار ملکی و مالی کے واسطے ملک گیری
مین باہر رہتے ہین چار مہینے موسم برسات کے قلعۂ مبارک مین جلوس فرماتے ہین اُن دنون
دوچار مہینے سے بادشاہ یعنے ولی نعمت مجھ بدبخت کے بندوبست کی خاطر ملک گیری کو تشریف
لے گئے تھے جب تک تو اُس جوان کو ساتھ لیکر آوے شیدی بہار نے میرا احوال خدمت مین
بادشاہ بیگم کے کہ والدہ مجھ ناپاک کی ہین عرض کیا پھر مین اپنی تقصیر اور گناہ سے خجل ہو کر اُن کے
روبرو جا کھڑی ہوئی اور جو سرگذشت تھی سب بیان کی ہرچند انھون نے میرے غائب ہونے کی
کیفیت دوراندیشی اور مہربانی سے چھپا رکھی تھی کہ خدا جانے اُسکا کیا انجام ہو ابھی یہ رسوائی ظاہر
کرنی خوب نہین میرے بدلے میرے عیبونکو اپنے پیٹ مین رکھ چھوڑا تھا لیکن میری تلاش مین تھین جب
مجھے اِس حالت مین دیکھا اور سب ماجرا سُنا آنسو بھر لائین اور فرمایا اے کمبخت ناشدنی تو نے
جان بوجھ کے نام و نشان بادشاہت کا سارا کھویا ہزار افسوس اور اپنی زندگی سے بھی ہاتھ
دھویا کاشکے تیری عوض مین پتھر جنتی تو صبر آتا اب بھی توبہ کر جو قسمت مین تھا

سو ہوا اب جو آگے کیا کرے گی جیو گی یا مرے گی مین نے نہایت شرمندگی سے کہا مجھ بیحیا کے لیکھون
مین یونہین لکھا تھا اس بدنامی اور خرابی مین ایسی ایسی آفتون سے بچ کر جیتی رہون اس سے مرنا ہی بھلا
تھا اگرچہ کلنک کا ٹیکا میرے ماتھے پر لگا پر ایسا کام نہین کیا جس مین ماں باپ کے نام کو عیب
لگے اب یہ بڑا فکر ہے کہ وے دونون بے حیا میرے ہاتھ سے بچ جاوین اور آپس مین
رنگ رلیان مناوین اور مین اُنکے ہاتھون سے یہ کچھ دیکھون حیف ہے کہ مجھ سے کچھ نہو سکے
اُمیدوار ہون کہ خانسامان کو پروانگی ہو تو اسباب ضیافت کا بخوبی تمام اس کمبخت کے مکان مین
طیار کرے تو مین دعوت کے بہانے سے اُن دونون بدبختون کو بلوا کر اُن کے عملون کی سزا
دون اور اپنا عوض لون جس طرح اُس نے مجھ پر ہاتھ چھوڑا اور گھائل کیا مین بھی دونون کو
پرزے پرزے کرون تب میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو نہین تو اس غصے کی آگ مین پھنک رہی ہون آخر
جل بل کر کوئلہ ہو جاؤن گی یہ سنکر ماما نے انّا کے درد سے مہربان ہو کر میری عیب پوشی کی
اور سارا لوازمہ ضیافت کا اُسی خواجہ سرا کے ساتھ جو میرا محرم ہے کر دیا سب اپنے اپنے
کارخانے مین آکر حاضر ہوئے شام کے وقت تو اُس موے کو لیکر آیا مجھے اُس قحبہ باندی کا بھی آنا
منظور تھا چنانچہ تجھکو تقید کر کر اُسے بھی بلوایا جب وہ بھی آئی اور مجلس جمی شراب پی پی کر سب
بدمست اور بیہوش ہوئے اور اُنکے ساتھ تو بھی کیفی ہو کر مردہ سا پڑا مین نے قلماقنی کو حکم کیا کہ ان
دونون کا سر تلوار سے کاٹ ڈال اُسنے وونہین ایک دم مین شمشیر نکال دونون کے سر
کاٹ بدن لال کر دیے اور تجھپر غصے کا یہ باعث تھا کہ مین نے اجازت ضیافت کی دی تھی تو دو
دن کی دوستی پر اعتماد کر کے شریک مئخواری کا ہوا البتہ یہ تیری حماقت اپنے تئین پسند نہ آئی
اس واسطے کہ جب تو پی پا کر بیہوش ہوا تب توقع رفاقت کی تجھ سے کیا رہی پر تیری خدمت
کے حق ایسے میری گردن پر ہین کہ جو تجھ سے ایسی حرکت ہوئی ہے تو معاف کرتی ہون لے
مین نے اپنی حقیقت ابتدا سے انتہا تک کہہ سنائی اب بھی دل مین کچھ اور ہوس باقی ہے جیسے
مین نے تیری خاطر کرکے تیرے کہنے کو سب طرح قبول کیا تو بھی میرا فرمانا اسی صورت سے عمل
مین لا صلاح وقت یہ ہے کہ اب اس شہر مین رہنا میرے اور تیرے حق مین بھلا نہین آگے تو
مختار ہے یا معبود اللہ شہزادی اتنا فرما کر چپ ہو رہی فقیر تو دل و جان سے اُسکے حکم کو
سب چیز پر مقدم جانتا تھا اور اُسکی محبت کے جال مین پھنسا تھا بولا جو مرضی مبارک مین آوے
سو بہتر ہے یہ فدوی بے عذر بجا لاویگا جب شہزادی نے میرے تئین فرمانبردار و خدمتگار

اپنا پورا سمجھا فرمایا دو گھوڑے چالاک اور جانباز کہ چلنے مین ہوا سے باتین کرین بادشاہ کے خاص
اصطبل سے منگوا کر طیار رکھ مین نے ویسے ہی پریزاد چار گردے کے گھوڑے چُن کر زین بندھوا کر
منگوائے جب تھوڑی رات باقی رہی بادشاہزادی مردانہ لباس پہنکر اور پانچون ہتھیار باندھکر
ایک گھوڑے پر سوار ہوئی اور دوسرے مرکب پر مین بھی مسلح ہو کر چڑھ بیٹھا اور ایک طرف کی راہ لی
جب شام ہوئی اور پھر جا ہونے لگا تب ایک پوکھر کے کنارے پہونچے اُتر کر منھ ہاتھ دھو جلدی
سے کچھ ناشتا کر کے پھر سوار ہو کر چلے کبھو ملکہ کچھ کچھ باتین کرتی اور یون کہتی کہ ہم نے تیری خاطر
شرم و حیا ملک و مال تاج باپ سب چھوڑا ایسا نہ ہو کر تو بھی اُس ظالم بیوفا کی طرح سلوک
کرے کدھو مین کچھ احوال ادھر اُدھر کا راہ کٹنے کے لیے کہتا اور اس کا جواب دیتا کہ بادشاہزادی
سب آدمی ایک سے نہین ہوتے اُس پاجی کے نطفے مین کچھ خلل ہو گا جو اُس سے ایسی
حرکت واقع ہوئی اور مین نے جان و مال تجپر تصدق کیا اور تم نے مجھے ہر طرح سرفرازی
بخشی اب مین بندہ بغیر دامون کا ہون میرے چمڑے کی اگر جوتیان بنوا کر پہنو تو مین آہ نہ
کرون ایسی ایسی باتین باہم ہوتی تھین اور رات دن چلنے سے کام تھا کبھو جو ماندگی کے
سبب کہین اُترتے تو جنگل کے چرند و پرند شکار کرتے اور حلال کر کے نمکدان سے لون نکال چقماق
سے آگ جھاڑ بھون بھان کر کھا لیتے گھوڑون کو چھوڑ دیتے وے اپنے منھ سے گھاس پات
چُر چُگ کر اپنا پیٹ بھر لیتے ایک روز ایسے کفِ دست میدان مین جا نکلے کہ جہان بستی کا نام
نہ تھا اور نہ آدمی کی صورت نظر آتی تھی اس پر بھی بادشاہزادی کی رفاقت کے سبب سے
دن عید اور رات شب برات معلوم ہوتی تھی جاتے جاتے اچنت ایک دریا کہ جس کے
دیکھنے سے کلیجا پانی ہو راہ مین ملا کنارے پر کھڑے ہو کر جو دیکھا تو جہان تلک نگاہ نے کام کیا
پانی ہی پانی تھا کچھ تھل بیڑا نہ پایا الٰہی اب اس سمندر سے کیونکر پار اُترین ایک دم اِسی سوچ
مین کھڑے رہے آخر یہ دل مین لہر آئی کہ ملکہ کو یہین بٹھا کر مین تلاش مین ناؤ نواڑی کے جاؤن
جب تلک اسباب گذارے کا ہاتھ آوے تب تلک وہ نازنین بھی آرام پاوے تب مین نے کہا
اے ملکہ اگر حکم ہو تو گھاٹ باٹ اس دریا کا دیکھون فرمانے لگی مین بہت تھک گئی ہون اور
بھوکی پیاسی ہو رہی ہون ذرا دم لے لون جب تئین تم پار چلنے کی کچھ تدبیر کرو اُس جگہ ایک
درخت پیپل کا تھا بڑا چھتر باندھے ہوئے کہ اگر ہزار سوار آئین تو دھوپ مینھ مین اُس کے
تلے آرام پائین وہان اس کو بٹھا کر مین چلا اور چارون طرف دیکھتا تھا کہ کہین بھی

تین برس دریا مین نستان انسان کا پاؤن تھیر سر مارا کہین نہ پایا آخر مایوس ہو کر وہان سے
پھر آیا تو اس پری کو پیر سے پتہ نہ پایا اسوقت کی حالت کیا کہون کہ سرتا پا حیرانی سے بھی دیوانہ باولا ہو گیا
کبھی درخت پر چڑھ جاتا اور ڈال ڈال پات پات پھرتا کبھی ہاتھ پاؤن توڑ کر زمین مین گرتا اور اس
درخت کی جڑ کے آس پاس تصدق ہوتا کبھی چلا چلا کر اپنی بے بسی پر روتا اور کبھی پچھم سے پورب کو
دوڑتا کبھی اتر سے دکھن کو پھرتا غرض بہتیری خاک چھانی لیکن اس گوہر نایاب کی نشانی نہ پائی
جب میرا کچھ بس نہ چلا تب روتا اور خاک سر پر اڑاتا ہوا تلاش ہر کہین کرتا ہوا دل مین یہ خیال
آیا کہ شاید جن اس پری کو اٹھا کر لے گیا اور مجھے یہ داغ دے گیا یا اس کے ملک سے کوئی اس کے
پیچھے لگا چلا آتا تھا اس وقت اکیلا پا کر شاید ناکر پھر شام کی طرف لے گیا ایسے خیالون مین گھبرا کر
کپڑے لتے پھینک پھاڑ کر دیے ننگا منگا فقیر بنکر شام کے ملک مین صبح سے شام تک
ڈھونڈھتا پھرتا اور رات کو کہین پڑ رہتا سارا جہان روندا پر اپنی بادشاہزادی کا نام و
نشان کسی سے نہ سنا نہ سبب غائب ہونے کا معلوم ہوا تب دل مین آیا کہ جب اس جانی کا کچھ
پتا نہ پایا تو اب جینا بھی بیفائدہ ہے کسی جنگل مین ایک پہاڑ نظر آیا تب اس پر چڑھ گیا اور یہ ارادہ
کیا کہ اپنے تئین گرا دون کہ ایک دم مین سر پتھرون سے ٹکرا کے ٹکڑے ہو کے پھوٹ جاوے گا تو
ایسی مصیبت سے جی چھوٹ جاوے گا یہ دل مین ٹھہرا کر چاہتا تھا کہ اپنے تئین گرا دون پاؤن بھی ہاتھ سے چکے
تھے کہ کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اتنے مین ہوش آیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک سوار سبز پوش منہ پر نقاب ڈالے
مجھ سے فرماتا ہے کہ کیون تو اپنے مرنے کا قصد کرتا ہے خدا کے فضل سے ناامید ہونا کفر ہے
جب تک سانس ہے تب تک آس ہے اب تھوڑے دنون مین روم کے ملک مین تین درویش
تجھ سے ویسے ہی ایسی ہی مصیبت مین پھنسے ہوے اور ایسے ہی تماشے دیکھے ہوے تجھ سے
ملاقات کرینگے اور وہان کے بادشاہ کا آزاد بخت نام ہے اسکو بھی ایک بڑی مشکل در پیش
ہے جب وہ بھی تم چارون فقیرون کے ساتھ ملے گا تو ہر ایک کے دل کا مطلب اور مراد جو ہے
بخوبی حاصل ہوگی مین نے رکاب پکڑ کر بوسہ دیا اور کہا اے خدا کے ولی تمھارے اتنے ہی فرمانے
سے میرے دل کو اضطراب سے تسلی ہوئی لیکن خدا کے واسطے یہ فرمایئے کہ آپ کون ہین اور
اسم شریف کیا ہے تب انھون نے فرمایا کہ مرتضے علی میرا نام ہے اور میرا یہی کام ہے کہ جسکو
جو مشکل کٹھن پیش آوے تو مین اس کو آسان کر دون اتنا فرما کر نظرون سے پوشیدہ ہو گئے
ہو رہے اس فقیر نے اپنے مولا مشکل کشا کی بشارت سے خاطر جمع ہو کر قسطنطنیہ کا

ارادہ کیا راہ مین جو کچھ مصیبتین قسمت مین لکھی تھین کھینچتا ہوا اُس بادشاہزادی کی ملاقات کے
بھروسے خدا کے فضل سے یہان تک آپہونچا اور اپنی خوش نصیبی سے تمھاری خدمت مین مشرف
ہوا ہمارے تمھارے آپس مین ملاقات ہوئی باہم صحبت اور بات چیت میسر آئی اب چاہیے
کہ بادشاہ آزاد بخت سے بھی روشناس اور جان پہچان ہو بعد اُس کے مقرر ہم پانچون اپنے
مقصد دلی کو پہونچین گے تم بھی دعا مانگو اور آمین کہو یادی اِس حیران سرگردان کی سرگذشت
یہ تھی جو حضور مین درویشون کے کہہ سنائی اب آگے دیکھیے کہ کب یہ محنت و غم ہمارا بادشاہزادی
کے ملنے سے خوشی اور خرمی سے بدل ہو آزاد بخت ایک کونے مین چھپا ہوا چپکا دھیان لگائے
پہلے درویش کا ماجرا سُنکر خوش ہوا پھر دوسرے درویش کی حقیقت کو سننے لگا۔

سیر دوسرے درویش کی

جب دوسرے درویش کے کہنے کی نوبت پہونچی وہ چار زانو ہو بیٹھا اور بولا۔

اے یارو اس فقیر کا ٹک ماجرا سنو — مین ابتدا سے کہتا ہون تا انتہا سنو
جسکا علاج کر نہین سکتا کوئی حکیم — ہیگا ہمارا درد نپٹ لا دوا سنو

اے دلق پوشو یہ عاجز بادشاہزادہ فارس کے ملک کا ہے ہر فن کے آدمی وہان پیدا ہوتے ہین
چنانچہ اصفہان نصف جہان مشہور ہے ہفت اقلیم مین اُس اقلیم کے برابر کوئی ولایت نہین
کہ وہان کا ستارہ آفتاب ہے اور وہ ساتون کوکب مین نیر اعظم ہے آب و ہوا وہان کی خوش
اور لوگ روشن طبع اور صاحب سلیقہ ہوتے ہین میرے قبلہ گاہ نے جو بادشاہ اُس
ملک کے تھے لڑکپن سے قاعدے اور قانون سلطنت کے تربیت کرنے کے واسطے بڑے
بڑے دانا اُستاد ہر ایک علم اور کسب کے چُن کر میری اتالیقی کے لیے مقرر کیے تھے تو

مین تعلیم کامل ہر فن کی پاکر قابل ہوا خدا کے فضل سے چودہ برس کے سن و سال مین سب علم سے
ماہر ہوا گفتگو معقول نشست و برخاست پسندیدہ اور جو کچھ بادشاہون کو لائق اور درکار ہے سب
حاصل کیا اور یہی شوق شب و روز تھا کہ قابلون کی صحبت مین قصے ہر ایک ملک کے اور احوال اولو العزم
بادشاہون اور نامدارون کا سنا کرون ایک روز ایک مصاحب دانا نے کہ خوب
تواریخ دان اور جہاندیدہ تھا مذکور کیا کہ اگرچہ آدمی کی زندگی کا کچھ بھروسا نہین لیکن اکثر وصف
ایسے ہین کہ ان کے سبب سے انسان کا نام قیامت تک زبانون پر بخوبی چلا جائے گا مین
نے کہا اگر تھوڑا سا احوال اسکا مفصل بیان کرو تو مین بھی سنون اور اس پر عمل کرون تب
وہ شخص حاتم طائی کا ماجرا اس طرح سے کہنے لگا

قصہ حاتم طائی کا

حاتم طائی کے وقت مین ایک بادشاہ عرب کا نوفل نام تھا اسکو حاتم کے ساتھ بسبب نام آوری
کے دشمنی کامل ہوئی بہت سا لشکر فوج جمع کر کے لڑائی کی خاطر چڑھ آیا حاتم تو خداترس اور نیک مرد
تھا یہ سمجھا کہ اگر مین بھی جنگ کی طیاری کرون تو خدا کے بندے مارے جائین گے اور بڑی خونریزی
ہوگی اسکا عذاب میرے نام لکھا جائیگا یہ بات سوچ کر تن تنہا اپنی جان لیکر ایک پہاڑ کی کھوہ مین
جا چھپا جب حاتم کے غائب ہونے کی خبر نوفل کو معلوم ہوئی سب اسباب اور گھر بار حاتم کا
قرق کیا اور منادی کرا دی کہ جو کوئی ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر پکڑ لاوے پانسو اشرفی بادشاہ
کی سرکار سے انعام پاوے یہ سنکر سب کو لالچ آیا اور جستجو حاتم طائی کی کرنے لگے ایک دن
ایک بوڑھا اور اس کی بڑھیا دو تین بچے چھوٹے چھوٹے ساتھ لیے ہوئے لکڑیان توڑنے
کے واسطے اس غار کے پاس جہان حاتم پوشیدہ تھا پہونچے اور لکڑیان اس جنگل سے چننے لگے
بڑھیا بولی کہ اگر ہمارے دن کچھ بھلے آتے تو حاتم کو کہین ہم دیکھ پاتے اور اس کو پکڑ کر نوفل کے
پاس لیجاتے تو وہ پانچ سو اشرفی دیتا ہم آرام سے کھاتے اس دکھ دھندے سے چھوٹ
جاتے بوڑھے نے کہا کیا بڑبڑ کرتی ہے ہمارے طالع مین یہی لکھا ہے کہ روز لکڑیان توڑین
اور سر پر دھر کر بازار مین بیچین تب روٹی میسر آوے یا ایک روز جنگل سے باگھ لیجاوے
اپنا کام کر ہمارے ہاتھ حاتم کاہے کو آوے گا کہ بادشاہ سے اتنے روپے انعام دلاویگا
عورت نے ٹھنڈی سانس بھری اور چپکی ہو رہی یہ دونون کی باتین حاتم نے سنین مردمی اور
مروت سے بعید جانا کہ اپنے تئین چھپائے اور جان کو بچائے اور ان بیچارون کو

مطلب تک نہ پہونچائے سچ ہے جس آدمی مین رحم نہین تو وہ انسان نہین اور جسکے جی مین درد نہین
وہ قصائی ہے شعر درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ٭ ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے
کروبیان ٭ غرض حاتم کی جوانمردی نے نہ قبول کیا کہ اپنے کانون سے سُنکر چپکا ہو رہے وہین
باہر نکل آیا اور اس بوڑھے سے کہا اے عزیز حاتم مین ہی ہون میرے تئین نوفل کے پاس لے
چل وہ مجھے دیکھے گا جو کچھ روپے دینے کا اقرار کیا ہے تجھے دیوے گا پیرمرد نے کہا سچ ہے
اس صورت مین بھلائی اور بہبودی میری البتہ ہے لیکن وہ کیا جانے تجھ سے کیا سلوک
کرے اگر مار ڈالے تو مین کیا کرون یہ مجھ سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ تجھ سے انسان کو اپنی طمع کی خاطر
دشمن کے حوالے کرون وہ مال کَے دن کھاؤنگا اور کب تک جیونگا آخر مر جاؤنگا تب
خدا کو کیا جواب دونگا حاتم نے بہتیری منت کی کہ مجھے لے چل مین اپنی خوشی سے کہتا ہون اور
ہمیشہ اسی آرزو مین رہتا ہون کہ میرا جان و مال کسی کے کام آئے تو بہتر ہے لیکن وہ بوڑھا
کسی طرح راضی نہ ہوا کہ حاتم کو لیجاوے اور انعام پاوے آخر ناچار ہو کر حاتم نے کہا اگر تو مجھے یون
نہین لیجاتا مین آپ سے آپ بادشاہ کے پاس جا کر کہتا ہون اس بوڑھے نے مجھے جنگل مین
ایک پہاڑ کی کھوہ مین چھپا رکھا تھا وہ بوڑھا ہنسا اور بولا بھلائی کے بدلے برائی ملے تو یا نصیب اس
ردوبدل کے سوال وجواب مین آدمی اور بھی آن پہونچے بھیڑ لگ گئی اُنھون نے معلوم کیا کہ حاتم
یہی ہے تُرت پکڑ لیا اور حاتم کو لے چلے وہ بوڑھا بھی افسوس کرتا ہوا پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا
جب نوفل کے روبرو لے گئے اُس نے پوچھا کہ اس کو کون پکڑ لایا ایک بدذات سنگدل
بولا کہ ایسا کام سوائے ہمارے کون کرسکتا ہے یہ فتح ہمارے نام ہے ہم نے عرش پر جھنڈا
گاڑا ہے ایک اور لن ترانی والا ڈینگ مارنے لگا کہ مین کئی دن سے دوڑ دھوپ کر جنگل سے
پکڑ لایا ہون میری محنت پر نظر کیجے اسی طرح اشرفیون کی لالچ سے ہر کوئی کہتا تھا کہ یہ کام مجھ
سے ہوا وہ بوڑھا چپکا ایک کونے مین لگا ہوا سب کی شیخیان سن رہا تھا اور حاتم کی خاطر
کھڑا روتا تھا جب اپنی اپنی دلاوری اور مردانگی سب کہہ چکے تب حاتم نے بادشاہ سے کہا
اگر سچ بات پوچھو تو یہ ہے کہ وہ بوڑھا جو الگ سب سے کھڑا ہے مجھکو لایا ہے اگر قیافہ پہچاننا
جانتے ہو تو دریافت کرو اور میرے پکڑنے کی خاطر جو قول کیا ہے پورا کرو کہ سارے ڈیل مین زبان
حلال ہے مرد کو چاہیے جو کہے سو کرے یون تو جیبھ حیوان کو بھی خدا نے دی ہے پھر حیوان اور
انسان مین کیا تفاوت ہے نوفل نے اُس لکڑہارے بوڑھے کو پاس بلا کر پوچھا کہ سچ کہو

احسان کیا کہ حاتم کو کون پکڑتا؟ اس بچارے نے سر سے پاؤں تک جو گذرا تھا سب کہہ سنایا اور
جب حاتم بھی قائل ہوا کہ سچ ہے آپ چلا آیا ہے نوفل یہ بات حاتم کی سنکر متعجب ہوا کہ بلے تیری سخاوت
اپنی جان کا بھی خطرہ نہ کیا جتنے جھوٹے دعوے حاتم کے پکڑ لانے کے کرتے تھے حکم کیا کہ ان کی
مشکیں کس کر پانسو اشرفی کے بدلے پانسو جوتیاں ان کے سر پر لگاؤ کہ ان کا بھیجا
نکل پڑے وہیں تڑا تڑ پیزار برسنے لگی ایک دم میں سر ان کے گنجے ہو گئے سچ ہے جھوٹ
بولنا ایسا ہی گناہ ہے کہ کوئی گناہ اس کو نہیں پہنچتا خدا سب کو اس بلا سے محفوظ رکھے اور
جھوٹ بولنے کی چسک سے بہت آدمی جھوٹ موٹ بکے جاتے ہیں لیکن آزمایش کے وقت
شرمندہ ہوتے ہیں غرض ان سب کو موافق ان کے انعام دے کر نوفل نے اپنے دل میں خیال کیا کہ حاتم
ایسا شخص ہے کہ ایک عالم کو اس سے فیض پہنچتا ہے اور محتاجوں کی خاطر اپنی جان تک دریغ نہیں
کرتا اور خدا کی راہ میں سر تا پا حاضر ہے دشمنی رکھنی اور اس کا مدعی ہونا مروت اور جوانمردی سے
بعید ہے وہیں حاتم کا ہاتھ بڑی دوستی اور گرمجوشی سے پکڑ لیا اور کہا کیوں نہ ہو جب ایسے ہو تب
ایسے ہو تواضع و تعظیم کر کے پاس بٹھلایا اور حاتم کا ملک و املاک اور مال و اسباب جو کچھ ضبط کیا
تھا وہیں چھوڑ دیا نئے سرے سے سرداری قبیلہ طے کی اسے دی اور اس بوڑھے کو پانسو اشرفیاں
اپنے خزانے سے دلوا دیں وہ دعائیں دیتا ہوا چلا گیا جب یہ ماجرا حاتم کا میں نے تمام سنا جی میں غیرت
آئی اور یہ خیال گذرا کہ حاتم اپنی قوم کا فقط رئیس تھا جن نے ایک سخاوت کے باعث یہ نام
پیدا کیا کہ آج تک مشہور ہے میں خدا کے حکم سے بادشاہ تمام ایران کا ہوں اگر اس نعمت سے
محروم رہوں تو بڑا افسوس ہے فی الواقع دنیا میں کوئی کام بڑا داد و دہش سے نہیں
اس واسطے کہ آدمی جو کچھ دیتا ہے اس کا عوض عاقبت میں لیتا ہے اگر کوئی ایک دانا بوتا
ہے تو اس سے کتنا کچھ پیدا ہوتا ہے یہ بات دل میں ٹھہرا کر میر عمارت کو بلوا کر حکم کیا کہ ایک
مکان عالیشان جس کے چالیس دروازے بلند اور بہت کشادہ ہوں باہر شہر کے جلد بنواؤ
تھوڑے عرصے میں ویسی ہی عمارت وسیع جیسا دل چاہتا تھا بنکر تیار ہوئی اور اس مکان میں
ہر روز ہر وقت فجر سے شام تک محتاجوں اور بیکسوں کے تئیں روپے اشرفیاں دیتا اور جو کوئی
جس چیز کا سوال کرتا میں اسے مالامال کرتا غرض چالیسوں دروازے سے حاجت مند آتے
اور جو چاہتے سو لے جاتے ایک روز کا یہ ذکر ہے کہ ایک فقیر سامنے کے دروازے سے آیا
اور ایک اشرفی کا سوال کیا میں نے اسے ایک اشرفی دی پھر وہی دوسرے دروازے سے ہو کر آیا اور

دو اشرفیاں مانگیں مین نے پہچان کر در گذر کی اور دین اسی طرح اُسنے ہر ایک دروازے سے آنا
اور ایک ایک اشرفی بڑھانا شروع کیا اور مین بھی جان بوجھکر انجان ہوا اور اُس کے سوال کے
موافق دیا کیا آخر چالیسوین دروازے کی راہ سے آکر چالیس اشرفیاں مانگین وہ بھی مین نے دلوا دین
اتنا کچھ لیکر وہ درویش پھر پہلے دروازے سے گھس آیا اور سوال کیا مجھے بہت بُرا معلوم ہوا مین
نے کہا سُن اے لالچی تو کیسا فقیر ہے کہ ہرگز فقر کے تینون حرفون سے بھی واقف نہین فقیر کا عمل
اُن پر چاہیئے فقیر بولا بھلا داتا تمھین بتاؤ مین نے کہا **ف** سے فاقہ **ق** سے قناعت
ر سے ریاضت نکلتی ہے جس مین یہ باتین نہ ہون وہ فقیر نہین اتنا جو تجھے ملا ہے اُسکو کھا پیکر
پھر آئیو اور جو مانگے گا لیجائیو یہ خیرات احتیاج رفع کرنے کے واسطے ہے: جمع کرنے کے لیے
اے حریص چالیس دروازون سے تو نے ایک اشرفی سے چالیس اشرفیاں تک لین اسکا حساب
تو کر کہ ریوڑی کے پھیر کی طرح کتنی اشرفیاں ہوئین اور اس پر بھی پھر تجھے حرص پہلے دروازے
سے لے آئی اتنا مال جمع کر کر کیا کرے گا فقیر کو چاہیئے کہ ایک روز کی فکر کرے دوسرے دن پھر نئی
روزی رازق دینے والا موجود ہے اب حیا اور شرم پکڑ اور صبر و قناعت کو کام فرما یہ کیسی
فقیری ہے جو تجھے مرشد نے بتائی ہے فقیر یہ میری بات سنکر خفا ہوا اور جتنا مجھ سے
لیکر جمع کیا تھا سب زمین مین ڈال دیا اور بولا بس بابا اتنے گرم مت ہو اپنی کائنات لیکر

تصویر حاتم اور فقیر کی

بلکہ تھوڑا سا پھر سخاوت کا نام غنیمت تھا ہونا بہت مشکل ہے تم سخاوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے اس کی
منزل پر کب پہونچو گے ابھی دلّی دور ہے سخی کے بھی تین حرف ہیں پہلے اُن پر عمل کرو تب سخی کہلاؤ
تب تو میں تھما اور کہا بھلا داتا اس کے معنی سمجھا دے کہنے لگا سین سے سمائی اور خ سے
خوف الٰہی اور ی سے یاد رکھنا اپنی پیدائش اور مرنے کو جب تک اتنا نہ ہووے تو سخاوت کا
نام نہ لے اور سخی کا یہ درجہ ہے کہ اگر بدکار ہے تو بھی خدا کا دوست ہے اس فقیر نے بہت ملکوں کی
سیر کی ہے لیکن سوائے بصرے کی بادشاہزادی کے کوئی سخی دیکھنے میں نہ آیا سخاوت کا جامہ
خدا نے اُس عورت پر قطع کیا ہے اور سب نام چاہتے ہیں پر ویسا کام نہیں کرتے یہ سنکر میں نے
بہت منت کی اور قسمیں دیں کہ میری تقصیر معاف کرو اور جو چاہیے سو لو میرا دیا ہرگز نہ لیا اور یہ
بات کہتا ہوا چلا اب اگر اپنی ساری بادشاہت مجھے دے تو اُس پر بھی نہ تھوکوں اور نہ دھار
ماروں وہ تو چلا گیا پر بصرے کی بادشاہزادی کی تعریف سننے سے دل بیکل ہوا کسی طرح کل نہ
تھی اب یہ آرزو ہوئی کہ کسی صورت سے بصرے چل کر اُس کو دیکھا چاہیئے اس عرصے میں
بادشاہ نے وفات ہوئی اور میں تخت پر بیٹھا سلطنت ملی پر وہ خیال نہ گیا وزیر اور امیروں
سے جو پایۂ تخت سلطنت کے اور ارکان مملکت کے تھے مشورت کی کہ سفر بصرے کا کیا
چاہتا ہوں تم اپنے کاموں میں مستعد رہو اگر زندگی ہے تو سفر کی عمر کوتاہ ہوتی ہے جلد پھر
آتا ہوں کوئی میرے جانے پر راضی نہوا ناچار دل تو اداس ہو رہا تھا ایک دن بغیر سب کے
کہے سنے چپکے وزیر باتدبیر کو بلا کر مختار اور وکیل مطلق اپنا کیا اور سلطنت کا مدار المہام بنایا
پھر میں نے گیروا بستر پہن فقیری بھیس کر اکیلے راہ بصرے کی لی تھوڑے دنوں میں اُس کی سرحد
میں جا پہونچا تب سے یہ تماشا دیکھنے لگا کہ جہاں رات کو جا کر مقام کرتا نوکر چاکر اسی ملکہ کے استقبال
کر کر ایک مکان معقول میں اتارتے اور جتنا لوازمہ ضیافت کا ہوتا ہے بخوبی موجود کرتے اور
خدمت میں دست بستہ تمام رات حاضر رہتے دوسرے دن دوسری منزل میں یہی صورت
پیش آتی اس آرام سے مہینوں کی راہ سطے کی آخر بصرے میں داخل ہوا دو دن میں ایک
جوان شکیل خوش لباس نیک خو صاحب مروت کہ دانائی اس کے قیافے سے ظاہر تھی
میرے پاس آیا اور نپٹ شیریں زبانی سے کہنے لگا کہ میں فقیروں کا خادم ہوں ہمیشہ
اسی تلاش میں رہتا ہوں کہ جو کوئی مسافر فقیر یا دنیادار اس شہر میں آوے اس میرے گھر میں
قدم رنجہ فرماوے سوائے ایک مکان کے یہاں اور بدیسی کے رہنے کی جگہ

نہین ہے آپ تشریف لے چلیے اور اُس مکان کو زینت بخشیے اور مجھے سرفراز کیجیے فقیر نے پوچھا
صاحب کا اسم شریف کیا ہی بولا اس گمنام کا نام بیدار بخت کہتے ہین اُسکی خوبی اور تملق دیکھکر یہ عاجز
اُسکے ساتھ چلا اور اُسکے مکان مین گیا دیکھا تو ایک عمارت عالیشان لوازم شاہانہ سے تیار ہی ایک
دالان مین اُسنے لیجاکر بٹھایا اور گرم پانی منگواکر ہاتھ پانون دھلوائے اور دسترخوان بچھواکر مجھ تن تنہا
کے روبرو بکاول نے ایک تورے کا تورا چن دیا چار مشقاب ایک مین یخنی پلاؤ دوسرے مین قورما
پلاؤ تیسری مین متنجن پلاؤ چوتھی مین کوکو پلاؤ اور ایک قاب زردے کی اور کئی طرح کے قلیے دوپیازے
نرگسی بادامی روغن جوش اور روٹیان کئی قسم کی باقرخانی تنکی شیرمال گاؤدیدہ گاؤزبان نان نعمت
پراٹھے اور کباب کوفتے کے تکے کے مرغ کے خاگینے ملغوبہ شب دیگ دم بخت حلیم ہریسہ سنبوسے
ورقی قبولی فرنی شیربرنج ملائی حلوا فالودہ پن بھتا نمش آب شورہ ساق عروس لوزیات مربا اچار دان
دہی کی قفلیان یہ نعمتین دیکھکر روح بھر گئی جب ایک ایک نوالہ ہر ایک سے لیا پیٹ بھی بھر گیا تب ہاتھ
کھانے سے کھینچا وہ شخص مجوز ہوا کہ صاحب نے کیا کھایا کھانا تو سب امانت دھرا ہی بے تکلف اور
نوشجان فرمائیے مین نے کہا کھانے مین شرم کیا ہی خدا تمھارا خانہ آباد رکھے جو کچھ میرے پیٹ مین سمایا سو مین نے
کھایا لواب مزید کرو اور فایقے کی اُسکے کیا تعریف کرون کہ اب تک زبان چاٹتا ہون اور وہ ڈکار آتی سو معطر
جب دسترخوان اُٹھا زیرانداز کاشانی مخمل کا مقیشی بچھا کر چلمچی آفتابہ لائی لاکر بیسن دان مین سے خوشبودار
بیسن دیکر گرم پانی سے میرے ہاتھ دھولائے پھر پاندان جڑاؤ مین گلوریان سونے کے بکھڑوتون مین بندھی
ہوئین اور چوگھڑون مین گلوریان چکنی ہیا سپاریان اور لونگ الائچیان روپہلے ورقون مین منڈھی ہوئین لاکر
رکھین جب مین پانی پینے کو مانگتا تب صراحی برف مین لگی ہوئی آبدار سے آتا جب شام ہوئی فانوسون مین
کافوری شمعین روشن ہوئین اور وہ عزیز بیٹھا ہوا باتین کرتا رہا جب پہر رات گئی بولا آپ اس چھپرکھٹ
مین کہ جسکے آگے اور دا پیش گیر کھڑا ہی آرام کیجیے فقیر نے کہا کہ ای صاحب ہم فقیرون کو ایک بوریا بستر کے
لیے بہت ہی یہ خدا نے تم دنیاداروں کے واسطے بنایا ہی کہنے لگا یہ سب اسباب درویشون کی خاطر ہے
کچھ میرا مال نہین اُسکے بجد ہونے سے اُن بچھونون پر کہ پھولون کی سیج سے بھی نرم تھے جاکر لیٹا دونون
پٹیون کی طرف گلدان اور چنگیرین پھولون کی گجھی ہوئین اور عود سوز اور لخلخے روشن تھے جدھر کی کروٹ
لیتا دماغ معطر ہوجاتا اس عالم مین سو رہا جب صبح ہوئی ناشتے کو بھی بادام پستے انگور ناشپاتی انار
کشمش چھوہارے اور میوے کا شربت لا حاضر کیا اسی طور سے تین دن رات رہا چوتھے روز مین نے
رخصت مانگی ہاتھ جوڑکر کہنے لگا شاید اس گنہگار سے صاحب کی خدمتگاری مین کچھ قصور ہوا کہ جس سے

بست مزاج تمھارے مخدوم ہوا میں نے حیران ہو کر کہا برائے خدا یہ کیا مذکور ہے لیکن بھائی کی شرطیں نہ
تک ہو سو تین روز تو رہنا خوب نہیں اور علاوہ یہ فقیر واسطے سیر کے نکلا ہے اگر ایک ہی جگہ رہ جاوے
تو مناسب نہیں اسلیے اجازت چاہتا ہوں نہیں تو تمھاری خوبیاں ایسی نہیں کہ جدا ہونے کو جی چاہے
تب وہ بولا اچھی مرضی ایک ساعت توقف کیجیے کہ بادشاہزادی کے حضور جا کر عرض کروں اور
تم جایا چاہتے ہو تو جو کچھ اسباب اوڑھنے اور بچھانے کا اور کھانے کے باسن روپے سونے کے
اور جڑاؤ کے اس مہمان خانے میں ہیں یہ سب تمھارا مال ہے اس کے ساتھ لیجانے کی خاطر جو فرماؤ
تدبیر کی جاوے میں نے کہا لاحول پڑھو فقیر نہ ہوئے بھانت ہوئے اگر یہی حرص دل میں ہوتی تو
فقیر کاہے کو ہوتے دنیاداری کیا بری تھی اس عزیز نے کہا یہ احوال ملکہ سنے تو خدا جانے مجھے اس
خدمت سے تغیر کر کے کیا سلوک کرے اگر تمھیں ایسی ہی بے پروائی ہے تو ان سب کو ایک کوٹھری
میں امانت بند کر کر دروازے کو سربمہر کر دو پھر جو چاہو سو کیجیو میں نہ قبول کرتا تھا اور وہ بھی نہ مانتا
تھا ناچار یہی صلاح ٹھہری کہ سب اسباب کو بند کر کے قفل کر دیا اور منتظر رخصت کا ہوا اتنے میں
ایک خواجہ سرا معتبر سر پر تاج اور گوش پیچ اور کمر میں کمر باندھے ایک عصا سونے کا جڑاؤ ہاتھ میں اور
ساتھ اسکے کئی خدمتگار معقول عہدے لیے اس شان و شوکت سے میرے نزدیک آیا ایسی مہربانی
اور ملائمت سے گفتگو کرنے لگا کہ جسکا بیان نہیں کر سکتا ہوں کہا اے میاں اگر توجہ اور کرم کر کے اس
مشتاق کے غریب خانے کو اپنے قدم کی برکت سے رونق بخشیے تو بندہ نوازی اور غریب پروری سے
بعید نہیں شاید شاہزادی سنے کہ کوئی مسافر یہاں آیا تھا اسکی تواضع اور مدارات کسی نے نہ کی وہ
یوں ہی چلا گیا تو اس واسطے واللہ اعلم مجھ پر کیا آفت لائے اور کیسی قیامت اٹھائے بلکہ در زندگی پر
آبنے میں نے ان باتوں کو نہ مانا تب خواہ مخواہ منت کر کر میرے تئیں اور ایک حویلی میں کہ پہلے
مکان سے بہتر تھی لیگیا اسنے بھی پہلے میزبان کے مانند تین دن رات دونوں وقت ویسے ہی کھانے
اور صبح اور تیسرے پہر شربت اور تنقل کی خاطر میوے کھلائے اور باسن نقرئی اور فرش فروش
اور اسباب جو کچھ وہاں تھا مجھے کہنے لگا کہ ان سب کے تم مالک مختار ہو جو چاہو سو کرو میں یہ
سنکر حیران ہوا اور چاہا کہ کسی نہ کسی طرح یہاں سے رخصت ہو کر جاؤں میرے بشرے کو دیکھ کر
وہ محلی بولا اے خدا کے بندے جو تیرا مطلب یا آرزو ہو سو مجھ سے کہہ تو حضور میں ملکہ کے جا کر عرض
کروں میں نے کہا کہ میں فقیری کے لباس میں دنیا کا مال کیا مانگوں تم بغیر مانگے دیتے ہو اور میں
انکار کرتا ہوں تب وہ کہنے لگا کہ حرص دنیا کی کسی کے جی سے نہیں گئی چنانچہ کسی کب نے یہ کبت کہا ہے

کبت[1] نکھ بن کٹنا دیکھے بیس بجاری جٹا دیکھے جوگی کن پھٹا دیکھے چھار لائے تن مین ٭ موتی انمول
دیکھے سیوڑا سر جھول دیکھے کرت کلول دیکھے بن کھنڈی بن مین ٭ بہر دت دیکھے سب گنی اور کوڑھ دت دیکھے مایا
کے بھرپور دیکھے بھول رہے دھن مین ٭ او منت سکھی دیکھے جنم ہی کے پردے نہ دیکھے جنکے لوبھ ناہ من
مین ٭ مین نے یہ سنکر جواب دیا کہ یہ سچ ہی پر مین کچھ نہین چاہتا اگر فرماؤ تو ایک رقعہ سربمہر اپنے مطلب کا
لکھکر دون جو حضور مین ملکہ کے پہونچا دو تو بڑی مہربانی ہے تو گویا تمام دنیا کا مال مجھکو دیا بولا بسر و چشم کیا
مضائقہ مین نے ایک رقعہ لکھا پہلے شکر خدا کا پھر احوال یہ بندہ خدا کا کئی روز سے اس شہر مین وارد ہی
اور سرکار سے سب طرح کی خبرگیری ہوتی ہی جیسی خوبیان اور نیکنامیان ملکہ کی سنکر اشتیاق دیکھنے کا
ہوا تھا اس سے چار چند پایا اب حضور کے ارکان دولت یون کہتے ہین کہ جو مطلب اور تمنا تیری ہو
ظاہر کر اسواسطے بے حجابانہ جو دل کی آرزو ہی سو عرض کرتا ہون کہ مین دنیا کے مال کا محتاج نہین
اپنے ملک کا مین بھی بادشاہ ہون فقط یہان تک آنا اور محنت اٹھانا آپ کے اشتیاق کے سبب
سے ہوا جو تن تنہا اس صورت سے آپہونچا ہون اب امید یہ ہی کہ حضور کی توجہ سے یہ خاک نشین اپنے
مطلب دلی کو پہونچے تو لائق ہی آگے جو مرضی مبارک اگر یہ التماس خاکسار کا قبول نہوگا تو اسی طرح
خاک چھانتا پھرے گا اور اس جان بے قرار کو آپ کے عشق مین نثار کرے گا مجنون اور فرہاد کے
مانند جنگل یا پہاڑ پر مر رہیگا یہی مدعا لکھکر اس خوجے کو دیا اس نے بادشاہزادی تلک پہونچایا بعد ایک
ایک دم کے پھر آیا اور میرے تئین بلایا اور اپنے ساتھ محل کی ڈیوڑھی پر لیگیا وہان جاکر دیکھا
تو ایک بوڑھی سی عورت صاحب لیاقت سنہری کرسی پر گہنا پاتا پہنے ہوے بیٹھی ہی اور کئی
خوجے خدمتگار متکلف لباس پہنے ہوے ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہین مین اسے مختار کار جانکر
اور دیرینہ سمجھکر دست بسر ہوا اس ماما نے بہت مہربانی سے سلام لیا اور حکم کیا کہ آؤ بیٹھو خوب ہوا
جو تم آئے تمھین نے ملکہ کے نام اشتیاق کا رقعہ لکھا تھا مین شرم کھاکر چپکا ہو رہا اور سر نیچا کرکے

---

[1] قولہ نکھ بن کٹا ہی ناخن ناتراشیدہ بیس بجاری سر پر بہت گھنے اور لانبے بالون والے جوگی کن پھٹا یعنی فقیر اسکے کان چھدے
ہوئے ہین چھار لائے تن مین خاک بدن مین ملے ہوئے موتی انمول دانشمند خاموش سیوڑا سر جھول فقیر سر منڈے ہوے
سیوڑا ایک قسم فقیر ہین کہ داڑھی مونچھ سمیت سر منڈاتے ہین کرت کلول خوشی کرتے ہوے ہین کھنڈی بن مین جھڑ کے
جنگل مین سیرا سے بہادر سورما ردان مرد سب گنی اور کوڑھ کرتب والے اور بیوقوف مایا کے بھرپور دولتمند بھول
رہے دھن مین اسے اپنی پونجی مین غافل او منت سکھی اپنے لڑکپن سے بڑھاپے تک عیش و آرام مین ہم سے
دکھی دیکھے ہمیشہ کے رنج سہنے والے یہ سب دیکھے پر دے نہ دیکھے جن کے لوبھ ماد من مین جس کے دل مین
لالچ نہ ہو وہ نہ دیکھے ۱۲

بیٹھا ایک ساعت کے بعد بولی کہ اے جوان بادشاہزادی نے کہا ہے اللہ فرمایا ہے کہ تکبر خاصۂ خداوند
کرنے سے عیب نہین تم نے میری درخواست کی لیکن اپنی بادشاہت کا بیان کرنا اور اس فقیری
مین اپنے تئین بادشاہ سمجھنا اور اسکا غرور کرنا نہیت بیجا ہے اس واسطے کہ سب آدمی آپس
مین فی الحقیقت ایک ہین لیکن فضیلت دین اور اسلام کی البتہ ہے اور مین بھی ایک مدت
سے شادی کرنے کی آرزو مند ہون اور جیسے تم دولت دنیا سے بے پروا ہو میرے تئین بھی
حق تعالے نے اتنا مال دیا ہے کہ جس کا کچھ حساب نہین پر ایک شرط ہے کہ پہلے مہر ادا کرلو
اور مہر شاہزادی کا ایک بات ہے جو تم سے ہو سکے مین نے کہا مین سب طرح حاضر ہون
جان و مال سے دریغ نہین کرنے کا وہ بات کیا ہے کہو تو مین سنون تب اس نے کہا آج
کے دن رہ جاؤ کل تم سے کہدون گی مین نے خوشی سے قبول کیا اور رخصت ہوکر باہر آیا
دن تو گذرا جب شام ہوئی مجھے ایک خواجہ سرا محل مین بلا کر لیگیا جا کر دیکھا تو اکابر عالم و فاضل
صاحب شرع حاضر ہین مین بھی اسی جلسے مین جا کر بیٹھا اتنے مین دسترخوان بچھایا گیا اور
کھانے اقسام اقسام کے شیرین اور نمکین چنے گئے وہ سب کھانے لگے اور مجھے بھی
تواضع کرکے شریک کیا جب کھانے سے فراغت ہوئی ایک دائی اندر سے آئی اور بولی
بہروز کہان ہے اسے بلاؤ لیسا ولون نے وہین حاضر کیا اس کی صورت بہت مرد آدمی کی سی
تھی اور بہت سی کنجیان روپے سونے کی کمر مین لٹکی ہوئین سلام علیک کرکے میرے
پاس آکر بیٹھا وہی دائی آکر کہنے لگی کہ اے بہروز تو نے جو کچھ دیکھا ہے مفصل اس کا بیان کر
بہروز نے یہ داستان کہنی شروع کی اور مجھ سے مخاطب ہوکر بولا اے عزیز ہماری
شاہزادی کی سرکار مین ہزارون غلام ہین کہ سوداگری کے کام مین متعین ہین ان مین سے
ایک ادنے مین بھی خانہ زاد ہون ہر ایک کو ایک ملک کی طرف لاکھون روپے کا اسباب
اور جنس دے کر رخصت فرماتی ہین جب وہ وہان سے پھر آتا ہے تب اس سے وہین کا
احوال اپنے حضور مین پوچھتی ہین اور سنتی ہین ایک بار یہ اتفاق ہوا کہ یہ کمترین تجارت کی خاطر
چلا شہر نیمروز مین پہونچا وہان کے باشندون کو دیکھا تو سب کا لباس سیاہ ہے اور
ہر دم نالہ و آہ ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان پر کچھ بڑی مصیبت پڑی ہے اس کا سبب
جس سے مین پوچھتا کوئی جواب نہ دیتا اسی حیرت مین کئی روز گذرے ایک روز جون ہی
صبح ہوئی تمام آدمی چھوٹے بڑے لڑکے بوڑھے غریب غنی شہر کے باہر

چلے ایک میدان میں جا کر جمع ہوئے اور اُس ملک کا بادشاہ بھی سب امیروں کو ساتھ لیکر سوار ہوا
اور وہاں گیا تب سب برابر قطار باندھکر کھڑے ہوئے میں بھی اُن کے درمیان کھڑا تماشا دیکھتا تھا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ وہ سب کسی کا انتظار کھینچ رہے ہیں ایک گھڑی کے عرصے میں دور سے ایک
جوان پریزاد صاحب جمال پندرہ سولہ برس کا سن و سال غل و شور کرتا ہوا اور کف منہ سے
جاری زرد بیل کی سواری ایک ہاتھ میں کچھ لیے مقابل خلق اللہ کے آیا اور اپنے بیل پر
سے اترا ایک ہاتھ میں ناتھ اور ایک ہاتھ میں ننگی تلوار لیکر دو زانو بیٹھا ایک غلام
گل اندام پریچہرہ اُس کے ہمراہ تھا اُس کو اُس جوان نے وہ چیز جو ہاتھ میں تھی دی وہ غلام
لیکر ایک سرے سے ہر ایک کو دکھاتا جاتا تھا لیکن یہ حالت تھی کہ جو کوئی دیکھتا تھا بے
اختیار ڈاڑھ مار کر روتا تھا اسی طرح سب کو دکھاتا اور رُلاتا ہوا سب کے سامنے سے ہو کر
اپنے خاوند کے پاس پھر گیا اُس کے جاتے ہی وہ جوان اُٹھا اور اُس غلام کا سر شمشیر سے
کاٹکر اور سوار ہو کر جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا سب کھڑے دیکھا کیے جب نظروں سے غائب
ہوا لوگ شہر کی طرف پھرے میں ہر ایک سے اس ماجرے کی حقیقت پوچھتا تھا بلکہ روپیوں کا
لالچ دیتا اور خوشامد و منت کرتا رہا کہ مجھے ذرا بتاؤ کہ یہ جوان کون ہے اور اس نے یہ کیا
حرکت کی اور کہاں سے آیا اور کہاں گیا ہرگز کسی نے نہ بتایا اور نہ کچھ میرے خیال میں آیا یہ تعجب
دیکھ کر جب میں یہاں آیا اور ملکہ کے روبرو اظہار کیا تب سے بادشاہزادی بھی حیران ہو رہی ہے
اور اُس کے تحقیق کرنے کی خاطر دو دلی ہو رہی ہے لہٰذا مہر اپنا یہی مقرر کیا ہے کہ جو شخص اُس
اعجوبے کی کماحقہ خبر لاوے اُس کو پسند فرماوے اور وہی مالک سارے مال و ملک کا اور ملکہ کا
ہووے یہ ماجرا تم نے سب سُنا اپنے دل میں غور کرو اگر تم اُس جوان کی خبر لا سکو تو قصد ملک نیمروز
کا کرو اور جلد روانہ ہو نہیں تو انکار کرو اپنے گھر کی راہ لو میں نے جواب دیا کہ اگر خدا چاہتا ہے تو جلد
اُس کا احوال سر سے پاؤں تک دریافت کر کے بادشاہزادی کے پاس آ پہنچتا ہوں اور کامیاب
ہوتا ہوں اور جو میری قسمت بد ہے تو اسکا کچھ علاج نہیں لیکن ملکہ اسکا قول و قرار کریں کہ اپنے کہنے
سے نہ پھریں اور بالفعل ایک یہ اندیشہ میرے دل میں خلش کر رہا ہے اگر ملکہ غریب نوازی اور
مسافر پروری سے حضور میں بلاویں اور پردے سے باہر بٹھلا دیں اور میرا التماس اپنے
کانوں سنیں اور اُسکا جواب اپنی زبان سے فرماویں تو میری خاطر جمع ہو اور مجھ سے سب
کچھ ہو سکے یہ میرے مطلب کی بات اُس دایا نے روبرو اُس پری پیکر کے عرض کی

بارے قدردانی کی راہ سے حکم کیا کہ انھین بلا لو دائی پھر باہر آئی اور مجھے اپنے ساتھ جس محل مین
بادشاہزادی تھی لے گئی کیا دیکھتا ہون کہ دو رویہ صف باندھے دست بستہ سہیلیان اور خواصین
اور ماما اور بیگنیان اور قلماقنیان حبشنیان اور ازبکنیان کشمیرنیان ترکنیان جواہر مین جڑی عہدے
لیے کھڑی ہین اندر کا اکھاڑا کہون یا پریون کا اتارا بے اختیار ایک آہ بیخودی سے زبان تک
آئی اور کلیجا تھرتھرانے لگا بزور اپنے تئین تھاما اُن کو دیکھتا بھالتا اور سیر کرتا ہوا آگے چلا لیکن پاؤن
سو سو من کے ہو گئے جس کو دیکھون پھر یہ نہ جی چاہے کہ آگے جاؤن ایک طرف چلون پڑی
تھی اور مونڈھا جڑاؤ بچھا ہوا رکھا تھا اور ایک چوکی بھی صندل کی بچھی تھی دائی نے مجھے بیٹھنے کی
اشارت کی مین مونڈھے پر بیٹھ گیا اور وہ چوکی پر بیٹھنے لگی بولی اب جو کہنا ہے سو جی بھر کر کہو
مین نے ملکہ کی خوبیون کی اور عدل و انصاف و داد و دہش کی پہلے تعریف کی پھر کہنے لگا
جب سے مین اس ملک کی سرحد مین آیا ہر ایک منزل مین یہی دیکھا کہ جا بجا مسافر خانے اور
عمارتین عالی بنی ہوئی ہین اور آدمی ہر ایک عہدے کے تعینات ہین کہ خبر گیری مسافرون اور
محتاجون کی کرتے ہین مجھے بھی تین تین دن ہر ایک مقام مین گذرے چوتھے روز جب مین رخصت
ہونے لگا تب بھی کسو نے خوشی سے نہ کہا کہ جاؤ اور جتنا اسباب اُس مکان مین تھا شطرنجی
چاندنی قالینین بیتل پائی مشکی کوٹی دیوارگیریان چھت پردے چلونین سائبان نمگیرے
چھپرکھٹ مع غلاف اور تخت توشک بالاپوش سیجبند چادر تکیے تکینی گل تکیے مسند گاؤ تکیے
دیگچے پتیلے طباق رکابی آبخورے بادیے تشتری چمچے بکاولی کفگیر طعام بخش سرپوش سینی
خوان پوش تورہ پوش آبخورے بھرے صراحی لگن پاندان چوگھڑے چنگیر گلاب پاش عود سوز
آفتابہ سلفچی سب میرے حوالے کیے کہ تمھارا مال ہے چاہو اب لے جاؤ نہین تو ایک کوٹھری
مین بند کر اپنی مہر کر دو جب تمھاری خوشی ہوگی پھرتے ہوئے لیے جائیو مین نے یون ہی کیا
پر یہ حیرت ہے کہ جب مجھ سے فقیر تن تنہا سے یہ سلوک ہوا تو ایسے غریب ہزارون تمھارے
ملک مین آتے جاتے ہون گے پس اگر ہر ایک سے یہی مہمانداری کا طور رہتا ہوگا تو مبلغ بے حساب
خرچ ہوتے ہون گے پس اتنی دولت کہ جسکا یہ صرف ہے کہان سے آئی اور کیسی ہے اگر گنج قارون
ہو تو بھی وفا نہ کرے اور ظاہر مین اگر ملکہ کی سلطنت پر نگاہ کیجیے تو اُس کی آمد فقط باورچی خانہ کے
خرچ کو بھی کفایت نہ کرتی ہوگی اور خرچون کا تو کیا ذکر ہے اگر اس کا بیان ملکہ کی زبان سے
سنون تو خاطر جمع ہو قصد ملک نیمروز کا کرون اور جون تون جا پہنچون پھر سبب

احوال دریافت کرکے ملکہ کی خدمت مین بشرط زندگی حاضر ہون یہ سنکر ملکہ نے اپنی زبان سے کہا کہ
اے جوان اگر تجھے آرزو کمال ہی کہ یہ بات دریافت کیجئے تو آج کے دن بھی مقام کر شام کو تجھے حضور مین
طلب کرکے جو کچھ احوال اس دولت بیزوال کا ہے بے کم و کاست کہا جائے گا مین یہ تسلی پاکر
اپنی استقامت کے مکان پر آکر منتظر تھا کہ کب شام ہو جو میرا مطلب تمام ہوا اتنے مین خواجہ سرا
کئی چوگوشے تورہ پوش پڑے غلامون کے سر پر دھرے آکر موجود ہوا اور بولا کہ حضور سے اُلش
خاص عنایت ہوا ہے اسکو تناول کرو جس وقت میرے سامنے کھولے بو باس سے دماغ معطر
ہوا اور روح بھر گئی جتنا کھا سکا کھالیا باقی اُن سبھون کو اُٹھا دیا اور شکر نعمت کہ بھیجا بارے
جب آفتاب تمام دن کا مسافر تھکا ہوا گرتا پڑتا اپنے محل مین داخل ہوا اور مہتاب دیوان خانے
مین اپنے مصاحبون کو ساتھ لیکر نکل بیٹھا اُس وقت دائی آئی اور مجھ سے کہنے لگی کہ چلو
بادشاہزادی نے یاد فرمایا ہے مین اُس کے ہمراہ ہو لیا خلوت خاص مین لے گئی روشنی کا
یہ عالم تھا کہ شب قدر کی وہان قدر نہ تھی اور بادشاہی فرش پر مسند مغرق بچھی مرصع گاؤ تکیہ لگا ہوا
اُس پر ایک شامیانہ موتیون کی جھالر کا جڑاؤ استادون پر کھڑا ہوا اور سامنے مسند کے جواہر کے
درخت پھول پات لگے ہوئے گویا عین تین قدرتی سونے کی کیاریون مین جمے ہوئے اور دونون
طرف دست راست اور دست چپ شاگرد پیشے اور مجرائی دست بستہ باادب آنکھین نیچی کیے
ہوئے تھے اور طائف اور گائنین سازون کے سُر ملائے منتظر یہ سمان اور یہ طیاری کروفر کی
دیکھ کر عقل ٹھکانے نہ رہی دائی سے پوچھا کون کو وہ زیبایش اور رات کو یہ آرایش دن عید
اور رات شب برات کہا چاہیے بلکہ دنیا مین بادشاہ ہفت اقلیم کو یہ عیش میسر نہ ہوگا ہمیشہ
یہی صورت رہتی ہے دائی کہنے لگی کہ ہماری ملکہ کا جتنا کارخانہ تم نے دیکھا یہ سب اِسی دستور سے
جاری ہے اس مین ہرگز خلل نہین بلکہ افزون ہے تم یہان بیٹھو ملکہ دوسرے مکان مین تشریف
رکھتی ہین جا کر خبر کرون دائی یہ کہکر گئی اور اُلٹے پاؤن پھر آئی کہ چلو حضور مین مجرد اُس مکان مین
جانے سے بھچک رہ گیا نہ معلوم ہوا کہ دروازہ کہان اور دیوار کدھر ہے اِس واسطے کہ حلبی آئینے
قد آدم چارون طرف لگے اور اُن کی پرواڑون مین ہیرے اور موتی جڑے ہوئے تھے ایک کا
عکس ایک مین نظر آتا تو یہ معلوم ہوتا کہ جواہر کا سارا مکان ہے ایک طرف پردہ پڑا تھا اُسکے پیچھے ملکہ
بیٹھی تھین وہ دائی پردے سے لگ بیٹھی اور مجھے بھی بیٹھنے کو کہا تب دائی ملکہ کے فرمانے سے
اس طور پر بیان کرنے لگی کہ سن اے جوان دانا سلطان اس اقلیم کا بڑا بادشاہ تھا اُسکے گھر مین سات

بیٹیاں پیدا ہوئیں ایک روز بادشاہ نے جشن فرمایا یہ ساتوں لڑکیاں سولہ سنگار بارہ ابھرن بال بال
موتی پرو کر بادشاہ کے حضور کھڑی تھیں سلطان نے جو نظر کی تو ان بیٹیوں کی طرف دیکھکر فرمایا اگر
تمہارا باپ بادشاہ نہ ہوتا اور کسی غریب کے گھر تم پیدا ہوتیں تو تمہیں بادشاہزادی اور ملکہ کون کہتا
خدا کا شکر کرو کہ شہزادیاں کہلاتی ہو تمہاری یہ ساری خوبی میرے دم سے ہے چھ لڑکیاں ایک
زبان ہو کر بولیں کہ جہاں پناہ جو فرماتے ہیں بجا ہے وہ آپ ہی کی سلامتی سے ہماری بھلائی ہے
لیکن یہ ملکہ جو سب بہنوں سے چھوٹی تھیں پر عقل و شعور میں اس عمر میں بھی گویا سب سے
بڑی تھیں چپکی کھڑی رہیں اس گفتگو میں بہنوں کی شریک نہ ہوئیں اس واسطے کہ یہ کلمہ کفر کا ہے
بادشاہ نے نظر غضب سے ان کی طرف دیکھا کہ تم کچھ نہ بولیں اسکا کیا باعث ہے تب ملکہ
نے دونوں ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر عرض کی کہ اگر جان کی امان پاؤں اور تقصیر معاف ہو
تو یہ لونڈی اپنے دل کی بات گزارش کرے حکم ہوا کہ کیا کہتی ہے تب ملکہ نے کہا کہ قبلۂ عالم
آپ نے سنا ہے کہ سچی بات کڑوی لگتی ہے سو اس وقت میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر عرض
کرتی ہوں اور جو کچھ میری قسمت میں لکھنے والے نے لکھا ہے اسکا مٹانے والا کوئی نہیں کسو طرح
نہیں مٹنے کا بیت خواہ تم پاؤں گھسو یا کہ رکھو سر بسجود * باعث پیشانی کی جو کچھ ہے سو پیش
آتی ہے * جس بادشاہ حقیقی یا خلاق نے آپ کو بادشاہ بنایا اسی نے مجھے بھی بادشاہزادی
کیا اسکی قدرت کے کارخانے میں کسیکا اختیار نہیں چلتا آپکی ذات ہماری ولی نعمت اور قبلہ و
کعبہ ہے حضرت کے قدم مبارک کی خاک کو اگر سرمہ کروں تو بجا ہے مگر نصیب ہر ایک کے
ساتھ ہیں بادشاہ یہ سنکر غصہ میں آئے اور یہ جواب دل پر سخت گراں معلوم ہوا بیزار ہو کر
فرمایا چھوٹا منہ بڑی بات ہے اب اسکی یہی سزا ہے کہ گہنا پاتا جو کچھ اس کے ہاتھ گلے میں
ہے اتار لو اور ایک میانے میں چڑھا کر ایسے جنگل میں کہ جہاں نام و نشان آدم زاد کا نہ ہو پھینک
آؤ دیکھیں اسکے نصیبوں میں کیا لکھا ہے بموجب حکم بادشاہ کے اسی آدھی رات میں کہ عین
اندھیری تھی ملکہ کو جو شہر سے کبھی باہر نہ نکلی تھیں اور سوا اپنے محل کے دوسری جگہ نہ دیکھی
تھی ہوادار لیجا کر ایک میدان میں کہ وہاں پرندہ پر نہ مار سکتا تھا انسان کا تو کیا ذکر ہے چھوڑ کر
چلے آئے ملکہ کے دل پر عجیب حالت گزری کہ ایک دم میں کیا تھا اور کیا ہو گیا پھر اپنے
دل کو سمجھا کر شکر خدا کا کیا اور کہا کہ تو ایسا ہی بے نیاز ہے جو چاہا سو کیا اور جو چاہتا
ہے سو کرتا ہے [illegible] جب تلک سانس ہے تب تلک [illegible] ہے

ناامید نہیں ہوتی اسی اندیشے میں آنکھ لگ گئی جب وقت صبح ہونے لگی ملکہ کی آنکھ کھل گئی پکارین کہ
وضو کو پانی لانا پھر ایک بارگی رات کی بات چیت یاد آئی کہ تو کہاں اور یہ بات کہاں یہ کہکر اٹھکر
تیمم کیا اور دوگانہ شکر کا پڑھا اے عزیز ملکہ کی اس حالت کے سننے سے چھاتی پھٹتی ہے اور اُس
بھولے بھالے جی سے پوچھا چاہیے کہ کیا کہتا ہوگا غرض اُس میانے مین بیٹھی ہوئی خدا سے لو لگا
رہی تھین اور یہ کبت اُس دم پڑھتی تھین کبت جب دانت نہ تھے تب دودھ دیو جب
دانت دیے کا ان نہ دیہے ہے جو جل مین تھل مین پنچھی پسو کی سدھ لیت سو تیری بھی لیہے گو
کاہے کو سوچ کرے من مورکھ سوچ کرے کچھ ہاتھ نہ آئے ہے جان کو دیت اجان کو دیت جہان
کو دیت سو توکو بھی دے ہے ہاں سچ ہے جب کچھ بن نہین آتا تو خدا ہی یاد آتا ہے نہین تو اپنی
اپنی تدبیرین ہر ایک لقمان اور بوعلی سینا ہے اب خدا کے کارخانے کا تماشا سنو اسی طرح تین
دن رات صاف گذر گئے ملکہ کے منھ مین ایک کھیل بھی اڑکر نہ گئی وہ پھول سا بدن سوکھ کر
کانٹا ہوگیا اور وہ رنگ جو کندن سا دمکتا تھا ہلدی سا بنگیا منھ مین پھپھڑی بندھ گئی آنکھین
پتھرا گئین مگر ایک دم اٹک رہا تھا کہ وہ آتا جاتا تھا جب تک سانس تب تک آس چوتھے
روز صبح کو ایک درویش خضر کی صورت نورانی چہرہ روشن دل آکر پیدا ہوا ملکہ کو اُس
حالت مین دیکھکر بولا اے بیٹی اگرچہ تیرا باپ بادشاہ ہے لیکن قسمت مین یہ بھی بدا
تھا اب اس فقیر بوڑھے کو اپنا خادم سمجھ اور اپنے پیدا کرنے والے کا رات دن دھیان رکھ
خدا خوب کرے گا فقیر کے کچکول مین جو ٹکڑے بھیک کے موجود تھے ملکہ کے روبرو رکھے اور
پانی کی تلاش مین پھرنے لگا دیکھا ایک کنوان تو ہے پر ڈول رسی کہان جس سے پانی بھرے
تھوڑے سے پتے درخت سے توڑکر دونا بنایا اور اپنی سیلی کھولکر اُس مین باندھکر پانی نکالا اور
ملکہ کو کھلایا پلایا بارے ٹک ہوش آیا اُس مرد خدا نے بیکس اور بے بس جانکر بہت سی
تسلی دی خاطر جمع کی اور آپ بھی رونے لگا ملکہ نے جب غمخواری اور دلداری اُس کی بہت سی
دیکھی تب اُن کے مزاج کو استقلال ہوا اُس روز سے پیر مرد نے یہ مقرر کیا کہ صبح کو بھیک
مانگنے کے لیے شہر مین نکلجاتا جو ٹکڑا پارچہ پاتا ملکہ کے پاس لے آتا اور کھلاتا اس طرح سے
تھوڑے دن گذرے ایک روز ملکہ نے تیل سر مین ڈالنے اور کنگھی چوٹی کرنے کا قصد کیا جو نہین
موباف کھولا چوٹی مین سے ایک موتی کا دانا گول آبدار نکل پڑا ملکہ نے اُس درویش کو
دیا اور کہا شہر مین اسکو بیچ لاؤ وہ فقیر اُس گوہر کو بیچ کر اُس کی قیمت بادشاہزادی

گئے پاس سے ایتب ملکہ نے حکم کیا کہ ایک مکان موافق گنجان کے اس جگہ بنواؤ فقیر نے کہا اسے بھی
نیو دیوار کی کھود کر تھوڑی سی مٹی جمع کر رکھو ایک دن پانی لا کر گارا مار کے گھر کی بنیاد درست کر دیوں گا
ملکہ نے اُس کے کہنے سے مٹی کھودنی شروع کی جب ایک گز عمیق گڑھا کھودا گیا زمین کے نیچے
سے ایک دروازہ نمود ہوا ملکہ نے اُس در کو صاف کیا ایک بڑا گھر جواہر اور اشرفیوں سے
معمور نظر آیا ملکہ نے پانچ چار لپ اشرفیوں کے لیکر پھر بند کیا اور مٹی اوپر سے ہموار کر دی
اتنے میں فقیر آیا ملکہ نے فرمایا کہ راج اور معمار کاریگر اپنے کام کے استاد اور مزدور
جلد دست بلاؤ جو اس مقام پہ ایک عمارت بادشاہانہ کہ طاق کسرے کا جفت ہو اور
قصر نعمان سے سبقت لیجائے اور شہر پناہ اور قلعہ اور باغ اور باولی اور ایک مسافر خانہ
کہ لاثانی ہو جلد تیار کریں لیکن پہلے نقشہ ایک کاغذ پر درست کر کے حضور میں لاویں جو
پسند کیا جائے فقیر نے ایسے ہی کارکن کارکردہ ذی ہوش لا کر حاضر کیے موافق فرمانے
کے تعمیر عمارت کی ہونے لگی اور نوکر چاکر ہر ایک کارخانجات کی خاطر چن چن کر فہمیدہ
اور بادیانت ملازم ہونے گئے اُس عمارت عالی شان کی طیاری کی خبر رفتہ رفتہ بادشاہ
ظل سبحانی کو جو قبلہ گاہ ملکہ کے تھے پہونچی سُنکر بہت متعجب ہوئے اور ہر ایک سے
پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جن نے یہ محلات بنانے شروع کیے ہیں اُسکی کیفیت سے کوئی واقف
نہ تھا جو عرض کرے سبھوں نے کانوں پہ ہاتھ رکھے کہ کوئی غلام نہیں جانتا کہ اس کا بانی کون ہے
تب بادشاہ نے ایک امیر کو بھیجا اور پیغام دیا کہ میں اُس مکان کے دیکھنے کو آیا چاہتا ہوں
اور یہ بھی معلوم نہیں کہ تم کہاں کی بادشاہزادی ہو اور کس خاندان سے یہ سب
کیفیت دریافت کرنی اپنے تئیں منظور ہے جوں ہی ملکہ نے یہ خوشخبری سُنی دل میں بہت
شاد ہو کر عرضی لکھی کہ جہان پناہ سلامت حضور کی تشریف لانے کی خبر طرف غریب خانے
کے سُنکر نہایت خوشی حاصل ہوئی اور بسبب حرمت اور عزت کمترین کا ہوا ہے
طالع اُس مکان کے کہ جہاں قدم مبارک کا نشان پڑے وہاں کے رہنے والوں پر دامن
دولت سایہ کرے اور نظر توجہ سے وے دونوں سرفراز ہووین یہ لونڈی اُمیدوار ہے
کہ کل روز پنجشنبہ روز مبارک ہے اور میرے نزدیک بہتر روز نوروز سے اور صورت
آپ کی کہ مشابہ آفتاب کے ہے تشریف فرما کر اپنے نور سے اس ذرۂ بے مقدار کو قدر و
منزلت بخشیے اور جو کچھ اس عاجزہ سے میسر ہو سکے نوش جان فرمائیے یہ عین غریب نوازی

اور مسافر پروری سے زیادہ حد ادب اور اُس عمدہ کو بھی کچھ تواضع کر کے رخصت کیا بادشاہ نے
عرضی پڑھی اور کہلا بھیجا کہ ہم نے تمھاری دعوت قبول کی البتہ آوین گے ملکہ نے نوکرون اور سب
کار بد باریون کو حکم کیا کہ لوازمۂ ضیافت کا ایسے سلیقے سے تیار ہو کہ بادشاہ دیکھکر اور کھا کر بہت
محظوظ ہون اور اعلے ادنے جو بادشاہ کی رکاب مین آوین سب کھا پیکر خوش ہو کر جاوین
ملکہ کے فرمانے اور تاکید کرنے سے سب قسم کے کھانے سلونے اور میٹھے اُس ذائقہ کے طیار
ہوئے کہ اگر برہمن کی بیٹی کھاتی تو کلمہ پڑھتی جب شام ہوئی بادشاہ منڈے تخت پر
سوار ہو کر ملکہ کے مکان کی طرف تشریف لائے ملکہ اپنی خاص خواص سہیلیون کو لیکر استقبال
کے واسطے چلیں جون ہی بادشاہ کے تخت پر نظر پڑی اس آداب سے مجرا شاہانہ کیا
کہ یہ قاعدہ دیکھکر بادشاہ کو اور بھی حیرت نے لیا اور اُسی انداز سے جلوس کر بادشاہ کو
تخت مرصع پر لا بٹھایا ملکہ نے سوا لاکھ روپے کا چبوترہ طیار کروا رکھا تھا اور ایک سو ایک
کشتیان جواہر اور اشرفی اور پشمینے اور نور بافی اور ریشمی اور طلائی اور زردوزی کی لگا رکھی تھین اور دو
زنجیر فیل دس راس اسب عراقی اور یمنی مرصع ساز سے طیار کر رکھے تھے نذر گزرانے
اور آپ دونون ہاتھ باندھے روبرو کھڑی رہی بادشاہ نے بہت مہربانی سے فرمایا کہ
تم کس ملک کی شہزادی ہو اور یہان کس صورت سے آنا ہوا ملکہ نے آداب بجا لا کر التماس کیا
کہ یہ لونڈی وہی گنہگار ہے جو غضب سلطانی کے باعث اس جنگل مین پہونچی اور یہ سب تماشے
خدا کے ہین جو آپ دیکھتے ہین یہ سنتے ہی بادشاہ کے لہو نے جوش مارا اٹھکر محبت سے گلے لگایا
اور ہاتھ پکڑ کے اپنے تخت کے پاس کرسی بچھوا کر حکم بیٹھنے کا کیا لیکن بادشاہ حیران اور متعجب
بیٹھے تھے فرمایا بادشاہ بیگم کو کہو کہ بادشاہزادیون کو ساتھ اپنے لیکر جلد آوین جب وے
آئین انھون نے پہچانا اور گلے ملکر روئین اور شکر کیا ملکہ نے اپنی والدہ اور چھوٹی ہمشیرون کے
روبرو اتنا کچھ نقد اور جواہر رکھا کہ خزانہ تمام عالم کا اُس کے پاسنگ مین نہ چڑھے
پھر بادشاہ نے سب کو ساتھ بٹھا کر خاصہ نوش جان فرمایا جب تک جہان پناہ جیتے رہے اسیطرح
گذری کبھو کبھو آپ آتے اور کبھی ملکہ کو بھی اپنے ساتھ محلون مین لیجاتے جب بادشاہ نے
رحلت فرمائی سلطنت اُس اقلیم کی ملکہ کو پہونچی کہ اُن کے سوا دوسرا کوئی لائق کام کے
نہ تھا اے عزیز سرگذشت یہ ہے جو تو نے سنی پس دولت خدا داد کو ہرگز زوال نہین ہوتا مگر
آدمی کی نیت درست چاہیے بلکہ جتنی خرچ کرو اُس مین اتنی ہی برکت ہوتی ہے

بستی کی طرف لے آئے عجب طرح کا قلق ہوا پھر مہینا بھر گذرا جب وہ بھی مہینا تمام ہوا اور سلخ کا دن
آیا صبح کو اسی صورت سے سارے عالم کا وہان اژدحام ہوا مین الگ سے نماز کے وقت اٹھکر آگے ہی
جنگل مین جو مین اس جوان کی راہ پر تھا گھس کر چھپ رہا کہ یہان کوئی میرا مزاحم نہ ہوگا وہ شخص
اسی قاعدے سے آیا اور وہی حرکتین کرکے سوار ہوا اور چلا مین نے اس کا پیچھا کیا اور دوڑتا
دھوپتا ساتھ ہو لیا اس عزیز نے آہٹ سے معلوم کیا کہ کوئی چلا آتا ہے ایک بارگی باگ موڑکر
ایک نعرہ مارا اور گھوڑا تلوار کھینچکر سر پر میرے آپہونچا چاہتا تھا کہ حملہ کرے مین نے نہایت ادب سے
جھکر سلام کیا اور دونون ہاتھ باندھکر کھڑا رہ گیا وہ قاعدہ دان متکلم ہوا کہ اے فقیر تو ناحق مارا گیا ہوتا
پر بچ گیا تیری حیات کچھ باقی ہے جا کہان آتا ہے اور ایک بٹوا خنجر موتیون کا آویزہ لگا ہوا کمر سے
نکال کر میرے آگے پھینکا اور کہا اسوقت میرے پاس کچھ موجود نہین جو تجھے دون اسکو بادشاہ کے
پاس لیجا جو تو مانگیگا ملیگا ایسی ہیبت اور ایسا رعب اسکا مجھپر غالب ہوا کہ نہ بولنے کی قدرت نہ
چلنے کی طاقت مجھ مین گھگھی بندھ گئی پانؤن بھاری ہوگئے اتنا کہکر وہ غازی مرد نعرہ بھرتا ہوا چلا مین
نے دل مین کہا ہر چہ بادا باد اب رہ جانا تیرے حق مین برا ہے پھر ایسا وقت نہ ملیگا اپنی جان سے
ہاتھ دھوکر مین بھی روانہ ہوا پھر وہ پھرا اور بڑے غصے سے ڈانٹا اور مقرر ارادہ میرے قتل کا کیا
مین نے سر جھکا دیا اور سوگند دی کہ اے رستم وقت ایسی ایک سیف مار کہ دو ٹکڑے ہو جاؤن
کہ ایک تسمہ باقی نہ رہے اور اس حیرانی اور تباہی سے چھوٹ جاؤن مین نے اپنا خون معاف
کیا وہ بولا اے شیطان کی صورت کیون اپنا خون ناحق میری گردن پر چڑھاتا ہے اور مجھے
گنہگار بناتا ہے جا اپنی راہ لے کیا جان تجھکو بھاری پڑی ہے مین نے اسکا کہا نہ مانا اور قدم
آگے دھرا پھر اسنے دیدہ و دانستہ آنا کانی دی اور مین پیچھے لگ لیا جاتے جاتے دو کوس وہ جھاڑ
جنگل طے کیا بعد اسکے ایک چاردیواری نظر آئی وہ جوان دروازے پر گیا اور ایک نعرہ مہیب مارا
وہ در آپسے آپ کھل گیا وہ اندر بیٹھا مین باہر کھڑا رہ گیا الٰہی اب کیا کرون حیران تھا بارے ایک
دم کے بعد غلام آیا اور پیغام لایا کہ چل تجھے روبرو بلایا ہے شاید تیرے سر پر اجل کا فرشتہ
آیا ہے کیا تجھے شامت گھیری ہے مین نے کہا زہے نصیب اور بیدھڑک اسکے ساتھ اندر باغ کے گیا
آخر ایک مکان مین لیگیا جہان وہ بیٹھا تھا مین نے اسے دیکھکر فرشی سلام کیا اس نے اشارت
بیٹھنے کی کی مین ادب سے دوزانو بیٹھا کیا دیکھتا ہون مین کہ وہ اکیلا مسند پر بیٹھا ہے اور ہتھیار
زرنگاری کے آگے دھرے ہین اور ایک جھاڑ زمرد کا طیار کر چکا ہے جب اسکے

اٹھنے کا وقت آیا جتنے غلام اس شہ نشین کے گرد و پیش حاضر تھے حجروں میں چھپ گئے میں بھی مارے
وسواس کے ایک کوٹھری میں جا گھسا وہ جوان اٹھکر سب مکانوں کی کنڈیاں چڑھا کر باغ کے
کونے کی طرف چلا اور اپنی سواری کے بیل کو مارنے لگا اُسکے چلانے کی آواز میرے کان میں آئی
جیوں کو چھپنے لگا لیکن اس ماجرے کے دریافت کرنے کی خاطر یہ سب آفتیں سہی تھیں ڈرتے
ڈرتے دروازہ کھول کر ایک درخت کی ٹہنی کی آڑ میں جا کر کھڑا ہوا اور دیکھنے لگا جوان نے وہ
سونٹا جس سے مارتا تھا ہاتھ سے ڈال دیا اور ایک مکان کا قفل کنجی سے کھولا اور اندر گیا پھر
وہیں باہر نکل کر اُس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور منہ چوما اور دانہ گھاس کھلا کر ادھر کو چلا میں دیکھتے ہی
جلد دوڑ کر پھر کوٹھری میں جا چھپا اُس جوان نے زنجیریں سب دروازوں کی کھول دیں سارے
غلام باہر نکلے زیر انداز سلفچی آفتابہ لیکر حاضر ہوئے وہ وضو کرکے نماز کی خاطر کھڑا ہوا جب نماز
ادا کر چکا پکارا کہ وہ درویش کہاں ہے اپنا نام سنتے ہی میں دوڑ کر روبرو کھڑا ہوا فرمایا کہ
بیٹھ میں تسلیم کرکے بیٹھا خاصہ آیا اُس نے تناول فرمایا مجھے بھی عنایت کیا میں نے بھی کھایا
جب دسترخوان بڑھایا اور ہاتھ دھو چکے غلاموں کو رخصت دی کہ جا کر سو رہو جب
کوئی اس مکان میں نہ رہا تب مجھ سے ہمکلام ہوا اور پوچھا کہ اے عزیز تجھ پر کیا ایسی آفت
آئی ہے جو تو اپنی موت کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے میں نے اپنا احوال آغاز سے انجام تک جو کچھ
گذرا تھا تفصیل وار بیان کیا اور کہا آپ کی توجہ سے امید ہے کہ اپنی مراد کو پہونچوں
اُس نے سنتے ہی ایک ٹھنڈی سانس بھری اور بیہوش ہوا اور کہنے لگا بارخدایا عشق کے
درد سے تیرے سوا کون واقف ہے جس کی نہ پھٹی ہو بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی اس درد
کی قدر جو درد مند ہو سو جانے

شعر

عاشقوں کو عشق کی عاشق سے پوچھا چاہیے	کیا خبر فاسق کو ہے صادق سے پوچھا چاہیے

بعد ایک لمحے کے ہوش میں آکر ایک آہ جگر سوز بھری کہ سارا مکان گونج گیا تب مجھے یقین ہوا کہ یہ بھی اس
عشق کی بلا میں گرفتار ہے اور اسی مرض کا بیمار ہے تب تو میں نے دل چلا کر کہا کہ میں نے
سب احوال اپنا عرض کیا اب توجہ فرما کر اپنی سرگذشت سے بندے کو مطلع فرمائیے تو بقدر
اپنے سپلے تمہارے واسطے سعی کروں اور دل کا مطلب کوشش کرکے ہاتھ میں لاؤں القصہ
وہ عاشق صادق مجھکو اپنا ہمراز اور ہمدرد جان کر اپنا ماجرا اس صورت سے بیان کرنے لگا
کہ سن اے عزیز میں بادشاہزادہ جگرسوز اس اقلیم نیمروز کا ہوں بادشاہ نے

قبلہ گاہ نے میرے پیدا ہونے کے بعد نجومی اور رمال اور پنڈت جمع کیے اور فرمایا کہ احوال شہزادے کے طالعوں کا دیکھو اور جانچو اور جنم پتری درست کرو اور جو جو کچھ ہونا ہے حقیقت پل پل گھڑی گھڑی اور پہر پہر دن مہینے اور برس برس کی مفصل حضور میں عرض کرو بموجب حکم بادشاہ کے سب نے متفق ہو اپنے علم کی رو سے ٹھہرا اور سادھ کر التماس کیا کہ خدا کے فضل سے ایسی نیک ساعت اور سبھ لگن میں شہزادے کا جنم اور تولد ہوا ہے کہ چاہیے سکندر کی سی بادشاہت کرے اور نوشیروان سا عادل ہو اور جتنے علم اور ہنر ہیں اُن میں کامل ہو اور جس کام کی طرف دل اُسکا مائل ہو وہ بخوبی حاصل ہو سخاوت اور شجاعت میں ایسا نام پیدا کرے کہ حاتم اور رستم کو لوگ بھول جاویں لیکن چودہ برس تک سورج اور چاند کے دیکھنے سے ایک بڑا خطرہ نظر آتا ہے بلکہ یہ وسواس ہے کہ جنونی اور سودائی ہو کر بہت آدمیوں کا خون کرے اور بستی سے گھبراوے جنگل میں نکل جاوے اور چرند و پرند کے ساتھ دل بہلاوے اس کا تقید رہے کہ رات دن آفتاب و مہتاب کو دیکھنے بلکہ آسمان کی طرف بھی نگاہ کرنے نہ پاوے جو اتنی مدت خیر و عافیت سے کٹے تو پھر ساری عمر سکھ اور چین سے سلطنت کرے یہ سنکر بادشاہ نے اس لیے اِس باغ کی بنا ڈالی اور مکان متعدد ہر ایک نقشے کے بنوائے میرے تئیں تہ خانے میں پلنے کا حکم کیا اور اوپر ایک برج نمدے کا تیار کروایا تو دھوپ اور چاندنی اُس میں سے نہ چھنے میں دائی دودھ پلائی اور انا چھوچھو اور کئی خواصوں کے ساتھ بڑی محافظت سے اِس مکان عالیشان میں پرورش پانے لگا اور ایک استاد دانا کار آزمودہ واسطے میری تربیت کے متعین کیا تو تعلیم ہر علم و ہنر کی اور مشق ہفت قلم لکھنے کی کرے اور جہان پناہ ہمیشہ میرے خبر گیران رہتے دم بدم کی کیفیت روزمرہ حضور میں عرض ہوتی تھی اس مکان ہی کو عالم دنیا جان کر کھلونوں اور رنگ برنگ کے پھولوں سے کھیلا کرتا اور تمام جہان کی نعمتیں کھانے کے واسطے موجود رہتیں جو چاہتا سو کھاتا دس برس کی عمر تلک جتنی صنعتیں اور قابلیتیں تھیں تحصیل کیں ایک روز اس گنبد کے نیچے روشندان سے ایک پھول اچنبھے کا نظر پڑا کہ دیکھتے دیکھتے بڑا ہوتا جاتا تھا میں نے چاہا کہ ہاتھ سے پکڑلوں جوں جوں میں ہاتھ لنبا کرتا تھا وہ اونچا ہوتا جاتا تھا میں حیران ہو کر اُسے تک رہا تھا وونہیں ایک آواز قہقہے کی میرے کان میں آئی میں نے اُس کے دیکھنے کو گردن اُٹھائی دیکھا تو نمدہ چیر کر ایک ٹکڑا چاند سا نکل رہا ہے دیکھتے ہی اُس کے

میرے عقل و ہوش بجا ہوئے پھر اپنے تئین سنبھال کر دیکھا تو ایک مرصع کار تخت پریزادون کے
کاندھے پر معلق کھڑا ہے اور ایک تخت نشین تاج جواہر کا سر پر اور خلعت بھاری بدن مین پہنے
ہاتھ مین یاقوت کا پیالہ لیے اور شراب پیے ہوئے بیٹھی ہے وہ تخت بلندی سے آہستہ آہستہ
نیچے اتر کر اس برج مین آیا تب پری نے مجھے بلایا اور اپنے نزدیک بٹھایا اور باتین پیار کی کرنے
لگی اور مجھ سے مخاطب ہو کر ایک جام شراب عرق گلاب کا میرے تئین پلایا اور کہا آدمی زاد
بیوفا ہوتا ہے لیکن دل ہمارا تجھے چاہتا ہے ایک دم ایسے انداز و ناز کی باتین کین کہ دل میرا
محو ہو گیا اور خوشی ایسی حاصل ہوئی کہ زندگانی کا مزہ پایا یہ سمجھا کہ آج تو دنیا مین آیا حاصل یہ
ہے کہ مین تو کیا ہون کسو نے یہ عالم نہ دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا اس مزے مین خاطر جمع سے
ہم دونون بیٹھے تھے کہ ہر پل مین خلل لگا اب اس حادثہ ناگہانی کا ماجرا سن کہ وہین چار
پریزادے آسمان پر سے اتر کر کچھ اس معشوق کے کان مین کہا سنتے ہی اس کا چہرہ متغیر ہو گیا
اور مجھ سے بولی کہ اے پیارے دل تو یہ چاہتا تھا کہ کوئی دم تیرے ساتھ بیٹھکر دل بہلاؤن اور
اسی طرح ہمیشہ آؤن یا تجھے اپنے ساتھ لیجاؤن پر یہ آسمان دو شخص کو ایک جگہ آرام سے
اور خوشی سے رہنے نہین دیتا اے جانان تیرا خدا نگہبان ہے یہ سنکر میرے حواس جاتے
رہے اور طوطے ہاتھ کے اڑ گئے مین نے کہا کہ جی اب پھر کب ملاقات ہوگی یہ کیا تم نے
غضب کی بات سنائی اگر جلد آؤگی مجھے جیتا پاؤگی نہین تو پچھتاؤگی یا اپنا ٹھکانا اور نام و نشان
بتاؤ کہ مین ہی اس پتے پر ڈھونڈتے ڈھونڈتے اپنے تئین تمھارے پاس پہونچاؤن پری یہ
سنکر بولی دور پار شیطان کے کان بہرے تمھاری صد و بیست سال کی عمر ہووے اگر زندگی
ہے تو پھر ملاقات ہو رہے گی مین جنون کے بادشاہ کی بیٹی ہون اور کوہ قاف مین رہتی
ہون یہ کہکر تخت اٹھایا اور جس طرح اترا تھا ویسا ہی بلند ہونے لگا جب تک سامنے تھا
میری اور اس کی چار آنکھین ہو رہی تھین جب نظرون سے غائب ہوا یہ حالت ہو گئی جیسے
پری کا سایہ ہوتا ہے عجب طرح کی اداسی دل پر چھا گئی عقل و ہوش رخصت ہوا دنیا آنکھون کے
تلے اندھیری ہو گئی حیران اور پریشان زار زار روتا اور سر پر خاک اڑاتا کپڑے پھاڑتا نہ کھانے
کی سدھ نہ پہننے کی پروا

شعر

اس عشق کی بدولت کیا کیا خرابیان ہین	دل مین اداسیان ہین اور جا بجا بیابان ہین

اس خرابی سے دائی اور معلم خبردار ہوئے ڈرتے ڈرتے بادشاہ کے روبرو گئے اور

عرض کی کہ بادشاہزادۂ عالمیان کا یہ حال ہے معلوم نہین خود بخود یہ کیا غضب ٹوٹا جو اُن کا آرام اور کھانا پینا سب چھوٹا تب بادشاہ وزیر امراے صاحب تدبیر اور حکیم حاذق منجم صادق مُلّا سیانے خوب درویش سالک و مجذوب کو اپنے ساتھ لیکر اُس باغ مین رونق افزا ہوے میری بیقراری اور نالہ و زاری دیکھکر حالت اضطراب کی ہو گئی آبدیدہ ہو کر بے اختیار گلے سے لگا لیا اور اُس کی تدبیر کی خاطر حکم کیا حکیمون نے قوت دل اور خلل دماغ کے واسطے نسخے لکھے اور ملاؤن نے نقش و تعویذ پلائے اور پاس رکھنے کو دیے دعائین پڑھکر پھونکنے لگے اور نجومی بولے کہ ستارون کی گردش کے سبب یہ صورت پیش آئی ہے اُس کا صدقہ دیجیے غرض ہر کوئی اپنے اپنے علم کی باتین کہتا تھا پر جو گذرتی تھی میرا دل ہی سہتا تھا کسی کی سعی اور تدبیر میری تقدیر بد کے کام نہ آئی دن بدن دیوانگی کا زور ہوا اور میرا بدن بے آب و دانہ کمزور ہو چلا رات دن چلانا اور سر پٹکنا ہی باقی رہا اُس حالت مین تین سال گذرے چوتھے برس ایک سوداگر سیر و سفر کرتا ہوا آیا اور ہر ایک ملک کے تحفہ تحائف عجیب و غریب جہان پناہ کے حضور لایا ملازمت حاصل کی بادشاہ نے بہت توجہ فرمائی اور احوال پرسی اُس کی کر کے پوچھا کہ تم نے بہت ملک دیکھے کہین کوئی حکیم کامل بھی نظر پڑا کسی سے مذکور اُسکا سُنا اُس نے التماس کیا کہ قبلۂ عالم غلام نے بہت سیر کی لیکن ہندوستان مین دریا کے بیچ ایک پہاڑی ہے وہان ایک گوسائین جٹا دھاری نے بڑا مندر مہادیو کا اور سنگت و باغ بڑے بہار کا بنایا ہے اُس مین رہتا ہے اور اُسکا یہ قاعدہ ہے کہ برس دن پیچھے شیوراتری کے روز اپنے استھان سے نکل کر دریا مین پیرتا ہے اور خوشی کرتا ہے اشنان کے بعد جب اپنے آسن پر جانے لگتا ہے تب بیمار اور دردمند دیس دیس ملک ملک کے جو دور دور سے آتے ہین دروازے پر جمع ہوتے ہین اُنکی بڑی بھیڑ ہوتی ہے وہ مہنت جسے اس زمانے کا افلاطون کہا چاہیے قارورہ اور نبض دیکھتا ہوا اور ہر ایک کو نسخہ لکھکر دیتا ہوا چلا جاتا ہے خدا نے ایسا دست شفا اُسکو دیا ہے کہ دوا پیتے ہی اثر ہوتا ہے اور وہ مرض بالکل جاتا رہتا ہے یہ ماجرا مین نے بچشم خود دیکھا اور خدا کی قدرت کو یاد کیا کہ ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہین اگر حکم ہو تو شاہزادۂ عالمیان کو اُس پاس لیجائین اُسکو ایک نظر دکھائین اُمید قوی ہے کہ جلد شفاے کامل ہو اور ظاہر بھی تدبیر اچھی ہے کہ ہر ایک ملک کی ہوا کھانے سے اور جا بجا کے آب و دانے سے مزاج مین فرحت آتی ہے بادشاہ کو بھی اُس کی صلاح پسند آئی اور خوش ہو کر فرمایا بہت بہتر شاید اُس کا ہاتھ راس آوے

اور میرے فرزند کے دل سے وحشت جانے لیے ایک امیر معتبر جہاندیدہ کار آزمودہ کو میری رکاب میں
تعینات کیا اور اسباب ضروری ساتھ کر دیا نوارے سے بجرے مورپنکھی پلوار لچکے تھیلے اور الاق ہیرون پر
مع سرانجام سوار کر کے رخصت کیا منزل بمنزل چلتے اُسی ٹھکانے پر جا پہونچے نئی ہوا اور نیا دانہ
کھانے پینے سے کچھ مزاج ٹھہرا لیکن خاموشی کا وہی عالم تھا اور رونے سے کام دمبدم یاد اُس
پری کی دل سے بھولتی نہ تھی اگر کبھی بولتا تو یہ بیت پڑھتا **بیت**

نہ جانوں کس پری رو سے لگی آنکھ	ابھی تو تھا بھلا چنگا مرا دل

بارے جب دو تین مہینے گذرے اُس پہاڑ پر قریب چار ہزار مریض کے جمع ہوئے لیکن سب
یہ کہتے تھے کہ اب خدا چاہے تو گوشہ نشین اپنے حجرے سے نکلیں گے اور سب کو اُنکے فرمانے سے
شفا ہوگی القصہ جب وہ دن آیا صبح کو جوگی مانند آفتاب کے نکل آیا اور دریا میں نہایا اور پیرا کے
جا کر پھر آیا اور بھبوت بھسم تمام بدن میں لگایا وہ گورا بدن مانند انگارے کے راکھ میں چھپایا
اور ماتھے پر ملاگیر کا ٹیکا دیا لنگوٹ باندھکر انگوچھا کاندھے پر ڈالا بالوں کا جوڑا باندھا
مونچھوں پر تاؤ دے کر کھڑاؤں جوتا اُٹھایا اُس کے چہرے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساری دنیا
اُسکے نزدیک کچھ قدر نہیں رکھتی ایک قلمدان جڑاؤ بغل میں لیکر ایک ایک کی طرف دیکھتا اور
نسخہ دیتا ہوا میرے نزدیک آپہونچا جب میری اُس کی چار نظریں ہوئیں کھڑا رہ کر غور میں گیا اور
مجھ سے کہنے لگا ہمارے ساتھ آؤ میں ہمراہ ہو لیا جب سب کی نوبت ہو چکی میرے تئیں باغ کے اندر
لیگیا اور ایک مقطع خوش نقشے خلوت خانے میں مجھے فرمایا کہ یہاں تم رہا کرو اور آپ اپنے استھان میں
گیا جب ایک چلہ گذرا تو میرے پاس آیا اور آگے کی نسبت مجھے خوش پایا تب مسکرا کر فرمایا کہ اس
باغیچہ میں سیر کیا کرو جس میوے پر جی چلے کھایا کرو اور ایک قفلی چینی کی معجون بھری ہوئی دی کہ اس میں
سے چھ ماشے ہمیشہ بلا ناغہ نہار نوش جان فرمایا کرو یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور میں نے اُس کے کہنے پر
عمل کیا ہر روز قوت بدن میں اور فرحت دل کو معلوم ہونے لگی لیکن حضرت عشق کو کچھ بھی اثر
نہ کیا اُس پری کی صورت نظروں کے آگے پھرتی تھی ایک روز طاق میں ایک جلد
کتاب کی نظر آئی اُتار کر دیکھا تو سارے علم دین و دنیا کے اُس میں جمع کیے تھے گویا دریا کو
کوزے میں بھر دیا تھا ہر گھڑی اُس کا مطالعہ کیا کرتا علم حکمت اور تسخیر میں نہایت قوت بہم
پہونچائی اُس عرصے میں برس دن گذر گیا پھر وہی خوشی کا دن آیا جوگی اپنے آسن پر سے
اُٹھکر باہر نکلا میں نے سلام کیا اُسنے قلمدان مجھے دے کر کہا ساتھ چلو میں بھی ساتھ ہو لیا

جب دروازے سے باہر نکلا ایک عالم دعا دینے لگا وہ امیر اور سوداگر مجھے ساتھ دیکھکر گوسائین کے قدمون پر
گرے اور ادائے شکر کرنے لگے کہ آپ کی توجہ سے بارے اتنا تو ہوا وہ اپنی عادت پر دریا کے
گھاٹ تک گیا اور اشنان پوجا جس طرح ہر سال کرتا تھا کیا پھرتی بار بیمارون کو دیکھتا بھالتا
چلا آتا تھا اتفاقاً سودائیون کے غول مین ایک جوان خوبصورت شکیل کہ ضعف سے کھڑے ہونے
کی طاقت اُس مین نہ تھی نظر پڑا مجھکو کہا اُس کو ساتھ لے آؤ سب کی دارو درمن کرکے جب
خلوت خانے مین گیا تھوڑی سی کھوپڑی اُس جوان کی تراش کر چاہا کہ کنکھجورا جو مغز پر بیٹھا تھا زنبور
سے اٹھا لیوے میرے خیال مین گذرا اور بول اٹھا کہ اگر دست پناہ آگ مین گرم کرکے اسکی پیٹھ پر
رکھیے تو خوب ہے آپ سے آپ نکل آئے گا اور جو یون کھینچیے گا تو مغز کے گودے کو نہ چھوڑے گا
پھر خوف زندگی کو ہے یہ سنکر میری طرف دیکھا اور چپکا اٹھ باغ کے کونے مین ایک درخت
کی ٹہنی کو پکڑا جٹا کے لٹ کی گلے مین پھانسی لگا کر رہ گیا مین نے پاس جاکر دیکھا تو واہ واہ
یہ تو مر گیا یہ اچنبھا دیکھکر نہایت افسوس ہوا ناچار جی مین آیا اُسے گاڑ دون جون درخت
سے جدا کرنے لگا دو کنجیان اُس کی لٹون مین سے گر پڑین مین نے اُن کو اٹھا لیا اور اُس
گنج خوبی کو زمین مین دفن کیا وہ دونون کنجیان لیکر قفلون مین لگانے لگا اتفاقاً دو حجرون کے
تالے اُن تالیون سے کھلے دیکھا تو زمین سے چھت تک جواہر بھرا ہوا ہے اور ایک پیٹی مخمل
سے منڈھی ہوئی اُسکی پتر لگی قفل دی ہوئی ایک طرف دھری ہے اُس کو جو کھولا تو ایک
کتاب دیکھی کہ اُس مین اسم اعظم اور حاضرات جن و پری کے اور روحون کی ملاقات اور
تسخیر آفتاب کی ترکیب لکھی تھی ایسی دولت کے ہاتھ لگنے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی
اور اُن پر عمل کرنا شروع کیا دروازہ باغ کا کھول دیا اپنے اُس امیر اور ساتھ والون کو کہا کہ
کشتیان منگوا کر یہ سب جواہر و نقد و جنس اور کتابین بار کر لو اور ایک نواڑے پر آپ سوار ہو کر
وہان سے بجرے کو روانہ کیا آتے آتے جب نزدیک اپنے ملک کے پہونچا جہان پناہ کو خبر ہوئی
سوار ہو کر استقبال کیا اور اشتیاق سے بے قرار ہو کر کلیجے سے لگا لیا مین نے قدمبوسی
کرکے کہا کہ اس خاکسار کو قدیم باغ مین رہنے کا حکم ہو بولے کہ اے برخوردار وہ مکان میرے
نزدیک منحوس ٹھہرا لہذا اُس کی مرمت اور طیاری موقوف کی اب وہ مکان لائق انسان
کے رہنے کے نہین رہا اور جس محل مین جی چاہے آ ترو بہتر یون ہے کہ قلعے مین کوئی جگہ
پسند کرکے میری آنکھون کے روبرو رہو اور پائین باغ جیسا چاہو طیار کرکے

سیر و تماشا دیکھا اور میں نے بہت ضد اور حوصلہ کر کے اس باغ کو سرے سے تعمیر کروایا اور بہشت
کی مانند آراستہ کر کے داخل ہوا پھر رخصت سے جنوں کی تسخیر کی خاطر بیٹھا اور شرک عملیات کر کے
حاضرات کرنے لگا جب چالیس دن پورے ہوئے تب آدھی رات کو ایک ایسی آندھی آئی کہ بڑی
بڑی عمارتیں گر پڑیں اور درخت جڑ پیڑ سے اکھڑ کر کہیں سے کہیں جا پڑے اس کے بعد پری زادوں کا
لشکر نمودار ہوا ایک تخت ہوا سے اترا اس پر ایک شخص شاندار موتیوں کا تاج اور خلعت پہنے
ہوئے بیٹھا تھا میں نے دیکھتے ہی بہت ہی مؤدب ہو کر سلام کیا اس نے میرا سلام لیا اور کہا کہ
عزیز یہ کیا تو نے ناحق دھوم مچایا ہم سے تجھے کیا مدعا ہے میں نے التماس کیا کہ یہ عاجز بہت مدت
سے تمہاری بیٹی پر عاشق ہے اور اسی لیے کہاں سے کہاں خراب و خستہ ہوا اور جیتے جی موا
اب زندگی سے تنگ آیا ہوں اور اپنی جان پر کھیلا ہوں جو یہ کام کیا ہے اب آپ کی ذات
سے امیدوار ہوں کہ مجھ حیران اور سرگرداں کو اپنی توجہ سے سرفراز کرو اسکے دیدار سے
زندگی اور آرام بخشو تو بڑا ثواب ہوگا یہ میری آرزو سنکر بولا کہ آدمی خاکی اور ہم آتشی ان دونوں
میں موافقت آنی مشکل ہے میں نے قسم کھائی کہ میں اسکے دیکھنے کا مشتاق ہوں اور کچھ
مطلب نہیں پھر اس تخت نشین نے جواب دیا کہ انسان اپنے قول و قرار پر نہیں رہتا غرض کے
وقت پر سب کچھ کہتا ہے لیکن یاد نہیں رکھتا یہ بات میں تیرے بھلے کے لیے کہتا ہوں کہ اگر
تو نے کبھی قصد کچھ اور کیا تو وہ بھی اور تو بھی دونوں خراب و خستہ ہووگے بلکہ خوف جان کا ہے
میں نے پھر دوبارہ سوگند یاد کی کہ جس میں طرفین کی برائی ہو ویسا کام ہرگز نہ کرونگا مگر ایک
نظر دیکھتا رہوں گا یہ باتیں ہو رہی تھیں اتنے میں وہ پری کہ جسکا مذکور تھا نہایت ٹھسّے سے بناؤ
کیے ہوئے آ پہنچی اور بادشاہ کا تخت وہاں سے چلا گیا تب میں نے بے اختیار اس پری
کو جان کی طرح بغل میں لے لیا اور یہ شعر پڑھا شعر کہاں اب دو مرے گھر کیوں نہ آ سکے
کہ جسکے واسطے کھینچے ہیں چلے ؎ اسی خوشی سے عالم میں باہم اس باغ میں رہنے لگے مارے
ڈر کے کچھ اور خیال نہ کرتا بالا بالا مزے لیتا اور تکتا دیکھا کرتا وہ پری میرے قول و قرار کے
نباہنے پر دل میں حیران رہتی اور کسی وقت کہتی کہ پیارے تم بھی اپنی بات کے بڑے سچے ہو
لیکن ایک نصیحت میری دوستی کی راہ سے کرتی ہوں اپنی کتاب سے خبردار رہیو کہ جن کسی دن
تمہیں غافل پا کر چرا لیجاویں میں نے کہا یہ میں اپنی جان کے برابر رکھتا ہوں اتفاقاً ایک روز
شیطان نے ورغلایا شہوت کی حالت میں یہ دل میں آیا کہ جو کچھ ہو سو ہو کہاں تک اپنے تئیں تھاموں

اُسے چھاتی سے لگایا اور قصد جماع کا کیا وونہیں ایک آواز آئی کہ یہ کتاب مجھکو دے کہ اس مین اسم اعظم ہے
بے ادبی نہ کر اُس مستی کے عالم مین کچھ ہوش نہ رہا کتاب بغل سے نکال کر بے جانے بوجھے اُسکے حوالے
کر دی اور اپنے کام مین لگا وہ نازنین یہ میری نادانی کی حرکت دیکھکر بولی کہ اے ظالم آخر چوکا اور
نصیحت بھولا یہ کہکر بیہوش ہو گئی اور مین نے اُسکے سرہانے ایک دیو کو دیکھا کہ کتاب لیے
کھڑا ہے چاہا کہ پکڑکر خوب مارون اور کتاب چھین لون اتنے مین اُسکے ہاتھ سے کتاب دوسرا
لے بھاگا مین نے جو افسون یاد کیے تھے پڑھنے شروع کیے وہ جن جو کھڑا تھا بیل بنگیا لیکن
افسوس پری ذرا بھی ہوش مین نہ آئی اور وہی حالت بیخودی اُس پر رہی تب میرا دل گھبرایا
سارا عیش تلخ ہو گیا اُس روز سے آدمیون سے نفرت ہوئی اس باغ کے گوشے مین پڑا
رہتا ہون اور دل کے بہلنے کی خاطر یہ مرتبان زمرد کا جھاڑ وار بنایا کرتا ہون اور ہر مہینے
اُس میدان مین اُسی بیل پر سوار ہو کر جایا کرتا ہون مرتبان کو توڑ غلام کو مار ڈالتا ہون اس
اُمید پر کہ سب میری یہ حالت دیکھین اور افسوس کھائین شاید کوئی ایسا بندہ خدا کا
مہربان ہو کر میرے حق مین دعا کرے تو مین بھی اپنے مطلب کو پہونچون اے رفیق میرے جنون
اور سودے کی یہ حقیقت ہے جو مین نے تجھ سے کہہ سنائی مین سنکر آبدیدہ ہوا اور بولا کہ
اے شاہزادے تو نے واقعی عشق کی بڑی محنت اُٹھائی لیکن قسم خدا کی کھاتا ہون کہ مین اپنے
مطالب سے درگزرا اب تیری خاطر جنگل پہاڑ مین پھرون گا اور جو مجھ سے ہو سکے گا سو کرون گا
یہ وعدہ کر کے مین اُس جوان سے رخصت ہوا اور پانچ برس تک سودائی سا ویرانے مین
خاک چھانتا پھرا پر کچھ سراغ نہ ملا آخر اکتا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور چاہا کہ اپنے تئین گرا دون کہ
ہڈی پسلی باقی نہ رہے وونہین ایک سوار برقع پوش پہونچا اور بولا کہ اپنی جان مت کھو تھوڑے
دنون کے بعد تو اپنے مقصد سے کامیاب ہو گا یا سائین اللہ تمھارے دیدار تو میسر ہو گئے
اب خدا کے فضل سے اُمیدوار ہون کہ خوشی اور خرمی حاصل ہو اور سب نامراد اپنی مراد کو
پہونچین جب دوسرا درویش بھی اپنی سیر کا قصہ کہہ چکا رات آخر ہو گئی اور وقت صبح شروع
ہونے پر آیا بادشاہ آزاد بخت چپکا اپنے دولت خانہ کی طرف روانہ ہوا محل مین پہونچکر
نماز ادا کی پھر غسل خانہ مین جا خلعت فاخرہ پہنکر دیوان عام مین تخت پر نکل بیٹھا اور حکم کیا کہ
یساول جاوے چار فقیر فلانے مکان پر وارد ہین اُن کو بعزت اپنے ساتھ حضور مین لے آئے
بموجب حکم کے چوبدار وہان گیا دیکھا تو چارون بینوا جھاڑے جھٹکا چھوکر ہاتھ منھ دھو کر

چاہئے رہین گوشہ گیر ہین اور اپنی اپنی یاد مین چوبدار نے کہا شاہ جی بادشاہ نے چارون صورتون کو
طلب فرمایا ہے میرے ساتھ چلیے چارون درویش آپس مین ایک ایک کو تکنے لگے اور
پیر یادہ سے کہا بابا ہم اپنے دل کے بادشاہ ہین ہمین دنیا کے بادشاہ سے کیا کام ہے اُسنے
کہا سائین انشاء اللہ نقصان نہین اگر چلو تو اچھا ہے اتنے مین چارون کو یاد آیا کہ مولا مرتضے
نے جو فرمایا تھا سو اب پیش آیا خوش ہوئے اور یساول کے ساتھ چلے جب قلعے مین پہونچے
اور روبرو بادشاہ کے گئے چارون قلندرون نے دعا دی کہ بابا تیرا بھلا ہو بادشاہ دیوان
خاص مین جا بیٹھے اور روبرو چار خاص امیرون کو بلوایا اور فرمایا کہ چارون گدڑی پوشون کو بلاؤ جب
وہان گئے بادشاہ نے حکم بیٹھنے کا کیا احوال پرسی فرمائی کہ تمہارا کہان سے آنا ہوا اور کہان کا
ارادہ ہے مکان مرشدون کے کہان ہین انہون نے کہا کہ بادشاہ کی عمر و دولت زیادہ ہو ہم
فقیر ہین ایک مدت سے خانہ بدوش اسیطرح سیر و سفر کرتے پھرتے ہین و مثل ہے فقیرون کو جہان شام
ہوئی وہین گھر ہے اور جو کچھ دنیا سے ناپائدار مین دیکھا ہے کہان تلک بیان کرین آزاد بخت نے
بہت تسلی اور تشفی کی اور کھانے کو منگوا کر روبرو اپنے ناشتا کروایا جب فارغ ہوے پھر فرمایا
کہ اپنا ماجرا بے کم و کاست مجھ سے کہو جو مجھ سے تمہاری خدمت ہو سکیگی قصور نہ کرونگا فقیرون نے
جواب دیا کہ ہمپر جو کچھ بیتا ہے نہ ہمین بیان کرنے کی طاقت ہے اور نہ بادشاہ کو سننے سے
فرحت ہوگی اسکو معاف کیجیے تب بادشاہ نے تبسم کیا اور کہا شب کو جہان تم بسترون پر

تصویر شاہ آزاد بخت مع ہر چہار درویش

بیٹھے اپنا اپنا احوال کر رہے تھے وہان مین بھی موجود تھا چنانچہ دو درویش کا حال سُن چکا ہون اب چاہتا ہون کہ دونون جو باقی ہین وے بھی کہین اور چند روز بخاطر جمع میرے پاس رہین کہ قدم درویشان رو بلا ہے درویش بادشاہ سے یہ بات سُنتے ہی مارے خوف کے کانپنے لگے اور سر نیچے کرکے چپ ہو رہے طاقت گویائی کی نہ رہی آزادبخت نے جب دیکھا کہ اب ان مین مارے رعب کے حواس نہین رہے جو کچھ بولین فرمایا کہ اس جہان مین کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس پر ایک نہ ایک واردات عجیب و غریب نہ ہوئی ہوگی باوجودیکہ مین بادشاہ ہون لیکن مین نے بھی ایسا تماشا دیکھا ہے کہ پہلے مین ہی اُسکا بیان کرتا ہون تم بخاطر جمع سنو درویشون نے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ کا الطاف فقیرون کے احوال پر ایسا ہی ہے ارشاد فرمایئے آزادبخت نے اپنا احوال شروع کیا اور کہا

قصہ بادشاہ آزادبخت کا

رباعی ای شاہو بادشاہ کا اب ماجرا سُنو	جو کچھ کہ مین نے دیکھا ہے اور مین سُنا سُنو
کہتا ہون مین فقیر کی خدمت مین سربسر	احوال میرا خوب طرح دل لگا سُنو

میرے قبلہ گاہ نے جب وفات پائی اور مین اس تخت پر بیٹھا عین عالم شباب کا تھا اور یہ سارا ملک روم کا میرے حکم مین تھا اتفاقاً ایک سال کوئی سوداگر بدخشان کے ملک سے آیا اور اسباب تجارت کا بہت سالایا خبر دارون نے میرے حضور مین عرض کی کہ ایسا بڑا تاجر آج تک اس شہر مین نہین آیا مین نے اُسکو طلب کیا وہ تحفے ہر ایک ملک کے لائق میری نذر کے لیکر آیا فی الواقع ہر ایک جنس بے بہا نظر آئی چنانچہ ایک ڈبیا مین ایک لعل تھا نہایت خوشرنگ اور آبدار قد و قامت درست اور وزن مین پانچ مثقال کا مین نے باوجود سلطنت کے ایسا جواہر کبھو نہ دیکھا تھا اور نہ کسو سے سنا تھا پسند کیا سوداگر کو بہت سا انعام و اکرام دیا اور سند راہداری کی لکھدی کہ اس سے ہماری تمام قلمرو مین کوئی مزاحم محصول کا نہ ہو اور جہان جاوے اُسکو آرام سے رکھین چوکی پہرے سے حاضر رہین اسکا نقصان اپنا نقصان سمجھین وہ تاجر حضور مین دربار کے وقت حاضر رہتا اور آداب سلطنت سے خوب واقف تھا اور تقریر و خوشگوئی اُسکی سُننے کے لائق تھی اور مین اُس لعل کو ہر روز جواہرخانے سے منگوا کر سر دربار دیکھا کرتا ایک روز دیوان عام مین بیٹھا تھا و ارکان دولت اپنے اپنے پائے پر کھڑے تھے اور ہر ایک

ملک کے بادشاہوں کے ایلچی مبارکباد کی خاطر آئے ہوئے تھے وے سب بھی حاضر تھے اُسوقت میں نے
موافق معمول کے اُس لعل کو منگوایا جو بیرخانے کا داروغہ لیکر آیا میں ہاتھ میں لیکر تعریف کرنے لگا اور
فرنگ کے ایلچی کو دیا اُس نے دیکھکر تبسم کیا اور خوشامد سازی سے صفت کی اُسی طرح ہاتھوں
ہاتھ ہر ایک نے لیا اور ایک زبان ہوکر بولے کہ قبلۂ عالم کے اقبال کے باعث یہ میسر ہوا ہے کسو
بادشاہ کے آج تک ایسی رقم بے بہا ہاتھ نہیں لگی اُسوقت میرے قبلہ گاہ کا وزیر کہ مرد دانا
تھا اور اِسی خدمت پر سرفراز تھا وزارت کی جگہ پر کھڑا تھا آداب بجا لایا اور التماس کیا کہ کچھ
عرض کیا چاہتا ہوں اگر جان بخشی ہو میں نے حکم کیا کہ وہ بولا قبلۂ عالم آپ بادشاہ ہیں بادشاہوں
سے بہت بعید ہے کہ ایک پتھر کی اتنی تعریف کریں اگرچہ رنگ ڈھنگ سنگ میں لاثانی ہے لیکن پھر سنگ ہے
اور اسوقت سب ملکوں کے ایلچی دربار میں حاضر ہیں جب اپنے اپنے شہر میں جاوینگے البتہ یہ نقل کرینگے
کہ عجب بادشاہ ہے کہ ایک لعل کہیں سے پایا ہے اُسے ایسا تحفہ بنایا ہے کہ ہر روز سر دربار منگاتا ہے اور
آپ اُسکی تعریف کر کر سب کو دکھاتا ہے پس جو بادشاہ یا راجہ یہ احوال سنیگا اپنی مجلس میں ہنسیگا خداوند
ایک سوداگر نیشاپور میں ہے کہ اُسکے بارہ دانہ لعل کے ہر ایک سات سات مثقال کا ہے پٹے میں
نصب کرکے کتے کے گلے میں ڈال دیئے ہیں مجھے یہ سنتے ہی غصہ چڑھ آیا اور کھسیانے ہوکر فرمایا کہ
اس وزیر کی گردن مارو جلادوں نے وہیں اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور چاہا کہ باہر لیجاویں فرنگ کے
بادشاہ کا ایلچی دست بستہ روبرو کھڑا ہوا میں نے پوچھا کہ تیرا کیا مطلب ہے اُس نے عرض کی
امیدوار ہوں کہ تقصیر سے وزیر کی واقف ہوں میں نے فرمایا کہ جھوٹ بولنے سے اور بڑا گناہ
کرنا ہے خصوصاً بادشاہوں کے روبرو اُسنے کہا اُسکا دروغ ثابت نہیں ہوا شاید جو کچھ کہ عرض
کی ہے سچ ہو ابھی بے گناہ کا قتل کرنا درست نہیں اُسکے میں نے یہ جواب دیا کہ ہرگز عقل میں نہیں آتا
کہ ایک تاجر جو نفع کے واسطے شہر بشہر اور ملک بملک خراب ہوتا پھرتا ہے اور کوڑی کوڑی جمع کرتا ہے
بارہ دانے لعل جنکے وزن میں سات سات مثقال کے ہوں کتے کے پٹے میں لگا دے
اُسنے کہا خدا کی قدرت سے عجب نہیں شاید کہ باشد ایسے تحفے اکثر سوداگروں اور فقیروں کے
ہاتھ آتے ہیں اسواسطے کہ یہ دو لوگ ہر ایک ملک میں جاتے ہیں اور جہاں سے جو چیز پاتے ہیں لے
آتے ہیں مصلحت دولت یہ ہے کہ اگر وزیر ایسا ہی تقصیروار ہے تو حکم قید کا ہو اس لیے کہ
وزیر بادشاہوں کی عقل ہوتے ہیں اور یہ حرکت سلاطینوں سے بعید ہے ایسی بات پر کہ جھوٹ
[illegible]

بادشاہ سلامت اگلے شہریارون نے بندی خانہ اسی سبب سے ایجاد کیا ہے کہ بادشاہ
غضب ہون تو اُسے قید کرین کئی دن مین غصہ جاتا رہے گا اور بے تقصیری اُس کی
خون ناحق سے محفوظ رہین گے کہ کل کو روز قیامت مین ماخوذ نہ ہووین گے مین سب
قائل کرنے کو چاہا اُس نے ایسی معقول گفتگو کی کہ مجھے لاجواب کیا تب مین نے کہا خیر تیرا کہنا
پذیر ہوا مین خون سے اُس کے درگذرا لیکن زندان مین مقید رہے گا اگر ایک سال کے عرصے
مین اُسکا سخن راست ہوا کہ ایسے لعل کتے کے گلے مین ہین تو اس کی نجات ہو گی اور نہین تو بڑے
عذاب سے مارا جاوے گا فرمایا کہ وزیر کو بندی خانے مین لیجاؤ یہ سنکر ایلچی نے زمین خدمت کی چومی
اور تسلیمات کی جب یہ خبر وزیر کے گھر مین گئی تو واویلا مچا اور وہ گھر ماتم سرا ہو گیا اُس وزیر کی
ایک بیٹی تھی برس چودہ پندرہ کی نہایت خوبصورت اور قابل نوشت خواند مین درست وزیر
اُس کو نپٹ پیار کرتا تھا اور عزیز رکھتا تھا چنانچہ اپنے دیوان خانے کے پچھواڑے ایک رنگ محل
اُسکی خاطر بنوا دیا اور لڑکیان عمدون کی اُسکی مصاحبت مین اور خواصین شکیل خدمت مین رہتین
اُن سے ہنسی خوشی کھیلا کودا کرتی اتفاقاً جس دن وزیر کو محبوس خانے مین بھیجا وہ لڑکی اپنی ہجولیون مین
بیٹھی تھی اور خوشی سے گڑیا کا بیاہ رچایا تھا اور ڈھولک پکھاوج لیے ہوے رت جگے کی تیاری کر رہی
تھی اور کڑاہی چڑھا کر گلگلے اور رحم تلتی اور بنا رہی تھی کہ ایکبارگی اُسکی مان روتی پیٹتی
سر کھلے پانون ننگے بیٹی کے گھر مین گئی اور دو ہتھڑ اُس لڑکی کے سر پر ماری اور کہنے لگی کاش کہ
تیرے بدلے خدا اندھا بیٹا دیتا تو میرا کلیجا ٹھنڈا ہوتا اور باپ کا رفیق ہوتا وزیر زادی نے پوچھا
اندھا بیٹھا تمہارے کس کام آتا جو کچھ بیٹا کرتا مین بھی کر سکتی ہون مان نے کہا خاک تیرے سر پر
باپ پر یہ بپتا بیتی ہے کہ بادشاہ کے روبرو کچھ ایسی بات کہی کہ بندی خانے مین قید ہوا اُس نے
پوچھا وہ کیا بات تھی ذرا مین بھی سنون تب وزیر کی قبیلہ نے کہا کہ تیرے باپ نے شاید یہ کہا ہے کہ
نیشاپور مین کوئی سوداگر ہے اُس نے بارہ عدد لعل بے بہا کتے کے پٹے مین ٹانکے ہین بادشاہ کو باور
نہ ہوا اُسے جھوٹا سمجھا اور اسیر کیا آج کے دن بیٹا ہوتا تو ہر طرح سے کوشش کر کے اس بات کو تحقیق کرتا
اور اپنے باپ کا ایرا کرتا اور بادشاہ سے عرض معروض کر کے میرے خاوند کو بندیخانے سے مخلصی دلواتا
وزیر زادی بولی اماں جان تقدیر سے لڑا نہین جاتا چاہیے انسان کو کہ بلاے ناگہانی مین صبر کرے
اور اُمیدوار فضل الٰہی کو رہے وہ کریم ہے مشکل کسو کی اٹکی نہین رکھتا اور رونا دھونا خوب نہین
مبادا دشمن اور طرح بادشاہ کے پاس لگاوین اور نئے سرے چغلی کھاوین کہ باعث زیادہ

خفگی کا ہو بلکہ جہان پناہ کے حق میں دعا کرو ہم آپکے خانہ زاد ہیں وہ ہمارا خداوند ہے وہی مغضب
ہوا ہے وہی مہربان ہوگا اُس لڑکی نے عقلمندی سے ایسی طرح ماں کو سمجھایا کہ کچھ اسکو صبر و قرار آیا جب
اپنے محل میں گئی اور چپکی ہو رہی جب رات ہوئی وزیرزادی نے دادا کو بلایا اُسکے ہاتھ پانوں پڑی
بہت سی منت کی اور رونے لگی اور کہا میں ارادہ رکھتی ہوں کہ اماں جان کا طعنہ مجھپر نہ رہے اور میرا
باپ مخلصی پاوے جو تو میرا رفیق ہو تو نیشاپور کو چلوں اور اُس تاجر کو جس کے کتے کے گلے میں ایسے
لعل بیش بہا دیکھکر جوہری آوے اسکو لیکر آؤں اور اپنے باپ کو چھڑاؤں پہلے تو اُس مرد نے انکار کیا آخر
بہت کہنے سننے سے راضی ہوا تب وزیرزادی نے فرمایا چپکے چپکے اسباب سفر کا درست کرو اور
جنس تجارت کی لائق نذر بادشاہوں کے خرید کرو اور غلام و نوکر چاکر جتنے ضرور ہوں ساتھ ہو لے لیکن
یہ بات کسو پر نہ کھلے دادا نے قبول کیا اور اُس کی تیاری میں لگا جب سب اسباب مہیا ہو گیا اونٹوں اور
خچروں پہ بار کر کر روانہ ہوا اور وزیرزادی بھی لباس مردانہ پہنکر ساتھ جا ملی ہرگز کسو کو گھر میں خبر نہ ہوئی
جب صبح ہوئی وزیر کے گھر میں چرچا ہوا کہ وزیرزادی غائب ہے معلوم نہیں کیا ہوئی آخر بدنامی کے
ڈر سے ماں نے بیٹی کا گم ہونا چھپایا اور وہاں وزیرزادی نے اپنا نام سوداگر بچہ رکھا منزل بمنزل
چلتے چلتے نیشاپور میں پہونچی خوشی بخوشی کاروان سرا میں جا اُتری اور سب اپنا اسباب اُتارا رات
کو رہی فجر کو حمام میں گئی اور پوشاک پاکیزہ جیسی روم کے باشندے پہنتے ہیں پہنی اور شہر کی سیر کے
واسطے نکلی جب آتے آتے چوک میں پہونچی چوراہے پر کھڑی ہوئی ایک طرف دوکان جوہری کی نظر
پڑی کہ بہت سے مال کا ڈھیر لگ رہا ہے اور غلام لباس فاخرہ پہنے ہوئے دست بستہ کھڑے ہیں اور
ایک شخص جو سردار ہے برس پچاس ایک کی اسکی عمر ہے طالع مندوں کی سی خلعت اور نیمہ آستین
پہنے ہوئے اور کئی مصاحب باوضع نزدیک اُسکے کرسیوں پر بیٹھے ہیں اور آپس میں باتیں کر رہے ہیں
وزیرزادی جس نے اپنے تئیں سوداگر بچہ مشہور کیا تھا اُسے دیکھکر متعجب ہوئی اور دل میں یہ سمجھکر
خوش ہوئی کہ خدا جھوٹ نہ کرے جس سوداگر کا میرے باپ نے بادشاہ سے مذکور کیا ہے
اغلب ہے کہ یہی ہو بار خدایا اُس کا احوال مجھپر ظاہر کر اتفاقاً ایک طرف جو دیکھا تو ایک دوکان ہے
اُس میں دو پنجرے آہنی لٹکتے ہیں اور اُن دونوں میں دو آدمی قید ہیں اُن کی مجنوں کی سی صورت
ہو رہی ہے کہ چرم و استخوان باقی ہے اور سر کے بال و ناخن بڑھ گئے سر اوندھائے بیٹھے ہیں اور
دو حبشی بہیئت مسلح دونوں طرف کھڑے ہیں سوداگر بچے کو اچنبھا آیا لاحول پڑھکر دوسری طرف
جو دیکھا تو ایک طرف دوکان میں غالیچے بچھے ہیں اُن پر ایک چوکی ہاتھی دانت کی اُس پر گدیلا

مخمل کا پٹا ہوا اُس پر ایک کتا جواہر کا پٹا گلے مین ڈالے سونے کی زنجیر سے بندھا ہوا بیٹھا ہے اور دو غلام
امرد خوبصورت اُسکی خدمت کر رہے ایک تو مورچھل چڑاؤ دستے کا لیے جھلتا ہے اور دوسرا رومال
تارکشی کا ہاتھ مین لیکر منھ اور پانوٗن اُسکا پونچھ رہا ہے سوداگر بچے نے خوب غور کرکے جو دیکھا تو پٹے
مین کتے کے بارھون والے لعل کے جیسے سُنے تھے موجود ہین شکر خدا کا کیا اور فکر مین گیا کہ کس
صورت سے ان لعلون کو بادشاہ پاس لیجاؤن اور دکھا کر اپنے باپ کو چھڑاؤن یہ تو اُس
حیرانی مین تھا اور خلقت چوک اور رستے کی اُسکا حُسن و جمال دیکھکر حیران تھی اور ہکا بکا ہو رہی
تھی سب آدمی آپس مین یہ چرچا کر رہے تھے کہ آج تک اس صورت و شبیہ کا انسان نظر نہین آیا
اُس خواجہ نے بھی دیکھا تو ایک غلام کو بھیجا کہ تو جا کر بمنت اس سوداگر بچے کو میرے پاس بلا لا وہ غلام
آیا اور خواجہ کا پیام لایا کہ اگر مہربانی فرمایئے تو ہمارا خداوند صاحب کا مشتاق ہے چل کر ملاقات
کیجیے سوداگر بچہ تو یہ چاہتا ہی تھا بولا کیا مضائقہ جون ہی خواجہ کے نزدیک آیا اور اسپر خواجہ کی
نظر پڑی ایک برچھی عشق کی سینے مین گڑی تعظیم کی خاطر سرو قد اُٹھا لیکن حواس باختہ سوداگر بچے
نے دریافت کیا کہ اب یہ دام مین آیا آپس مین بغلگیر ہوئے خواجہ نے سوداگر بچے کی پیشانی کو بوسہ
دیا اور اپنے برابر بٹھایا بہت سا تملق کرکے پوچھا کہ اپنے نام و نسب سے مجھے آگاہ کر کہان سے
آنا ہوا اور کہان کا ارادہ ہے سوداگر بچہ بولا کہ اس کمترین کا وطن روم ہے اور قدیم سے
استنبول زادبوم ہے میرے قبلہ گاہی سوداگر ہین اب بہ سبب پیری کے طاقت سیر و سفر کی نہ رہی
اسواسطے مجھے رخصت کیا ہے کہ کاروبار تجارت کا سیکھون آج تک مین نے قدم گھر سے
نہ نکالا تھا یہ پہلا ہی سفر درپیش ہوا دریا کی راہ سے ہوا اُنہ پڑا خشکی کی طرف سے قصد کیا لیکن اس
عجم کے ملک مین آپکے اخلاق اور خوبیون کا جو شور ہے مخض صاحب کی ملاقات کی آرزو مین یہانتک
آیا ہون بارے فضل الٰہی سے خدمت شریف مین مشرف ہوا اور اُس سے زیادہ پایا تمنا دل
کی برآئی خدا سلامت رکھے اب یہان سے کوچ کرونگا یہ سنتے ہی خواجہ کے عقل و ہوش جاتے رہے
بولا کہ اے فرزند ایسی بات مجھے نہ سُناؤ کوئی دن غریب خانہ مین کرم فرماؤ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ تمھارا اسباب
اور نوکر چاکر کہان ہین سوداگر بچے نے کہا کہ مسافر کا گھر سرا ہی انھین وہان چھوڑ کر مین آپ کے
پاس آیا ہون خواجہ نے کہا بھٹیارخانے مین رہنا مناسب نہین میرا اس شہر مین اعتبار ہے اور
بڑا نام ہے جلد انھین بلوا لو مین ایک مکان تمھارے اسباب کے لیے خالی کر دیتا ہون جو کچھ
جنس لائے ہو دیکھون ایسی تدبیر کرونگا کہ بہین تمھین بہت سا نفع ملے گا تم بھی خوش ہوگے اور

سفر کے ہر طرح سے بچ گئے اور تھوڑے بھی چند روز رہنے سے احسانمند کروگے سوداگر بچے نے بہتیرا
دل سے عذر کیا لیکن خواجہ نے پذیرا نہ کیا اور اپنے گماشتے کو فرمایا کہ باربردار جلد بھیجو اور کاروانسرا
سے ان کا اسباب منگوا کر فلانے مکان میں رکھوا دو سوداگر بچے نے ایک زنگی غلام اپنا اسکے
ساتھ کر دیا کہ سب مال و متاع لے جا کر رکھ دے آؤ اور آپ شام تک خواجہ کے ساتھ بیٹھا رہا جب گذری
کا وقت ہو چکا اور دوکان بڑھائی خواجہ گھر کو چلا تب دونوں غلاموں میں سے ایک نے کتے کو
بغل میں لیا دوسرے نے کرسی اور قالیچہ اٹھا لیا اور دونوں حبشی غلاموں نے ان پنجروں کو فرد فرد ان
کے سر پر دھر دیا اور آپ پانچوں ہتھیار باندھے ساتھ ہوئے خواجہ سوداگر بچے کا ہاتھ میں ہاتھ لیے باتیں
کرتا ہوا حویلی میں آیا سوداگر بچے نے دیکھا کہ مکان عالیشان لائق بادشاہوں امیروں کے ہے سب
جب نہر فرش چاندنی کا بچھا ہو اور مسند کے روبرو اسباب عیش کا چنا ہو کتے کی مسند بھی اسی جگہ بچھائی گئی
اور خواجہ سوداگر بچے کو لیکر بیٹھا بے تکلف تواضع شراب کی کی دونوں پینے لگے جب سرخوش ہوئے تب
خواجہ نے کھانا مانگا دسترخوان بچھا اور دنیا کی نعمت چنی گئی پہلے ایک لنگری میں کھانا لیکر سرپوش
طلائی ڈھانپ کر کتے کے واسطے لے گئے اور ایک دسترخوان زربفت کا بچھا کر اسکے آگے
دھر دیا کتے نے مسند سے نیچے اتر جتنا چاہا اتنا کھا لیا اور سونے کی لگن میں پانی پیا چوکی پر جا
بیٹھا غلاموں نے رومال سے ہاتھ منھ اسکا پاک کیا پھر اس طباق اور لگن کو غلام پنجروں کے
نزدیک لے گئے اور خواجہ سے کنجیاں مانگ کر قفل قفسوں کے کھول کر ان دونوں انسانوں کو باہر
نکالا اور کئی سونٹے مار کر کتے کا جوٹھا انہیں کھلایا اور وہی پانی پلایا پھر تالے بند کر کنجیاں خواجہ کے
حوالے کیں جب یہ سب ہو چکا تب خواجہ نے آپ کھانا شروع کیا سوداگر بچے کو یہ حرکت پسند نہ آئی
گھن کھا کر ہاتھ کھانے میں نہ ڈالا ہر چند خواجہ نے منت کی پر اس نے انکار ہی کیا تب خواجہ نے سبب
اس کا پوچھا کہ تم کیوں نہیں کھاتے سوداگر بچے نے کہا کہ یہ حرکت تمہاری اپنے تئیں بدنما معلوم
ہوئی اس لیے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور کتا نجس العین ہے پس خدا کے دو بندوں کو
کتے کا جوٹھا کھلانا کس ملت اور مذہب میں روا ہے فقط یہ غنیمت نہیں جانتے کہ وہ تمہاری قید میں
ہیں نہیں تو تم اور وہ برابر ہیں اب مجھے تئیں شک آیا کہ تم مسلمان نہیں کیا جانوں کون ہو کتے کو
پوجتے ہو تو مجھے تمہارا کھانا کھانا مکروہ ہے جب تلک یہ شبہہ دل سے دور نہ ہو خواجہ نے کہا کہ
اے بابا جو کچھ تو کہتا ہے میں سب سمجھتا ہوں اور اسی خاطر بدنام ہوں کہ اس شہر کی خلقت نے
میرا نام خواجہ سگ پرست رکھا ہے اسی طرح پکارتے ہیں اور مشہور کیا ہے لیکن خدا کی لعنت

کافرون اور مشرکون پر ہو جیو کلمہ پڑھا سوداگر بچے کی خاطر جمع کی تب سوداگر بچہ نے پوچھا اگر مسلمان
ہو تو اسکا کیا باعث ہے کہ ایسی حرکت کر کے اپنے تئین بدنام کیا ہو خواجہ نے کہا اے فرزند نام میرا
بدنام ہے اور دو گنا محصول شہر مین بھرتا ہون اسی واسطے کہ یہ بھید کسو پر ظاہر نہ ہو عجب ماجرا ہی کہ جو کوئی
سنے سوائے غم اور غصے کے اُسے اور کچھ حاصل نہ ہو تو بھی مجھے معاف رکھو کہ نہ مجھ مین قدرت کہنے
کی اور نہ تجھ مین طاقت سننے کی رہے گی سوداگر بچے نے اپنے دل مین غور کی کہ مجھے اپنے کام سے
کام ہے کیا ضرور ہے جو ناحق مین زیادہ مجوز ہون بولا خیر اگر لائق کہنے کے نہین ہی تو نہ کہیے کھانے مین
ہاتھ ڈالا اور نوالہ اُٹھا کر کھانے لگا دو مہینے تلک اس ہوشیاری اور عقلمندی سے سوداگر بچے نے
خواجہ کے ساتھ گذران کی کہ کسو پر ہرگز نہ کھلا کہ یہ عورت ہے سب یہی جانتے تھے کہ مرد ہی اور خواجہ کو
روز بروز ایسی محبت زیادہ ہوئی کہ ایک دم اپنی آنکھون سے جُدا نہ کرتا ایک دن عین مے نوشی کی
صحبت مین سوداگر بچے نے رونا شروع کیا خواجہ نے دیکھتے ہی خاطرداری کی اور رومال سے آنسو
پونچھنے لگا اور سبب گریے کا پوچھا سوداگر بچے نے کہا اے قبلہ کیا کہون کاشکے تمھاری خدمت مین
بندگی نہ پیدا کی ہوتی اور یہ شفقت جو صاحب میرے حق مین کرتے ہین نہ کرتے تو بہت اچھا ہوتا
اب دو مشکلین میرے تئین پیش آئی ہین نہ تمھاری خدمت سے جدا ہونے کو جی چاہتا ہے اور نہ رہنے کا
اتفاق یہان ہو سکتا ہے اب جانا ضرور ہوا لیکن آپ کی جُدائی سے اُمید زندگی کی نظر نہین آتی
یہ سنکر خواجہ بے اختیار ایسا رونے لگا کہ ہچکی بندھ گئی اور بولا کہ اے نور چشم ایسی جلدی اپنے اس بوڑھے
خادم سے سیر ہو گئے کہ اسے دلگیر کیے جاتے ہو قصد روانہ ہونے کا دل سے دور کرو جب تک
میری زندگی ہے۔ رہو تمھاری جُدائی سے ایک دم مین جیتا نہ رہونگا بغیر اجل کے مر جاؤنگا
اور اس ملک فارس کی آب و ہوا بہت خوب اور موافق ہی بہتر تو یون ہی کہ آدمی معتبر بھیجکر اپنے
والدین کو مع اسباب یہین بلوا لو جو کچھ سواری باربرداری درکار ہو مین موجود کر دیتا ہون جب ماں باپ
تمھارے اور گھر بار سب آئین اپنی خوشی سے کاروبار تجارت کا کیا کرو مین نے بھی اس عمر مین زمانے
کی بہت سختیان کھینچی ہین اور ملک ملک پھرا ہون اب بوڑھا ہوا فرزند نہین رکھتا ہون تجھے بہتر
اپنے بیٹے سے جانتا ہون اور اپنا ولیعہد و مختار کرتا ہون میرے کارخانے سے بھی ہوشیار اور خبردار
رہیو جبتک جیتا ہون ایک ٹکڑا کھانے کو اپنے ہاتھ سے دو جب مر جاؤنگا گاڑ تو پ دیجیو اور سب مال و
متاع لے لیجیو تب سوداگر بچے نے جواب دیا کہ واقعی صاحب نے زیادہ ماں باپ سے میری غمخواری اور خاطرداری کی
کہ مجھے ماں باپ بھول گئے لیکن اس عاصی کے والد نے ایک سال کی رخصت دی تھی اگر دیر لگاؤنگا

تو وہ اس پیری مین روتے روتے مرجاوینگے پس رضامندی پدر کی خوشنودی خدا کی ہے اگر وہ
مجھسے ناراض ہووینگے تو مین ڈرتا ہون کہ شاید بددعا کرین کہ دونون جہان مین خدا کی رحمت سے
محروم رہون ایسا آپ کی یہی شفقت ہے کہ بندے کو حکم کیجیے کہ فرمانا قبلہ گاہ کا بجا لاوے اور حق پدری
مجھسے ادا ہووے اور صاحب کی توجہ کا ادا شکر جب تلک دم مین دم ہے میری گردن پر ہے اگر
اپنے ملک مین جاؤنگا تو ہر دم دل و جان سے یاد کیا کرونگا خدا مسبب الاسباب ہے شاید پھر کوئی ایسا
سبب ہو کہ قدمبوسی حاصل کرون غرض سوداگر بچے نے ایسی ایسی باتین نون مرچین لگا کر خواجہ کو سنائین
کہ وہ بیچارہ ناچار ہو کر ہونٹھ چاٹنے لگا از بسکہ اُس پر شیفتہ اور فریفتہ ہو رہا تھا کہنے لگا اگر تم نہین رہتے
تو مین بھی تمھارے ساتھ چلتا ہون مین تجھکو اپنی جان کے برابر جانتا ہون پس جب جان چلی جاوے
تو خالی بدن کس کام آوے اگر تو اسی مین رضامند ہے تو چل اور مجھے بھی لیچل سوداگر بچے نے یہ کہکر
اپنی بھی تیاری سفر کی کرنے لگا اور گماشتون کو حکم کیا کہ باربرداری کی فکر جلدی کرو جب خواجہ کے
چلنے کی خبر مشہور ہوئی وہان کے سوداگرون نے سنکر سب نے تہیہ سفر کا کیا خواجہ سگ پرست کر
گنج اور جواہر بیشمار نوکر اور غلام انگنت رکھتا تھا اسباب شاہانہ بہت سا ساتھ لیکر شہر کے باہر تنبو
اور قنات اور بے چوبے اور سراپردے اور کندرے کھڑے کروا کر ان مین داخل ہوا جتنے تجار تھے اپنی اپنی
لیاقت کے موافق مال سوداگری کا لیکر ہمراہ ہوے بجاے خود ایک لشکر ہو گیا ایک دن جوگنی کو پیٹھ دے کر
وہان سے کوچ کیا ہزارون اونٹون پر شلیتے اسباب کے اور خچرون پر صندوق نقد اور جواہر کے لادکر پیچھے
غلام دست قبچاق اور زنگ و روم کے مسلح صاحب شمشیر تازی و ترکی و عراقی و عربی گھوڑون پر
چڑھکر چلے سب کے پیچھے خواجہ اور سوداگر بچہ خلعت فاخرہ پہنے سکھپال پر سوار اور ایک تخت بغدادی
اونٹ پر کسا اُس پر کتا مسند پر سوتا ہوا اور ان دونون قیدیون کے قفس ایک شتر پر لٹکاے ہوئے
روانہ ہوئے جس منزل مین پہنچتے سب سوداگر خواجہ کی بارگاہ مین آکر حاضر ہوتے اور دسترخوان پر
کھانا کھاتے اور شراب پیتے خواجہ سوداگر بچے کے ساتھ ہونے کی خوشی مین شکر خدا کا کرتا اور کوچ
بکوچ چلا جاتا تھا بارے بخیر و عافیت قسطنطنیہ کے نزدیک آپہونچے باہر شہر کے مقام کیا سوداگر بچے
نے کہا اے قبلہ اگر رخصت دیجیے تو مین جا کر ماں باپ کو دیکھون اور مکان صاحب کے واسطے خالی کرون
جب مزاج سامی مین آوے شہر مین داخل ہوجیے خواجہ نے کہا تمھاری خاطر مین یہان آیا اچھا جلد
مل چل کر میرے پاس آؤ اور اپنے نزدیک میرے اترنے کو مکان دو سوداگر بچہ رخصت ہو کر اپنے گھر
مین آیا سب وزیر کے محل کے آدمی حیران ہوئے کہ یہ مردوا کون گھر مین گھس آیا سوداگر بچہ

یعنی بیٹی وزیر کی اپنی مان کے پانون پر جا گری اور رو دی اور بولی کہ مین تمھاری جائی ہون سنتے ہی وزیر کی بیگم گالیان دینے لگی کہ اے تری تو بیٹی ہشتاہ ہو نکلی اپنا منھ تو نے کالا کیا اور خاندان کو رسوا کیا ہم تو تیری جان کو رو پیٹ کر صبر کر کے تجھ سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے جا دفع ہو تب وزیرزادی نے سر پر سے پگڑی اتار کر پھینک دی اور بولی ای اماجان بری جگہ نہین گئی کچھ بد کام نہین کیا مگر بموجب تمھارے فرمانے کے بابا کو قید سے چھڑانے کی خاطر یہ سب فکر کی الحمد للہ کہ تمھاری دعا کی برکت سے اور اللہ کے فضل سے پورا کام کر کے آئی ہون کہ نیشاپور سے اُس سوداگر کو مع کتے کے جسکے گلے مین وہ لعل پڑے ہین اپنے ساتھ لائی ہون اور آپ کی امانت مین بھی خیانت نہین کی سفر کے لیے مردانہ بھیس کیا ہے اب ایک روز کا کام باقی ہے وہ کر کے قبلہ گاہ کو بندی خانے سے چھڑاتی ہون اور اپنے گھر مین آتی ہون اگر حکم ہو تو پھر جاؤن اور ایک روز باہر رہکر خدمت مین آؤن جب مان نے خوب معلوم کیا کہ میری بیٹی نے مردون کا کام کیا اور اپنے تئین سب طرح سلامت اور محفوظ رکھا ہے خدا کی درگاہ مین شکر گذاری کی اور خوش ہو کر بیٹی کو چھاتی سے لگا لیا اور منھ چوما بلائین لین دعائین دین اور رخصت کیا اور کہا جو تو مناسب جان سو کر میری خاطر جمع ہوئی وزیرزادی پھر سوداگر بچہ بنکر خواجہ سگ پرست کے پاس چلی وہان خواجہ کو جدائی اُس کی ازبسکہ شاق ہوئی تھی بے اختیار ہو کر کوچ کیا اتفاقاً نزدیک شہر کے ادھر سے سوداگر بچہ جاتا تھا اور ادھر سے خواجہ آتا تھا عین راہ مین ملاقات ہوئی خواجہ نے دیکھتے ہی کہا بابا مجھ بوڑھے کو اکیلا چھوڑ کر کہان گیا تھا سوداگر بچہ بولا آپ سے اجازت لیکر اپنے گھر گیا تھا آخر ملازمت کے اشتیاق نے وہان رہنے نہ دیا آکر حاضر ہوا شہر کے دروازے پر دریا کے کنارے ایک باغ سایہ دار دیکھ کر خیمہ استادہ کیا اور وہین اترے خواجہ اور سوداگر بچہ باہم بیٹھکر شراب اور کباب پینے اور کھانے لگے جب عصر کا وقت ہوا سیر و تماشے کی خاطر مسندلیون پر بیٹھے اتفاقاً ایک قراول بادشاہی ادھر آنکلا اُنکا لشکر اور نشست و برخاست دیکھ کر اچنبھے مین ہو رہا اور دل مین کہا شاید ایلچی کسی بادشاہ کا آیا ہے کھڑا تماشا دیکھتا رہا خواجہ کے شاطر نے اُسکو آگے بلایا اور پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین بادشاہ کا میر شکار ہون شاطر نے خواجہ سے اُسکا احوال کہا خواجہ نے ایک غلام کافری کو کہا کہ بازدار سے کہہ کہ ہم مسافر ہین اگر جی چاہے تو آؤ بیٹھو قہوہ قلیان حاضر ہے جب میر شکار نے نام سوداگر کا سنا زیادہ متعجب ہوا غلام کے ساتھ خواجہ کی مجلس مین آیا لوازم اور شان و شوکت اور سپاہ و غلام دیکھے خواجہ اور سوداگر بچے کو سلام کیا اور مرتبہ سگ کا دیکھ کر اُسکے ہوش جاتے رہے ہکا بکا سا ہو گیا خواجہ نے اُسے بٹھلا کر قہوے کی ضیافت کی قراول نے نام و نشان خواجہ کا

پہنچا جب رخصت مانگی خواجہ نے کئی تھان اور تحفے اسے دیکر اجازت دی صبح کو جب میرے آگے
دربار میں حاضر ہوا بادشاہ باتوں سے خواجہ اور سوداگر بچہ کا ذکر کرنے لگا رفتہ رفتہ مجھکو خبر ہوئی میر شکار کو
میں نے روبرو طلب کیا وہ سوداگر کا حال پوچھا اس نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا سننے سے کتے کے
تجمل اور دو آدمیوں کے پنجرے میں قید ہونے کے مجھکو خفگی آئی میں نے فرمایا وہ مردود تاجر وجہ بے قتل
ہے نسقچیوں کو حکم کیا کہ جلد جا کر اس بدبین کا سر کاٹ لاؤ قضا کار وہی ایلچی فرنگ کا دربار میں حاضر
تھا مسکرایا مجھے اور بھی غضب زیادہ ہوا فرمایا کہ اسکے بے ادب بادشاہوں کے حضور میں بے سبب
دانت کھولنے ادب سے باہر ہے بے محل ہنسی سے رونا بہتر اسنے التماس کیا جہان پناہ اسوقت کئی باتین
خیال میں گذرین لہذا فدوی متبسم ہوا پہلے یہ کہ وزیر سچا ہوا اب قید خانے سے رہائی پاویگا دوسرے یہ کہ
بادشاہ خون ناحق سے اس وزیر کے بچے تیسرے یہ کہ قبلۂ عالم نے بے سبب و بے تقصیر اس سوداگر کو
حکم قتل کا کیا ان حرکتوں سے تعجب آیا کہ بے تحقیق ایک بیوقوف کے کہنے سے آپ ہر کسی کو حکم قتل کا
کرتے ہیں خدا جانے فی الحقیقت اس سوداگر کا حال کیا ہے اسے حضور میں طلب کیجیئے اور
اس کی واردات پوچھیے اگر تقصیروار ٹھہرے آپ مختار ہین جو مرضی مین آوے اس سے
وہ سلوک کیجیے جب ایلچی نے اس طرح سمجھایا مجھے بھی وزیر کا کہنا یاد آیا فرمایا جلد سوداگر کو
اسکے بیٹے کے ساتھ اور وہ سگ اور قفس حاضر کرو قورچی اسکے بلانے کو دوڑے اور

ایک دم مین سب کو حضور مین لے آئے مین نے روبرو طلب کیا پہلے خواجہ اور اُسکا پسر آیا دونون لباس فاخرہ
پہنے ہوئے سوداگر بچے کا جمال دیکھنے سے سب اعلیٰ ادنیٰ حیران اور بھچک ہوئے ایک خوان طلائی جواہر
سے بھرا ہوا کہ ہر ایک رقم کی جوت نے سارے مکان کو روشن کر دیا سوداگر بچہ ہاتھ مین لے آیا
اور میرے تخت کے آگے نچھاور کیا آداب کورنشات بجا لاکر کھڑا ہوا خواجہ نے بھی زمین چومی اور دعا
کرنے لگا اس گویائی سے بولتا تھا گویا بلبل ہزار داستان ہے مین نے اُسکی لیاقت کو بہت
پسند کیا لیکن عتاب کی رو سے کہا اے شیطان آدمی کی صورت تو نے یہ کیا جال پھیلایا ہے اور
اپنی راہ مین کنوان کھدوا ہے تیرا کیا دین ہے اور یہ کون آئین ہے تو کس پیغمبر کی اُمت سے ہے اگر کافر
بھی ہے تو یہ کیسی ہمت ہے اور تیرا کیا نام ہے کہ تیرا یہ کام ہے اُسنے کہا کہ قبلۂ عالم کی عمر و دولت بڑھتی
رہے غلام کا دین یہ ہے کہ خدا واحد ہے اُس کا کوئی شریک نہین اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہون اور اُن کے بعد حضرات چاریار اور بارہ امام کو پیشوا جانتا ہون اور
آئین میرا یہ ہے کہ پانچون وقت کی نماز پڑھتا ہون اور روزہ رکھتا ہون حج بھی کر آیا ہون اور
اپنے مال سے خمس زکوٰۃ دیتا ہون اور مسلمان کہلاتا ہون لیکن ظاہر مین یہ سارے عیب جو مجھ مین
بھرے ہین جنکے سبب سے آپ ناخوش ہوئے ہین اور خلق اللہ مین بدنام ہو رہا ہون اُسکا
ایک باعث ہے کہ ظاہر نہین کر سکتا ہر چند سگ پرست مشہور ہون اور مضاعف محصول
دیتا ہون سب قبول کیا ہے پر دل کا بھید کسی سے نہین کہتا اس بہانے سے میرا غصہ
زیادہ ہوا اور کہا تو مجھے باتون مین پھسلاتا ہے مین نہین ماننے کا جب تک اپنی اس گمراہی کی
دلیل معقول عرض نہ کرے کہ میرے دلنشین ہو تب تو جان سے بچے گا نہین تو اُس کے
قصاص مین تیرا پیٹ چاک کر دون گا تو سب کو عبرت ہو کہ بار دیگر کوئی دین محمدی مین رخنہ نہ کرے
خواجہ نے کہا ای بادشاہ مجھ کمبخت کے خون سے درگذر کر اور جتنا مال میرا ہے کہ گنتی اور شمار سے
باہر ہے سب کو ضبط کر لے اور مجھے اور میرے بیٹے کو اپنے تخت سے تصدق کر کے چھوڑ دے
اور جان بخشی کر مین نے تبسم کر کے کہا اے بیوقوف اپنے مال کی طمع مجھے دکھاتا ہے سوا سچ بولنے
کے اب تیری خلصی نہین یہ سنتے ہی خواجہ کی آنکھون سے بے اختیار آنسو ٹپکنے لگے اور اپنے بیٹے
کی طرف دیکھ کر ایک آہ بھری اور بولا مین تو بادشاہ کے روبرو گنہگار ٹھہر مارا جاؤن گا اب کیا کرون
تجھے کسکو سونپون مین نے ڈانٹا کہ اے مکار لیپا اب عذر بہت کیے جو کہنا ہے جلد کہہ تب تو اُس
جوانے قدم بڑھا کر تخت کے پاس آ کر پاے تخت کو بوسہ دیا اور بہت خوشامد کرنے لگا اور بولا کہ اے

شہنشاہ اگر حکم قتل میرے حق میں نہ ہوتا تو سب سیاستیں سہتا اور اپنا ماجرا نہ کہتا لیکن جان سب کو عزیز ہے کوئی آپ سے کنوئیں میں نہیں گرتا پس جان کی محافظت واجب ہے اور ترک واجب کا خلاف حکم خدا کے ہے خیر جو مرضی مبارک یہی ہے تو سرگذشت اس پرتقصیر کی سنیے پہلے حکم ہو کہ وہ دونوں قفس جن میں دو آدمی قید ہیں حضور میں لا کر رکھیں میں اپنا احوال کہتا ہوں اگر کہیں جھوٹ کہوں تو ان سے پوچھ کر مجھے قائل کیجیے اور انصاف فرمائیے مجھے یہ بات اس کی پسند آئی پنجروں کو منگوا کر ان دونوں کو نکلوا کر خواجہ کے پاس کھڑا کیا خواجہ نے

قصۂ خواجۂ سگ پرست کا

کہا اے بادشاہ یہ مرد جو دہنی طرف ہے غلام کا بڑا بھائی ہے اور جو بائیں کو کھڑا ہے منجھلا برادر ہے میں ان دونوں سے چھوٹا ہوں میرا باپ ملک فارس میں سوداگر تھا میں جب چودہ برس کا ہوا قبلہ گاہ نے رحلت کی جب تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی اور پھول اٹھا چکے ایک روز ان دونوں بھائیوں نے مجھ سے کہا اب باپ کا مال جو کچھ ہے تقسیم کر لیں جسکا دل جو چاہے سو کام کرے میں نے سنکر کہا اے بھائیو یہ کیا بات ہے میں تمھارا غلام ہوں بھائی چارے کا دعویٰ نہیں رکھتا ایک باپ مر گیا تم دونوں میرے پدر کی جگہ میرے سر پر قائم ہو ایک نان خشک چاہتا ہوں جس میں زندگی بسر کروں اور تمھاری خدمت میں حاضر رہوں مجھے حصے بخرے سے کیا کام ہے تمھارے آگے کے جھوٹے سے اپنا پیٹ بھر لونگا اور تمھارے پاس رہونگا میں لڑکا ہوں کچھ پڑھا لکھا بھی نہیں مجھ سے کیا ہو سکے گا ابھی تم مجھے تربیت کرو یہ سنکر جواب دیا کہ تو چاہتا ہے کہ اپنے ساتھ ہمیں بھی خراب اور محتاج کرے میں چپکا ایک گوشے میں جا کر رونے لگا پھر دل کو سمجھایا کہ بھائی آخر بزرگ ہیں میری تعلیم کی خاطر چشم نمائی کرتے ہیں کہ کچھ سیکھے اسی فکر میں سو گیا صبح کو ایک پیادہ قاضی کا آیا اور مجھے دار الشرع میں لے گیا وہاں دیکھا تو یہی دونوں بھائی حاضر ہیں قاضی نے کہا کیوں اپنے باپ کا ورثہ بانٹ چونٹ نہیں لیتا ہے میں نے گھر میں جو کہا تھا وہاں بھی جواب دیا بھائیوں نے کہا اگر تو یہ بات اپنے دل سے کہتا ہے تو ہمیں لا دعویٰ لکھ دے کہ باپ کے مال و اسباب سے کچھ علاقہ نہیں تب بھی میں یہی سمجھا کہ یہ دونوں میرے بزرگ ہیں میری نصیحت کے واسطے کہتے ہیں کہ باپ کا مال لے کر بیجا تصرف نہ کرے بموجب ان کی مرضی کے فارغ خطی بمہر قاضی میں نے لکھ دی یہ راضی ہوئے میں گھر میں آیا دوسرے دن مجھ سے کہنے لگے اے بھائی یہ مکان جس میں تو رہتا ہے ہمیں درکار ہے

تو اپنی بودوباش کی خاطر اور جگہ لیکر جا رہے تب مین نے دریافت کیا کہ یہ باپ کی حویلی مین بھی رہتے سے خوش نہین ناچار ارادہ اُٹھ جانے کا کیا جہان پناہ جب میرا باپ جیتا تھا تو جس وقت سفر سے آتا ہر ایک ملک کا تحفہ بطریق سوغات کے لاتا اور مجھے دیتا اسواسطے کہ چھوٹے بیٹے کو ہر کوئی زیادہ پیار کرتا ہے مین نے اُن کو بیچ بیچ کر تھوڑی سی اپنی رنج کی پونجی بہم پہونچائی تھی اُسی سے کچھ خرید و فروخت کرتا ایک بار ایک لونڈی میری خاطر ترکستان سے میرا باپ لایا اور ایک دفعہ گھوڑے لیکر آیا اُن مین سے ایک بچھیرا ناکند کہ ہونہار تھا وہ بھی مجھے دیا مین اپنے پاس سے دانہ گھاس اُسکا کرتا تھا آخر اُن کی بیمروتی دیکھ اُسے بیچکر ایک حویلی خرید کی وہان جا رہا یہ کتا بھی میرے ساتھ چلا آیا واسطے ضروریات کے اسباب خانہ داری کا جمع کیا اور دو غلام خدمت کی خاطر مول لیے اور باقی پونجی سے ایک دوکان بزازی کی کر کے توکل پر بیٹھا اپنی قسمت پر راضی تھا اگرچہ بھائیون نے بدخلقی کی پر خدا جو مہربان ہوا تین برس کے عرصے مین ایسی دوکان جمی کہ مین صاحب اعتبار ہوا سب سرکارون مین جو تحفہ ضرور ہوتا میری ہی دوکان سے جاتا اس پر بہت سے روپیے کمائے اور نہایت فراغت سے گذرانے لگا ہر دم جناب باری مین شکرانہ کرتا اور آرام سے رہتا یہ کبت اکثر اپنے احوال پر پڑھتا

کبت روٹھے کیون نہ راجا وائین کچھو ناہین کاجا ایک تو سے مہارا جا اور کون کو سراہیے ٭ روٹھے کیون نہ بھائی واتین کچھو نہ بسائی ایک تو ہی ہے سہائی اور کون پاس جائیے ٭ روٹھے کیون نہ ستر ستر آٹھون جام ایک رام رسے چرن کے پنہہ کو نہ چاہیے ٭ سنساری روٹھا ایک تو نہ ہے الوٹھا سب جو بین سے انگو ٹھا ایک تو نہ روٹھا چاہیے ٭

اتفاقاً جمعے کے روز مین اپنے گھر مین بیٹھا تھا کہ ایک غلام میرا جو سودے سلف کو بازار گیا تھا بعد ایک دم کے روتا ہوا آیا مین نے سبب پوچھا کہ تجھے کیا ہوا خفا ہو کر بولا کہ تمھین کیا کام ہے تم خوشی مناؤ لیکن قیامت مین کیا جواب دوگے مین نے کہا اسے حبشی کیا ایسی بلا تجھ پر نازل ہوئی اُسنے کہا یہ سبب ہے کہ تمھارے بڑے بھائیون کی چوک کے چوراہے مین ایک یہودی نے مشکین باندھی ہین قمچیان مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میرے روپیے تم نہ دوگے تو مارتے مارتے مار ہی ڈالون گا بھلا مجھے ثواب تو ہوگا پس تمھارے بھائیون کی یہ نوبت اور تم بیفکر ہو یہ بات اچھی نہین ہے لوگ کیا کہین گے یہ بات غلام سے سنتے ہی لہو نے جوش کیا ننگے پانون بازار کی طرف دوڑا اور غلامون کو کہا جلد روپیے لیکر آؤ جو مین وہان گیا دیکھا تو جو کچھ غلام نے کہا تھا سچ ہے اُنپر مار پڑ رہی ہے حاکم کے پیادون سے کہا واسطے خدا کے نہ مارو ذرا ٹھہرو مین یہودی سے پوچھون کہ ایسی کیا تقصیر کی ہے جسکے بدلے یہ تعزیر دی ہے

یہ لکھوں میں یہودی کے نزدیک گیا اور کہا آج روزنامہ دینا ہے ان کو کیوں تو قریب شلاق کر رہا ہے اسنے جواب دیا اگر حمایت کرتے ہو تو پوری کر وان کے عوض روپیے حوالے کرو نہیں اپنے گھر کی راہ لو میں نے کہا کیسے روپیے دستاویز نکال میں روپیے گن دیتا ہوں اُسنے کہا تمسک حاکم کے پاس دے آیا ہوں اُس میں میرے دونوں غلام دو ہزار روپیے لیکر آئے ہزار روپیے میں نے یہودی کو دیئے اور بھائیوں کو چھڑایا اُن کی یہ صورت ہو رہی تھی کہ بدن سے ننگے اور بھوکے پیاسے اپنے ہمراہ گھر میں لایا وہیں حمام میں نہلوایا نئی پوشاک پہنائی کھانا کھلایا ہرگز اُن سے یہ نہ کہا کہ اتنا مال باپ کا تم نے کیا کیا کہ شاید شرمندہ ہوں اے بادشاہ یہ دونوں موجود ہیں پوچھیے سچ کہتا ہوں یا کوئی بات جھوٹ بھی ہے خیر جب کئی دن میں ماس کی کلفت سے بحال ہوئے ایک روز میں نے کہا اے بھائیو اب اس شہر میں تم بےاعتبار ہو گئے بہتر یہ ہے کہ چند روز سفر کرو یہ سُنکر چپ ہو رہے میں نے معلوم کیا کہ راضی ہیں سفر کی تیاری کرنے لگا پالکی پیتل بار برداری اور سواری کی فکر کر کے بیس ہزار روپیے کی جنس تجارت کی خرید کی ایک قافلہ سوداگروں کا بخارا کو جاتا تھا اُن کے ساتھ کر دیا بعد ایک سال کے وہ کاروان پھر آیا اُن کی خیر خبر کچھ نہ پائی آخر ایک آشنا سے قسمیں دے کر پوچھا اُس نے کہا جب بخارا میں گئے ایک نے جوئے خانہ میں اپنا تمام مال ہار دیا اب وہاں کی جاروب کشی کرتا ہے اور پھڑ کو لیپتا پوتتا ہے جواری جمع ہوتے ہیں اُن کی خدمت کرتا ہے وہ بطریق خیرات کے کچھ دیتے ہیں وہاں کا گرگا بنا پڑا رہتا ہے اور دوسرا بوزہ فروش کے لڑکے پر عاشق ہوا اپنا مال سارا صرف کیا اب وہ بوزے خانے کی ٹہل کیا کرتا ہے قافلے کے آدمی اسی لیے نہیں کہتے کہ تو شرمندہ ہوگا یہ احوال اُس شخص سے سُنکر میری عجیب حالت ہوئی مارے فکر کے نیند بھوک جاتی رہی زاد و راہ لیکر قصد بخارا کا کیا جب وہاں پہنچا دونوں کو ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر اپنے مکان میں لایا غسل کروا کر نئی پوشاک پہنائی اور اُن کی خجالت کے ڈر سے ایک بات منھ پر نہ رکھی پھر مال سوداگری کا اُن کے واسطے خریدا اور ارادہ گھر کا کیا جب نزدیک نیشاپور کے آیا ایک گانوں میں مع مال و اسباب کے اُن کو چھوڑ کر گھر میں آیا اس لیے کہ میرے آنے کی خبر کسی کو نہ ہو بعد دو دن کے مشہور کیا کہ میرے بھائی سفر سے آئے ہیں کل اُن کے استقبال کی خاطر جاؤں گا صبح کو چاہا کہ چلوں ایک گرہست اُسی موضع کا میرے پاس آیا اور فریاد کرنے لگا میں اس کی آواز سُنکر باہر نکلا اُسے روتا دیکھکر پوچھا کہ کیوں زاری کرتا ہے وہ بولا کہ تمہارے بھائیوں کے سبب سے ہمارے گھر لوٹے گئے کاشکے اُن کو تم نہ چھوڑ آتے میں نے پوچھا کیا ستیبت گذری بولا کہ رات کو ڈاکا آیا اُن کا مال و اسباب لوٹا

اور ہمارے گھر بھی لوٹ لیے گئے مین نے افسوس کیا اور پوچھا کہ اب وہ دونون کہان ہین کہا شہر کے باہر
ننگے مُنگے خراب خستہ بیٹھے ہین وہین دو جوڑے کپڑون کے ساتھ لیکر گیا پہنا کر گھر مین لایا لوگ
سن کر اُنکے دیکھنے کو آتے تھے اور یہ مارے شرمندگی کے باہر نہ نکلتے تھے تین مہینے اسی طرح گذرے
تب مین نے اپنے دل مین غور کی کہ کب تلک یہ کونے مین دبکے بیٹھے رہین گے بہتر ہے انکو
اپنے ساتھ مین لیجاؤن بھائیون سے کہا اگر فرمائیے تو فدوی آپ کے ساتھ چلے یہ خاموش ہو رہے
پھر لوازمہ سفر کا اور جنس سوداگری کی تیار کرکے چلا اور اُنکو ساتھ لیا جسوقت مال کی زکات دیکر
اسباب کشتی پر چڑھایا اور لنگر اٹھایا ناؤ چلی یہ کتا کنارے پر سو رہا تھا جب چونکا اور جہاز کو منجدھار
مین دیکھا حیران ہو کر بھونکا اور دریا مین کود پڑا اور پیرنے لگا مین نے ایک پنسوئی دوڑا دی بارے
سگ کو لیکر کشتی مین پہونچایا ایک مہینا خیر و عافیت سے دریا مین گذرا کہین منجھلا بھائی میری لونڈی پر
عاشق ہوا ایکدن بڑے بھائی سے کہنے لگا کہ چھوٹے بھائی کی منت اُٹھانے سے بڑی شرمندگی حاصل
ہوئی اسکا تدارک کیا کرین بڑے نے جواب دیا کہ ایک صلاح دل مین ٹھہرائی ہے اگر بن آوے تو بڑی
بات ہے آخر دونون نے مصلحت کرکے تجویز کی کہ اسے مار ڈالین اور سارے مال و اسباب پر قابض و
متصرف ہون ایک دن مین جہاز کی کوٹھری مین سوتا تھا اور لونڈی پاؤن دبا رہی تھی کہ منجھلا
بھائی آیا اور جلدی سے مجھے جگایا مین ہڑبڑا کر چونکا اور باہر نکلا یہ کتا بھی میرے ساتھ ہولیا دیکھون تو
بڑا بھائی جہاز کی باڑھ پر ہاتھ ٹیکے منہ دھرا ہوا تماشا دریا کا دیکھ رہا ہے اور مجھے پکارتا ہے مین نے
پاس جاکر کہا خیر تو ہے بولا عجب طرح کا تماشا ہو رہا ہے کہ دریائی آدمی موتی کی سیپیان اور مونگے
کے درخت ہاتھ مین لیے ہوئے ناچتے ہین اگر کوئی ایسی بات خلاف قیاس کہتا تو مین نہ مانتا بڑے بھائی
کے کہنے کو راست جانا دیکھنے کو سر جھکایا ہر چند نگاہ کی کچھ نظر نہ آیا اور وہ یہی کہتا رہا اب دیکھا لیکن
کچھ ہو تو دیکھون اس مین مجھے غافل پاکر منجھلے نے اچانک آکر ایسا دھکیلا کہ مین بے اختیار
پانی مین گر پڑا اور وہ رونے دھونے لگے کہ دوڑو ہمارا بھائی دریا مین ڈوبا اتنے مین ناؤ بڑھ گئی اور
دریا کی لہر مجھے کہین سے کہین لے گئی غوطے پر غوطے کھاتا تھا اور موجون مین چلا جاتا تھا آخر تھک گیا
خدا کو یاد کرتا تھا کچھ بس نہ چلتا تھا ایکبارگی کسی چیز پر ہاتھ پڑا آنکھ کھول کر دیکھا تو یہی کتا
ہے شاید جسدم مجھے دریا مین ڈالا میرے ساتھ یہ بھی کودا اور پیرتا ہوا میرے ساتھ لپٹا چلا تھا
مین نے اُس کی دُم پکڑ لی اللہ نے اُس کو میری زندگی کا سبب کیا سات دن اور رات یہی صورت
گذری آٹھوین دن کنارے جا لگے طاقت مطلق نہ تھی لیٹتے لیٹتے کروٹین کھا کر جون تون

اپنے تئین خشکی مین ڈالا ایکدن بیہوش پڑا رہا دوسرے دن کشتی کی آواز کان مین گئی ہوش مین آیا
خدا کا شکر بجا لایا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا دور سے سواد شہر نظر آیا لیکن قوت کہان کہ ارادہ کرون ناچار
دو قدم چلتا پھر بیٹھتا اسی حالت سے شام تک کوس بھر راہ کاٹی بیچ مین ایک پہاڑ تلا رات کو
وہان گزری بارے صبح کو شہر مین داخل ہوا جب بازار مین گیا نان بائی اور حلوائی کی دکانین نظر آئین
دل ترسنے لگا نہ پاس پیسا جو خرید کرون نہ جی چاہے کہ مفت مانگون اسی طرح اپنے دل کو
تسلی دیتا ہوا کہ اگلی دوکان سے لونگا چلا جاتا تھا آخر طاقت نہ رہی اور پیٹ مین آگ لگی
نزدیک تھا کہ روح بدن سے نکلے ناگاہ دو جوانون کو دیکھا کہ لباس عجم کا پہنے اور ہاتھ پکڑے چلے
آتے ہین انکو دیکھ کر خوش ہوا کہ یہ اپنے ملک کے انسان ہین شاید آشنا صورت ہون انسے اپنا
احوال کہونگا جب نزدیک آئے تو وہ میرے دونون برادر حقیقی تھے دیکھکر نپٹ شاد ہوا شکر خدا کا کیا کہ خدا نے
آبرو رکھ لی کہ غیر کے آگے ہاتھ نہ پسارا نزدیک جا کر سلام کیا اور بڑے بھائی کا ہاتھ چوما انھون نے
دیکھتے ہی مجھے غل وشور کیا منجھلے بھائی نے طمانچہ مارا کہ مین لڑکھڑا کر گر پڑا بڑے بھائی کا دامن
پکڑا کہ شاید یہ حمایت کریگا اسنے بھی لات ماری غرض دونون نے مجھے خورد وخام کیا اور حضرت
یوسف کے بھائیون کا سا کام کیا ہر چند مین نے خدا کے واسطے دیے اور گڑگڑایا ہرگز رحم نہ کھایا ایک
خلقت اکٹھی ہوئی سب نے پوچھا کہ اس کا کیا گناہ ہے تب بھائیون نے کہا کہ یہ حرامزادہ ہمارے بھائی کا
نوکر تھا سو اسکو دریا مین ڈال دیا اور مال واسباب سب لے لیا ہم مدت سے تلاش مین تھے آج
اس صورت سے نظر آیا اور مجھ سے پوچھتے تھے کہ اے ظالم یہ کیا تیرے دل مین سمائی کہ ہمارے
بھائی کو مار کھپایا کیا اس نے تیری تقصیر کی تھی اور تجھ سے کیا بد سلوک کیا تھا کہ اپنا مختار بنایا تھا
پھر ان دونون نے اپنے گریبان چاک کر ڈالے اور بے اختیار جھوٹ موٹھ بھائی کی خاطر روتے
تھے اور لات مکی مجھ پر کرتے تھے اس مین حاکم کے پیادے آئے انکو ڈانٹا کہ کیون مارتے ہو اور میرا
ہاتھ پکڑ کر کوتوال کے پاس لے گئے یہ دونون بھی ساتھ چلے اور حاکم سے بھی یہی کہا اور بطور رشوت کے
کچھ دیکے اپنا انصاف چاہا اور خون ناحق کا دعوی کیا حاکم نے مجھ سے پوچھا میری یہ حالت تھی کہ
بھوک اور مار پیٹ سے طاقت گویائی کی نہ تھی سر نیچے کیے کھڑا تھا منہ سے جواب نکلا [illegible]
بھی یقین ہوا کہ یہ مقرر خونی ہے فرمایا کہ اسے میدان مین لیجا کر سولی دو تب اس وقت مین نے عرض کیا کہ
جہان پناہ مین نے روپے دیکر انکو یہودی کی قید سے چھڑایا تھا اسکے عوض انھون نے بھی ویسے ہی فرج کر کے
میری جان کا قصد کیا یہ دونون حاضر ہین انسے پوچھیے کہ مین ذرہ بھر مبالغہ کرتا ہون خیر مجھے [illegible]

دار کو دیکھا ہاتھ زندگی سے دھوئے سولے اس کُتے کے کوئی میرا رونیوالا نہ تھا اسکی یہ حالت تھی
کہ ہر ایک آدمی کے پانؤن پر لوٹتا اور چلاتا تھا کوئی لکڑی کوئی پتھر سے مارتا تھا لیکن یہ اس جگہ سے
نہ پھرتا تھا اور مین رو بقبلہ کھڑا ہوا خدا سے کہتا تھا کہ اس وقت مین تیری ذات کے سوا میرا کوئی
نہین جو آڑے آوے اور مجھ بے گناہ کو بچالے اب تو ہی بچالے تو بچتا ہون یہ کہکر کلمہ شہادت کا پڑھ کر
تیورا کر گر پڑا خدا کی حکمت سے اُس شہر کے بادشاہ کو قولنج کی بیماری ہوئی امرا اور حکیم جمع ہوئے
جو علاج کرتے تھے فائدہ مند نہ ہوتا تھا ایک بزرگ نے کہا سب سے بہتر یہ دوا ہے کہ محتاجون کو کچھ
خیرات کرو اور بندیوالونکو آزاد کرو دوا سے دعا مین بڑا اثر ہے وونہین یادشاہی پیلے بندیخانون
کی طرف دوڑے اتفاقاً ایک اُن مین اُس میدان مین آنکلا اژدحام دیکھکر معلوم کیا کہ کسی کو سولی چڑھاتے
ہین یہ سنتے ہی گھوڑے کو دابکے نزدیک لاکر تلوار ون سے طنابین کاٹ دین حاکم کے
پیادون کو ڈانٹا اور تنبیہ کی کہ ایسے وقت مین بادشاہ کی یہ حالت ہے تم خدا کے بندے کو
قتل کرتے ہو اور مجھے چھوڑ دیا تب یہ دونون بھائی پھر حاکم کے پاس گئے میرے قتل کے واسطے کہا
شحنہ نے تو رشوت کھائی تھی جو یہ کہتے تھے سو کرتا تھا کوتوال نے اُن سے کہا کہ خاطر جمع رکھو اب
مین ایسے قید کرتا ہون کہ آپسے آپ مارے بھوکون کے بے آب و دانہ مر جاوے کسی کو خبر نہووے
مجھے پکڑ لائے اور ایک گوشے مین رکھا اُس شہر سے باہر کوس ایک پر ایک پہاڑ تھا کہ حضرت
سلیمان کے وقت مین دیوؤن نے ایک کنوان تنگ و تاریک اُسمین کھودا تھا اُس کا نام
زندان سلیمان کہتے تھے جس پر بڑا غضب بادشاہی ہوتا اُسے وہان محبوس کرتے کہ وہ خودبخود
مر جاتا تھا القصہ رات کو چپکے یہ دونون بھائی اور کوتوال کے ڈنڈئیے مجھے اس پہاڑ پر لے گئے
اور اُس غار مین ڈال کر اپنی خاطر جمع کر کے پھرے اسنے یادشاہ یہ کُتا میرے ساتھ چلا گیا جب مجھے
کنوئین مین گرا دیا تب یہ اسکی منڈیر پر لیٹ رہا مین اندر بیہوش پڑا تھا ذرا ہوش آئی تو مین نے اپنے
تئین مردہ خیال کیا اور اُس مکان کو گور سمجھا اتنے مین دو شخصونکی آواز کانمین پڑی کہ کچھ آپس مین
باتین کرتے ہین مین یہی معلوم کیا کہ منکر نکیر ہین مجھ سے سوال کرنے آئے ہین اتنے مین سرسراہٹ رسی کی
سُنی جیسے کبھی نے لٹکائی مین حیرت مین تھا زمین کو ٹٹولا تو ہڈیان ہاتھ مین آئین بعد ایک ساعت کے
آواز چپڑ چپڑ منہ چلانے کی میرے کان مین آئی جیسے کوئی کچھ کھاتا ہے مین نے پوچھا کہ اے
خدا کے بندو تم کون ہو خدا کے واسطے بتاؤ وے ہنسے اور بولے یہ زندان حضرت سلیمان کا ہے اور
ہم قیدی ہین مین نے اُنسے پوچھا کیا مین جیتا ہون وے پھر کھلکھلا کر ہنسے اور کہا کہ اب تلک تو زندہ ہے مگر

آسیب پہنچا میں نے کام تمام کیا کھانے پینے سے بھی تھوڑا سا رو تب جھنجھلا کر خالی جواب دیا اور کچھ نہ دیا وے
کھانا پانی اس صورت سے میں ضعف و ناتوانی کے غش میں پڑا رہتا تھا اور خدا کو یاد کرتا تھا قبلہ عالم سات دن
رات میں اور اتنے دن بھائیوں سے بہتان کے سبب دانہ میسر نہ آیا علاوہ کھانے سکے مار پیٹ
کھائی اور ایسے زندان میں پھنسا کہ صورت رہائی کی مطلق خیال میں بھی نہ آتی تھی آخر جان کندنی
کی نوبت پہونچی کبھی دم آتا کبھی نکل جاتا تھا لیکن کبھی کبھی آدھی رات کو ایک شخص آتا اور رومال میں
روٹیاں اور صراحی پانی کی ڈوری میں باندھ کر لٹکا دیتا اور پکارتا وے دونوں آدمی جو میرے
پاس محبوس تھے لے لیتے اور کھاتے پیتے اوپر سے کتے نے ہمیشہ یہ احوال دیکھتے دیکھتے
عقل دوڑائی کہ جسطرح یہ شخص آب و نان کنوئیں میں لٹکا دیتا ہے ایسی فکر کر کچھ اس بیکس کو جو میرا خداوند
ہے از وقت پہنچے تو اسکا دم بچے یہ خیال کر کے شہر میں گیا نانبائی کی دکان میں سر پر کرد سے چنے ہوئے
دھرے تھے جست مار کر ایک کلچہ منہ میں لیا اور بھاگا لوگ پیچھے دوڑے ڈھیلے مارتے تھے لیکن اس
نان کو نہ چھوڑا آدمی تھک کر پھرے شہر کے کتے پیچھے لگے اُنسے بھی لڑتا بھڑتا روٹی کو بچالے اس چاہ پر
آیا اور نان کو اندر ڈال دیا روز روشن ہوا میں نے روٹی کو اپنے پاس پڑا دیکھا اور کتے کی آواز سُنی
پیچھے کو اُٹھا لیا اور یہ کتا روٹی پھینک کر پانی کی تلاش میں گیا کسی گاؤں کے کنارے ایک بڑھیا کی
جھونپڑی تھی گیا اور بدھنا پانی سے بھرا ہوا دھرا تھا اور بیرزن چرخا کاتتی تھی کتا کونے کے
نزدیک گیا اور چاہا کہ لوٹے کو اٹھالے عورت نے ڈانٹا لوٹا اُسکے منہ سے چھوٹا گھڑے پر گرا گھڑا
پھوٹا باقی باسن لڑھک گئے پانی بہ چلا بڑھیا لکڑی لیکر مارنے کو اٹھی یہ سگ دامن میں اُسکے لپٹ گیا
پھر اُسکے پاؤں پر منہ ملنے لگا دُم ہلانے لگا اور پہاڑ کی طرف دوڑ گیا پھر اُسکے پاس آکر کبھی رسی اُٹھا
کبھی ڈول منہ میں پکڑ کر دکھاتا اور منہ اُسکے قدموں پر رگڑتا اور آنچل چادر کا پکڑ کر کھینچتا خدا نے اُس
عورت کے دل میں رحم دیا کہ ڈول رسی کو لیکر اُسکے ہمراہ چلی یہ اُسکا آنچل پکڑے گھر سے باہر ہو کر آگے آگے
ہو لیا آخر اُسکو پہاڑ ہی پر لے آیا عورت کے جی میں کتے کی اس حرکت سے الہام ہوا کہ اسکا میاں مقرر
اس غار میں گرفتار ہے شاید اُسکی خاطر پانی چاہتا ہے غرض بیرزن کو لیے ہوئے غار کے منہ پر آیا عورت نے
لوٹا پانی کا بھر کر رسی سے لٹکایا میں نے وہ باسن لے لیا اور نان کا ٹکڑا کھایا دو تین گھونٹ پانی پیا اس
بہت سے کتے کو راضی کیا خدا کا شکر کر کے ایک کنارے بیٹھا اور خدا کی قدرت کا منتظر تھا کہ دیکھئے اب
کیا ہوتا ہے یہ حیوان بے زبان اسی طور سے نان لے آتا اور بڑھیا کے ہاتھ پانی لاتا جب چند روز دانے نے
دیکھا کہ کتا ہمیشہ روٹی لیجاتا ہے ترس کھا کر مقرر کیا جب اسنے دیکھتے ایک سا گردا اسکے آگے پھینکا سا دیتے

اور اگر وہ عورت پانی نہ لاتی تو یہ اُسکے پاس پھوڑ ڈالتا ناچار وہ بھی ہر روز ایک صراحی پانی کی
دیجاتی غرض اس رفیق نے آب و نان سے میری خاطر جمع کی اور آپ زندان کے منہ پر پڑا رہتا اس طرح
چھ مہینے گذرے لیکن جو آدمی ایسے زندان مین رہے کہ دنیا کی ہوا اُسکو نہ لگے اُسکا کیا حال ہوگا نرا پوست
و استخوان مجھ مین باقی رہا زندگی وبال ہوئی جی مین آتا کہ یا الٰہی یہ دم نکلجائے تو بہتر ہے ایک روز رات کو
وے دونون قیدی سوتے تھے میرا دل امنڈا بے اختیار رونے لگا اور خدا کی درگاہ مین ناک گھسنی
کرنے لگا پچھلے پہر دیکھتا ہون کہ خدا کی قدرت سے ایک رسی غار مین لٹکی اور آواز سچ مین سُنی کہ اے
کمبخت بدنصیب ڈوری کا سرا اپنے ہاتھ مین مضبوط باندھ اور یہان سے نکل مین نے سُنکر دل مین
خیال کیا کہ آخر بھائی مجھپر مہربان ہوکر لہو کے جوش سے آپ ہی نکالنے آئے اور نہایت خوشی سے
اُس طناب کو خوب کمر مین کسا کسی نے مجھے اوپر کھینچا رات ایسی اندھیری تھی کہ جس نے مجھکو
نکالا اُسکو مین نے نہ پہچانا کہ کون ہے جب مین باہر آیا تب اُس نے کہا جلد آ یہان کھڑے ہونے کی
جگہ نہین مجھ مین طاقت تو نہ تھی پر مارے ڈر کے لڑکھڑاتا پہاڑ سے نیچے آیا دیکھون تو دو گھوڑے
زین بندھے ہوئے کھڑے ہین اُس شخص نے مجھے ایک پر سوار کیا اور ایک پر آپ چڑھ لیا
اور آگے بڑھا اور جاتے جاتے دریا کے کنارے پر پہونچا صبح ہوگئی اُس شہر سے دس بارہ کوس نکل آئے
اور اُس جوان کو دیکھا کہ اوپچی بنا ہوا زرہ بکتر پہنے چار آئینہ لگائے گھوڑے پر پاکھر ڈالے میری طرف
غضب کی نظرون سے گھورا اور ہاتھ اپنا دانتون سے کاٹ کر تلوار میان سے کھینچی اور گھوڑے کو جست
کر کے مجھپر چلائی مین نے اپنے تئین گھوڑے پر سے گرا دیا اور گھگھیانے لگا کہ مین بے تقصیر ہون مجھے
کیون قتل کرتا ہے اے صاحب مروت ایسے زندان سے تو نے نکالا اب یہ بیمروتی کیا ہے اُس نے کہا
سچ کہہ تو کون ہے مین نے جواب دیا کہ مسافر ہون ناحق کی بلا مین گرفتار ہوگیا تھا تمھارے چلانے سے
باہر جیتا ہون اور بہت باتین خوشامد کی کہین خدا نے اُسکے دل مین رحم ڈالا شمشیر کو غلاف
کیا اور بولا خیر خدا جو چاہے سو کرے جا تیری جان بخشی کی جلد سوار ہو یہان توقف کا مکان نہین گھوڑونکو
تیز کیا اور چلے راہ مین افسوس کھاتا اور پچھتاتا جاتا تھا ظہر کے وقت ایک جزیرے مین جا پہونچے
وہان گھوڑے سے اُترا مجھے بھی اُتارا زین خوگیر مرکبون کی پیٹھ سے کھولا اور چرنے کو چھوڑ دیا
اپنی بھی کمر سے ہتھیار کھول ڈالے اور بیٹھا مجھ سے بولا اے بدنصیب اب اپنا احوال کہہ
تو معلوم ہو کہ تو کون ہے مین نے اپنا نام و نشان بتایا اور جو کچھ بپتا بیتی تھی اول سے آخر تک کہی
اُس جوان نے جب میری سرگذشت سب سُنی رونے لگا اور مخاطب ہوا کہ اے جوان اب میرا ماجرا

قصہ ملک زیرباد کی رانی کا

مین کہتا زیرباد کے دیس سے راجہ کی ہون اور وہ آپ جو زندان سلیمان مین قید ہے اُس کا نام
بہروز شاہ جی ہے میرے پتا نے منتری کا بیٹا ہے ایکروز مہاراج نے اکیلا دی کرشنہ راجا اور کنور مین میدان
مین مرتبہ دیکھے آگر تیر اندازی یا چوگان بازی کرین تو بہتر ہے اور کسب ہر ایک کا ظاہر ہو مین رانی کے
پیچھے جو میری ماتا تھین اتاری اور محل مین بیٹی تھی اور دائیان اور سہیلیان حاضر تھین تماشا دیکھتی
تھی یہ جوان کا بوٹ سب مین سند تھا اور نیزے کا دستے دیکر کسب کر رہا تھا مجھکو بھایا اور دل سے
اُس پر ریجھی مدت تک یہ بات گُپت رہی آخر جب بہت بیاکل ہوئی تب دائی سے کہا اور ڈھیر سا
انعام دیا وہ اس جوان کو کسی نہ کسی ڈھب سے پوشیدہ میرے دھراہر مین لے آئی تب یہ بھی بیٹھے
بیٹھا ہے لگا بہت دنوں عشق و مشق مین کٹے ایکروز چوکیدارون نے آدھی رات کو ہتھیار باندھے
اور محل مین آتے دیکھکر اُسے پکڑا اور راجہ سے کہا اُسنے حکم قتل کا کیا ارکان دولت نے کہہ
سن کر جان بخشی کروائی تب فرمایا کہ اُسکو زندان سلیمان مین ڈالدو اور وہ دوسرا جوان جو اُسکے ساتھ اسیر ہے
اُسکا بھائی ہے اُس رین کو وہ بھی اُسکے ساتھ تھا دونون کو اُس کنوئین مین چھوڑ دیا آج تین برس ہوئے
اُن کو بچنے دین مگر کسی نے نہین دریافت کیا کہ وہ جوان راجہ کے گھر مین کیون آیا تھا بھگوان نے میری
بہت رکھی شکر اُسکے بدلے مین نے اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ ان اور جل اُسکو پہونچایا کرون جب سے
انھین لیے مین ایکدن آتی ہون اور آٹھ دن کا آذوقہ اکٹھا دیجاتی ہون کل کی رات سپنے مین دیکھا
کہ کوئی مانس کہتا ہے کہ شتابی اُٹھ اور گھوڑا جوڑا اور کچھ نقد خرچ کے واسطے لیکر اس غار پر جا اور اُس
بیچارے کو وہان سے نکال یہ سُن کر مین چونک پڑی اور مگن ہو کر مردانہ بھیس کیا اور صندوقچہ جواہر اور
اشرفی سے بھر لیا اور یہ گھوڑا اور پیرا جوڑا لیکر وہان گئی کمند سے اُسے کھینچون کرم مین تیرے تھا
اور ویسی قید سے اسطرح چھٹکارا پایا اور میرے اس کرتب سے محرم کوئی نہین شاید وہ کوئی دیوتا تھا کہ تیری
مخلصی کی خاطر مجھے بھیجا خیر جو میرے بھاگ مین تھا سو ہوا یہ کہکر پوری کچوری ماس کا سالن
انگوچھے سے کھولا پہلے قند مکان ایک کٹورے مین گھولا اور عرق بید مشک کا اُس مین ڈالکر شیشے دیا مین نے
اُسکے ہاتھ سے لیکر پیا پھر تھوڑا سا کھا لیا بعد ایک ساعت کے میرے تئین لنگی بندھوا کر دریا مین لے گئی
قینچی سے میرے سر کے بال کترے ناخن لیے نہلا دھلا کر کپڑے پہنائے نئے سر سے آدمی بنایا مین دوگانہ
شکرانے کا رو بقبلہ ہو کر پڑھنے لگا وہ نازنین اس میری حرکت کو دیکھتی رہی جب نماز سے

فارغ ہوا پوچھنے لگی کہ یہ تو نے کیا کام کیا مین نے کہا جس خالق نے ساری خلقت کو پیدا کیا او تجھ سی
محبوبہ سے میری خدمت کروائی اور تیرے دل کو مجھ پر مہربان کیا اور ویسے زندان سے خلاص کروایا
اُسکی ذات لاشریک ہے اُسکی مین نے عبادت کی اور بندگی بجالایا اور ادا سے شکر کیا یہ بات سُن کر کہنے لگی
تم مسلمان ہو مین نے کہا الحمد للہ۔ بولی میرا دل تمھاری باتون سے خوش ہوا میرے تئین بھی سکھاؤ اور کلمہ
پڑھاؤ مین نے دل مین کہا الحمد للہ کہ یہ ہمارے دین کی شریک ہوئی غرض مین نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پڑھا اور اُسے پڑھوایا پھر وہان سے گھوڑون پر سوار ہو کر ہم دونون چلے رات کو اُترتے تو وہ ذکر دین ایمان کا
کرتی اور سُنتی اور خوش ہوتی اسیطرح دو مہینے تک پیہم شبانہ روز چلے گئے آخر ایک ولایت مین پہونچے
کہ درمیان سرحد زیرباد اور سراندیپ کے تھی ایک شہر نظر آیا کہ آبادی مین استنبول سے بڑا اور آب وہوا
بہت خوش اور موافق بادشاہ اُس شہر کا کسریٰ سے زیادہ عادل اور رعیت پرور دیکھ کر دل نپٹ شاد
ہوا ایک حویلی خرید کر کے بود وباش مقرر کی جب کئی دن مین رنج سفر سے آسودہ ہوئے کچھ اسباب ضروری
درست کر کے اُس بی بی سے موافق شرع محمدی کے نکاح کیا اور رہنے لگا تین سال مین وہان کے اکابر
واصاغر سے مل جل کر اعتبار بہم پہونچایا اور تجارت کا ٹھاٹھ پھیلایا آخر وہان کے سب سوداگرون سے
سبقت لے گیا ایکروز وزیر اعظم کی خدمت مین سلام کے لیے چلا ایک میدان مین کثرت خلق اللہ کی دیکھی
کسی سے پوچھا کہ یہان کیون اتنا اژدحام ہے معلوم ہوا کہ دو شخص کو زنا اور چوری کرتے پکڑا ہے اور شاید
خون بھی کیا ہے انکو سنگسار کرنے کو لائے ہین مجھے سُنتے ہی اپنا احوال یاد آیا کہ ایک دن مجھے بھی اسیطرح
سولی چڑھانے کو لئے گئے تھے خدا نے بچا لیا آیا یہ کون ہین کہ ایسی بلا مین گرفتار ہوئے ہین معلوم نہین
کہ راست ہے یا میری طرح تہمت مین گرفتار ہوئے ہین بھیڑ کو چیر کر اندر گھُسا دیکھا تو یہی میرے
دونون بھائی ہین کہ ننگے پاؤن ننگے سر وپا برہنہ انکو لیے جاتے ہین اُنکی صورت دیکھتے ہی خون
نے جوش کیا اور کلیجہ جلا جلوؤنکو ایک مٹھی اشرفیان دین اور کہا کہ ایک ساعت توقف کرو اور
وہان سے گھوڑے کو سرپٹ پھینک کر حاکم کے گھر گیا اور ایک دانہ یاقوت بے بہا کا نذر کیا اور اُنکی
شفاعت کی حاکم نے کہا ایک شخص انکا مدعی ہے اور انکے گناہ ثابت ہوئے ہین اور بادشاہ کا حکم
ہو چکا ہے مین مجبور ہون بارے بہت منت وزاری سے حاکم نے مدعی کو بلوا کر پانچہزار روپے پر
راضی کیا کہ وہ دعوے خون کا معاف کرے مین نے روپے گن دیئے اور لادعوے لکھوا لیا
اور ایسی بلا سے مخلصی دلوائی جہان پناہ انسے پوچھیے کہ سچ کہتا ہون یا جھوٹ بکتا ہون وے
دونون بھائی سر نیچے کیے شرمندہ سے کھڑے تھے خیر انکو چھوڑا کر گھر مین لایا اور حمام کروایا

لباس پہنوایا دیوانخانے مین مکان رہنے کو دیا اُس مرتبہ اپنے قبیلے کو اُنکے روبرو بٹھلایا انکی خدمت مین
حاضر رہتا اور انکے ساتھ کھانا کھاتا سوتے وقت گھر مین جاتا تین سال تک انکی خاطر داری مین گذرے
اور انسے بھی کوئی حرکت بد واقع نہوئی کہ باعث رنجیدگی کا ہووے جو مین کہین سوار ہو کر جاتا تو یہ
گھر مین رہتے اتفاقاً وہ بی بی بیکیفیت ایکدن حمام کو گئی تھی جب دیوانخانے مین آئی کوئی مرد نظر
نہ پڑا اُس نے برقع اُتارا شاید یہ منجھلا بھائی لیٹا ہوا جاگتا تھا دیکھتے ہی عاشق ہوا بڑے بھائی
سے کہا دونون نے میرے مار ڈالنے کی باہم صلاح کی مین اس حرکت سے مطلق خبر نہ رکھتا تھا
بلکہ دل مین کہتا تھا الحمد للہ اس مرتبہ اب اُنھون نے کچھ ایسی بات نہین کی اب انکی وضع درست ہوئی
شاید غیرت کو کام فرمایا ایک روز بعد کھانا کھانے کے بڑے بھائی صاحب آبدیدہ ہوئے اور اپنے
وطن کی تعریف اور ایران کی خوبیان بیان کرنے لگے یہ سنکر دوسرے بھی بسورنے لگے مین نے کہا اگر
ارادہ وطن کا ہے تو بہتر مین تابع مرضی کے ہون میری بھی آرزو ہے اب انشاء اللہ تعالے مین بھی آپکی
رکاب مین چلتا ہون اُس بی بی سے دونون بھائیون کی اُداسی کا مذکور ہوا اور اپنا ارادہ کہا وہ عاقل بولی
تم جانو لیکن پھر کچھ کیا چاہتے ہین یہ تمھاری جان کے دشمن ہین تم نے سانپ آستین مین پالے ہین
اور انکی دوستی کا بھروسہ رکھتے ہو جی چاہے سو کرو لیکن موذیون سے خبردار رہو بہر تقدیر تھوڑے
عرصہ مین طیاری سفر کی کر کے خیمہ میدان مین استادہ کیا بڑا قافلہ جمع ہوا اور میری سرداری
اور قافلہ باشی پر راضی ہوئے اچھی ساعت دیکھ کر روانہ ہوا لیکن انکی طرف سے اپنی جانب
مین ہوشیار رہتا اور سب صورت سے فرمانبرداری اور دلجوئی انکی کرتا ایکروز ایک منزل مین منجھلے
بھائی نے مذکور کیا کہ ایک فرسخ اس مکان سے ایک چشمہ جاری ہے مانند سلسبیل کے اور میدان
مین خود رو کوسون تک لالہ و نافرمان اور نرگس اور گلاب پھولا ہے واقعی عجب مکان سیر کا ہے
اگر اپنا اختیار ہوتا تو کل وہان جا کر تفریح طبیعت کی کرتے اور ماندگی بھی رفع ہوتی مین بولا کہ صاحب
تمھارا ہین فرمایئے تو کل سے دن مقام کرین اور وہان چل کر سیر کرتے پھرین یہ بولے ازین چہ بہتر
مین نے حکم کیا کہ سارے قافلے مین پکار دو کہ کل مقام ہے اور رکابدار کو کہا کہ حاضری قسم بقسم
کی تیار کر کل سیر کو چلین گے جب صبح ہوئی اُن دونون برادرون نے کپڑے پہن کر کمر باندھ کر
مجھے یاد دلایا کہ جلد ٹھنڈے ٹھنڈے چلیے اور سیر کیجیے مین نے سواری مانگی بولے کہ پیادہ جو لطف
سیر کا ہوتا ہے سو سواری مین معلوم نہ ہوگا گھوڑے کوتل کر لے آئین دونون غلامون نے قلیان
اور قہوہ دان لے لیا اور ساتھ ہوئے وہ دونو تیر اندازی کرتے چلے جاتے تھے جب

جب قافلے سے دور نکل گئے ایک غلام کو اُنھون نے کسی کام کو بھیجا تھوڑی دور بڑھ کر دوسرے کو بھی
اُسکے بلانے کو رخصت کیا کمبختی جو آئی میرے مُنھ مین جیسے کسی نے مُہر دیدی جو مُوے چاہتے تھے سوکرتے
تھے اور مجھے باتون مین پرچائے لیے جاتے تھے مگر یہ کُتا ساتھ رہ گیا بہت دور نکل گئے نہ چشمہ نظر آیا
نہ گلزار مگر ایک میدان پُرخار تھا وہان مجھے پیشاب لگا مین بول کرنے بیٹھا اپنے پیچھے چمک تلوار کی سی
دیکھی مڑکر دیکھون تو منجھلے بھائی صاحب نے مجھپر تلوار ماری کہ سر دو پارہ ہوگیا جب تلک بولون
کہ اے ظالم مجھے کیون مارتا ہے بڑے بھائی نے شانے پر تلوار لگائی دونون زخم کاری لگے تیورا کر گرا
تب اُن دونون بیرحمون نے بخاطر جمع میرے تئین چور زخمی کیا اور لہولہان کردیا یہ کُتا میرا احوال
دیکھکر ان پر جھپکا اسکو بھی گھائل کیا بعد اسکے اپنے ہاتھون سے اپنے بدنون مین زخمون کے نشان کیے
اور سر و پابرہنہ قافلے مین گئے اور ظاہر کیا کہ حرامیون نے اُس میدان مین ہمارے بھائی کو شہید کیا
اور ہم بھی لڑ بھڑکر زخمی ہوئے جلدی کوچ کرو نہین تو کاروان پر گر کر سب کو لُوٹ لینگے قافلے کے
لوگون نے بدوؤن کا نام جو سُنا وہین بدحواس ہوئے اور گھبرا کر کوچ کیا اور چل نکلے میرے قبیلے
نے سلوک اور خوبیان اُنکی سُن رکھی تھین جو جو مجھسے دغائین کین تھین یہ واردات اُن کا ذبون
سے سُن کر جلد خنجر سے اپنے تئین ہلاک کیا اور جان بحق تسلیم ہوئی اے درویشو اس خواجہ سگ پرست
جب اپنی کیفیت اور مصیبت اسطرح سے یہانتک کہی سُنتے ہی مجھے بے اختیار رونا آیا وہ سوداگر
کہنے لگا کہ قبلۂ عالم اگر بے ادبی نہ ہوتی تو برہنہ ہوکر اپنا سارا بدن کھولکر دکھاتا تسپر بھی اپنی راستی پر
گریبان مونڈھے تلک چیر کر دکھایا واقعی چار انگل ثابت سکا بغیر زخم کے ثابت نہ تھا میرے حضور سر سے
عمامہ اُتار لکھوپڑی مین ایسا بڑا گڑھا پڑا تھا کہ ایک انار سموچہ اُسمین سماوے ارکان دولت
جتنے حاضر تھے سب نے اپنی آنکھین بند کرلین طاقت دیکھنے کی نہ رہی پھر خواجہ بولا کہ بادشاہ سلامت
جب یہ بھائی اپنی دانست مین میرا کام تمام کرکے چلے گئے ایک طرف مین اور ایک طرف یہ سگ
میرے نزدیک زخمی پڑا تھا لہو اتنا بدن سے بہ گیا کہ مطلق طاقت اور ہوش باقی کچھ نہ تھا کیا جانون
دم کہان اٹک رہا تھا کہ جیتا تھا جس جگہ مین پڑا تھا وہ ولایت سراندیپ کی سرحد تھی اور ایک شہر بہت آباد تھا

قصہ سراندیپ کی شہزادی کا

اُسکے قریب اُس شہر مین بڑا بتخانہ تھا اور وہان کے بادشاہ کی ایک بیٹی تھی نہایت قبول صورت
صاحب جمال اکثر بادشاہ اور شہزادے اُسکے عشق مین خراب تھے وہان رسم حجاب کی نہ تھی اس سے

دو دائی تمام دن ان سہیلیوں کے ساتھ سیر و تماشا کرتی پھرتی تھی اس سے نزدیک ایک بادشاہی باغ تھا اس روز
بادشاہ سے اجازت لیکر شہزادی باغ میں آئی تھی سیر کی خاطر اس میدان میں پھرتی پھرتی ادھر آ نکلی کسی
نجومی نے ہی ساتھ ہو لی تھیں جہاں میں پڑا تھا آئیں پیارا کراہنا سنکر پاس آ کھڑی ہوئیں مجھے اس حالت
میں دیکھ دوست جتائیں اور شہزادی سے کہا کہ ایک مرد اور کتا ادھر میں شور بجا رہا ہے ان سے یہ
سنکر ملکہ میرے سر پر آئی افسوس کھا کر کہا دیکھو تو کچھ جان باقی ہے دو چار دائیوں نے آنکر دیکھا اور
عرض کی ابتک تو جیتا ہے تب فرمایا کہ امانت خانے پر لٹا کر باغ میں لیچلو وہاں لیجا کر جراح سرکار کا
بلا بھیجا اور میرے سینے کے علاج کی خاطر بہت تاکید کی اور امیدوار انعام اور بخشش کا کیا اس حجام نے
سارا بدن میرا پونچھ پانچھ کر خاک و خون سے پاک کیا اور شیب سے دھو دھا زخموں کو ٹانکے دیکے مرہم لگایا
اور بید مشک کا عرق پانی کے بدلے میرے حلق میں چوایا ملکہ آپ میرے سرہانے بیٹھی رہتی اور میری خدمت
کرواتی اور تمام دن رات میں کچھ شوربا یا شربت اپنے ہاتھ سے پلاتی ایسے مجھے ہوش آیا تو دیکھا کہ ملکہ نہایت
افسوس سے کہتی ہے کہ کس ظالم خونخوار نے تجھ پر یہ ستم کیا ہے بت سے بھی نہ ڈرا بعد دس روز کے عرق
اور شربت اور معجونوں کی قوت سے میں نے آنکھ کھولی دیکھا تو اندر کا اکھاڑا میرے آس پاس بچ ہے ملکہ سرہانے
کھڑی ہے ایک آہ بھری اور چاہا کہ کچھ حرکت کروں طاقت نہ پائی بادشاہ زادی مہربانی سے بولی کہ اے
شخص خاطر جمع رکھ اگرچہ کسی ظالم نے تیرا یہ احوال کیا لیکن اس بت نے تجھکو تجھ پر بڑا مہربان کیا ہے
اب چنگا ہو جائیگا قسم اس خدا کی جو واحد اور لاشریک ہے میں اسے دیکھ کر پھر بیہوش ہو گیا ملکہ نے بھی
دریافت کیا اور گلاب پاش سے گلاب اپنے ہاتھ سے چھڑکا میں تھوڑے عرصہ میں زخم بھر آئے اور انگور
کرلائے ملکہ ہمیشہ رات کو جب سب سو جاتے میرے پاس آتی اور کھلا پلا جاتی غرض ایک چلے میں غسل کیا
اور بادشاہزادی نے نہایت خوش ہو کر حجام کو انعام بہت سا دیا اور مجھکو بھی شال مہنوائی خدا کے فضل سے
اور بہر گیری اور سعی سے ملکہ کی خوب چاق چوبند ہوا اور بدن نہایت فربہ ہوا اور کتا بھی فربہ ہو گیا
ہر روز مجھے شربت پلاتی اور باتیں سنتی اور خوش ہوتی میں ایک آدھ نقل یا کہانی انوکھی کہکر اسکے دل کو
بہلاتا ایک دن پوچھنے لگی کہ اپنا احوال تو بیان کرو تم کون ہو یہ واردات تم پر کیونکر ہوئی میں نے اپنا ماجرا
اول سے آخر تک کہ سنایا وہ سنکر رونے لگی اور بولی کہ اب میں تجھ سے ایسا سلوک کرونگی کہ اپنی ساری
مصیبت بھول جائیگا میں نے کہا خدا تمہیں سلامت رکھے تم نے سر سے میری جان بخشی کی ہے اب
میں سراسیمہ ہوں واسطے تمہارے اسی طرح ہمیشہ اپنی مہربانی کی نظر رکھیو غرض تمام رات اکیلی
میرے پاس بیٹھی رہتی اور محبت رکھتی بیٹھے دن دائی اصیلی بھی ساتھ رہتی ہر ایک طرح کا ذکر مذکور ہوتی

اور کبھی جب ملکہ اُٹھ جاتی اور مین تنہا ہوتا طہارت کر کے کونے مین چھپ کر نماز پڑھ لیتا ایکبار ایسا اتفاق
ہوا کہ ملکہ اپنے باپ کے پاس گئی تھی مین خاطر جمع سے وضو کر کے نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک شہزادی
دائی سے کہتی ہوئی آئی کہ دیکھین تو عجمی اسوقت کیا کرتا ہے سوتا ہے یا جاگتا ہے مجھے مکان پر جو نہ دیکھا
تعجب مین ہوئی کہ این یہ کہان گیا ہے کسی سے کچھ لگا تو نہین لگا یا کونا کھترا دیکھنے لگی اور تلاش کرنے لگی
آخر جہان مین نماز ادا کر رہا تھا وہان آ نکلی اُس لڑکی نے کبھی نماز کا ہیکو دیکھی تھی چپکی کھڑی دیکھا کی
جب مین نے نماز تمام کر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا اور سجدے مین گیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنسی
اور بولی کیا یہ آدمی سودائی ہو گیا یہ کیسی کیسی حرکتین کر رہا ہے مین ہنسی کی آواز سنکر دلمین ڈرا ملکہ
آگے آکر پوچھنے لگی کہ اسے عجمی یہ تو کیا کرتا تھا مین کچھ جواب نہ دے سکا اسمین دائی بولی بلا لون تیرے
صدقے گئی مجھے یون معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مسلمان ہے اور لات و منات کا دشمن ہے ان دیکھے خدا کو پوجتا
ہے ملکہ نے یہ سنتے ہی ہاتھ پر ہاتھ مارا بہت غصے ہوئی کہ مین کیا جانتی تھی کہ یہ ترک ہے اور ہمارے بتون سے
منکر ہے تب ہی ہمارے بت کے غضب مین پڑا تھا مین نے ناحق اسکی پرورش کی اور اپنے گھر مین رکھا
یہ کہتی ہوئی چلی گئی مین سنتے ہی بد حواس ہوا کہ دیکھیے اب کیا سلوک کرے مارے خوف کے نیند
اُچاٹ ہو گئی صبح تک بے اختیار رویا کیا اور آنسو سے منھ دھویا کیا تین دن رات اسی خوف و
رجا مین سوتے گذرے ہرگز آنکھ نہ جھپکی تیسری شب ملکہ شراب کے نشہ مین مخمور اور دائی کو ساتھ لیے
میرے مکان پر آئی غصے مین بھری ہوئی اور تیر و کمان ہاتھ مین لیے باہر چمن کے کنارے بیٹھی دائی سے
شراب کا پیالہ منگا کر پیا کہا دایہ وہ عجمی جو ہمارے بت کے قہر مین گرفتار ہے موا یا اب تک جیتا ہے دائی نے
کہا بلا لون کچھ دم باقی ہے بولی کہ اب وہ ہماری نظرون سے گرا لیکن کہہ باہر آوے دائی نے مجھے
پکارا مین دیکھون تو ملکہ کا چہرہ مارے غصے کے تمتا رہا ہے اور سرخ ہو گیا ہے روح قالب مین
نہ رہی سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غضب کی نگاہ سے مجھے دیکھ کر دائی سے بولی اگر مین اپنے
بت کے دشمن کو تیر سے مارون تو میری خطا بڑا بت معاف کریگا یا نہین یہ مجھ سے بڑا گناہ ہوا ہے کہ مین نے
اسے اپنے گھر مین رکھ کر خاطر داری کی دائی نے کہا بادشاہزادی کی کیا تقصیر ہے کہ تجھے دشمن جان کر
نہین رکھا تم نے تو اس پر ترس کھایا تمکو نیکی کے عوض نیکی ملے گی اور یہ اپنی بدی کا مزہ بڑے بت سے
پاویگا یہ سنکر کہا دائی اس سے بیٹھنے کو کہ دائی نے مجھے اشارت کی کہ بیٹھ جا مین بیٹھ گیا ملکہ نے اور جام شراب کا
پیا اور دائی سے کہا کہ اس کمبخت کو بھی ایک پیالہ دے تو آسانی سے مارا جاوے دائی نے مجھکو دیا
مین نے بے عذر پیا اور سلام کیا ہرگز میری طرف نگاہ نہ کی مگر کن انکھیون سے دیکھ رہی

چوری دیکھتی تھی جب مجھے سُرور ہوا کچھ شعر پڑھنے لگا از انجملہ ایک بیت یہ بھی پڑھی بیت

تجھ سے تلے کسی نے ٹک دم لیا تو پھر کیا	اُٹھا جو مین ہوش مین تیرے کو اب جیا تو پھر کیا

سنکر مسکرائی اور دیکھ کر دائی سے بولی کیا اب تجھے نیند آئی ہے دائی نے مرضی پاکر کہا ہان مجھے خواب نے
غلبہ کیا ہے وہ تو رخصت ہو کر جہنم واصل ہوئی بعد ایک دم کے ملکہ نے پیالہ مجھ سے مانگا مین جلد بھر کر
روبرو لے گیا ایک ادا سے میرے ہاتھ سے لیکر پی لیا تب مین قدمبوس ہو کر پڑا ملکہ نے ہاتھ مجھ پر چھیڑا اور کہنے
لگی کہ اسے جاہل ہمارے بڑے بت مین کیا برائی ہے جو غائب خدا کی پرستش کرنے لگا مین نے کہا انصاف
شرط ہے ٹک غور فرمایئے کہ بندگی کے لائق وہ خدا ہے کہ جسنے ایک قطرۂ پانی سے تم سا محبوب پیدا
کیا اور یہ حسن و جمال دیا کہ ایک آن مین ہزارون انسان کے دل کو دیوانہ کر ڈالو تعجب کیا عجب ہے
کہ کوئی انکی پوجا کرے ایک پتھر کو سنگ تراشون نے گڑھ کر صورت بنائی ہے اور احمقون کے واسطے
دام بچھایا جنکو شیطان بہکاتا ہے وہ مصنوع کو صانع جانتے ہین جسے اپنے ہاتھون سے بناتے
ہین اُسکے آگے سر جھکاتے ہین اور ہم مسلمان ہین جسنے ہمین بنایا ہے ہم اُسے مانتے ہین اُنکے واسطے دوزخ
ہے ہمارے واسطے بہشت بنایا ہے اگر بادشاہزادی ایمان خدا پر لاوے تب اُس کا مزہ پاوے
اور حق و باطل مین فرق کرے اور اپنے اعتقاد کو غلط سمجھے غرض ایسی ایسی نصیحتین سُنکر اُس سنگدل کا
دل ملائم ہوا خدا کے فضل و کرم سے رونے لگی اور بولی اچھا اب مجھے بھی اپنا دین سکھاؤ مین نے کلمہ
تلقین کیا اسنے بصدق دل پڑھا اور استغفار کر کے مسلمان ہوئی تب مین اُسکے پانون پر پڑا وہ صبح
تلک کلمہ پڑھتی استغفار کرتی رہی پھر کہنے لگی بھلا مین نے تو تمہارا دین قبول کیا لیکن مان باپ
کافر ہین انکا کیا علاج مین نے کہا تمہاری بلا سے جو جیسا کرے گا ویسا پائیگا بولی کہ مجھے چچا کے بیٹے سے
منسوب کیا ہے اور وہ بت پرست ہے کل کو خدانخواستہ بیاہ ہوا اور وہ کافر مجھ سے ملے اور اُس کا نطفہ
میرے پیٹ مین ٹھہر جاوے تو بڑی قباحت ہے اسکی فکر ابھی سے کیا چاہیے کہ اس بلا سے نجات پاؤن
مین نے کہا تم بات تو معقول کہتی ہو جو مزاج مین آئے سو کرو بولی کہ مین اب یہان نہ رہونگی
کہین نہ کہین نکل جاؤنگی مین نے پوچھا کس صورت سے بھاگنے پاؤ گی اور کہان جاؤ گی جواب دیا
کہ پہلے تم میرے پاس سے جاؤ مسلمانون کے ساتھ سرا مین جا رہو تو سب آدمی نہین اور تم پر گمان
نہ لیجا مین تم وہان کشتیونکی تلاش مین رہو جو جہاز عجم کی طرف چلے مجھے خبر بھیجو مین اسواسطے دائی کو
تمہارے پاس اکثر بھیجا کرونگی جب تم کہلا بھیجو گے مین نکل کر آؤنگی اور کشتی پر سوار ہو کر
چلی جاؤنگی تب ان کمبخت بدمذہبون کے ہاتھ سے رہائی پاؤنگی مین نے کہا تمہاری جان

وا یمان کے قربان ہو دائی کو کیا کروگی بولی اسکی فکر سہل ہے ایک پیالے مین زہر ہلاہل پلا دونگی
یہی صلاح مقرر ہوئی جب دن ہوا مین کاروانسرا مین گیا ایک حجرہ کرایہ کو لیا اور جا رہا اس جدائی مین
فقط وصل کی توقع پر جیتا تھا جب دو مہینے مین سوداگر روم و شام و اصفہان کے جمع ہوئے ارادہ کوچ کا
تری کی راہ سے کیا اور اسباب جہاز پر چڑھانے لگے ایک جگہ رہنے سے اکثر آشنا صورت ہو گئے
تھے مجھ سے کہنے لگے کیون صاحب تم بھی چلو گے یان کفرستان مین کب تلک رہو گے مین نے جواب دیا
کہ میرے پاس کیا ہے جو اپنے وطن کو جاؤن فقط ایک لونڈی ایک کتا ایک صندوق بساط مین رکھتا
ہون اگر تھوڑی سی جگہ بیٹھ رہنے کو دو اور اسکا نول مقرر کرو تو میری خاطر جمع ہو مین بھی سوار ہون
سوداگر نے ایک کوٹھری میرے تحت مین کر دی مین نے اسکے نول کا روپیہ بھر دیا دجھی کرکے
کسی بہانے سے دائی کے گھر گیا اور کہا اے امان تجھ سے رخصت ہونے آیا ہون اب وطن کو جاتا
ہون اگر تیری توجہ سے ایک نظر ملکہ کو دیکھ لون تو بڑی بات ہے بارے دائی نے قبول کیا
مین نے کہا مین رات کو فلانے مقام پر کھڑا ہونگا بولی اچھا مین یہ کہکر سرا مین آیا صندوق اور
بچھونے اٹھا کر جہاز مین لایا اور ناخدا کو سونپ کر کہا کل فجر کو اپنی کنیز کو لیکر آؤنگا ناخدا بولا جلد آئیو
صبح ہم لنگر اٹھائینگے مین نے کہا بہت خوب جب رات ہوئی اسی مقام پر جہان دائی سے وعدہ کیا
تھا جا کر کھڑا رہا پہر رات گئے محل کا دروازہ کھلا اور ملکہ میلے کچیلے کپڑے پہنے ایک پیٹی جواہر کی لیے
باہر نکلی وہ پٹاری میرے حوالے کی اور ساتھ چلی صبح ہوتے کنارے دریا کے جا پہنچے ایک الگنبوٹ پر
سوار ہو کر جہاز مین جا اترے یہ وفادار کتا بھی ساتھ تھا جب صبح خوب روشن ہوئی لنگر اٹھایا اور روانہ
ہوئے بخاطر جمع چلے جاتے تھے ایک بندر سے آواز توپون کی شلک کی آئی سب حیران اور فکرمند
ہوئے جہاز کو لنگر کیا اور آپس مین چرچا ہونے لگا کہ کیا شاہ بندر کچھ دغا کریگا توپ چھوڑنے کا
کیا سبب ہے اتفاقاً سب سوداگرون کے پاس خوبصورت لونڈیان تھین شاہ بندر کے خوف
سے کہ مبادا چھین لے سب نے کنیزونکو صندوق مین بند کیا مین نے بھی ایسا ہی کیا کہ اپنی شہزادی کو
صندوق مین بٹھا کر قفل کر دیا اس عرصہ مین شاہ بندر ایک غراب پر مع نوکر چاکر بیٹھا ہوا نظر آیا آتے
آتے جہاز پر آ چڑھا شاید اسکے آنے کا یہ سبب تھا کہ بادشاہ کو دائی کے مرنے کی اور ملکہ
کے غائب ہونے کی خبر معلوم ہوئی مارے غیرت کے اسکا تو نام نہ لیا مگر شاہ بندر کو حکم کیا کہ مین نے
سنا ہے کہ عجمی سوداگرونکے پاس لونڈیان خوب خوب ہین سو مین شاہزادی کے واسطے
لیا چاہتا ہون تم انکو روک کر جتنی لونڈیان جہاز مین ہون حضور مین حاضر کرو کہ انھین دیکھ کر

جو پسند آوینگی اُنکی قیمت دیجائیگی نہین تو واپس ہونگی بموجب حکم بادشاہ کے شاہ بندر اُس لیے آپ جہاز
پر آیا اور میرے نزدیک ایک اور شخص بیٹھا تھا اُسکے پاس ایک لونڈی قبول صورت صندوق مین بند تھی
شاہ بندر ہر ایک صندوق پر آکر بیٹھا اور لونڈیون کو نکلوانے لگا مین نے خدا کا شکر کیا کہ بھلا بادشاہزادیکا
اُسکو ہنوز نہین جتنی لونڈیان پائین شاہ بندر کے آدمیون نے ناؤ پر چڑھائین اور خود شاہ بندر
اُس تخت پر بیٹھا تھا اُس کے مالک سے بھی ہنستے ہنستے پوچھا کہ تیرے پاس بھی تو لونڈی تھی
اُس نے کہا کہ آپکے قدمونکی سوگند مین نے بھی یہ کام نہین کیا جنھون نے کیا ہے وے لونڈیان بیچتے ہین
جب یہ باتین شاہ بندر نے سنین تب سب صندوقون کا جھاڑا لینا شروع کیا میرا بھی صندوق کھولا
اور ملکہ کو نکال کر سب کے ساتھ لیگیا تب طرح کی بلا پیش ہوئی کہ یہ ایسی حرکت پیش آئی کہ تیری جان تو مفت
گئی اور ملکہ سے دیکھئے کیا سلوک کرے اسکی فکر مین اپنی بھی جان کا ڈر بھول گیا بلکے دن رات
خدا سے دعا مانگتا رہا جب بڑی فجر ہوئی سب لونڈیون کو کشتی پر سوار کرکے پھروایا سب سوداگر
خوش ہوئے اپنی اپنی کنیزکین لین سب آئین مگر ایک میری ملکہ نہین نہ تھی مین نے پوچھا میری
لونڈی نہین آئی اسکا کیا سبب ہے انھون نے جواب دیا کہ ہم واقف نہین شاید بادشاہ نے پسند کی ہو
سب سوداگر مجھے تسلی اور دلاسا دینے لگے کہ خیر جو ہوا سو ہوا تو کرو وہ بہت اُسکی قیمت ہم سب بھری
کر شکست دینگے میرے حواس باختہ ہو گئے مین نے کہا کہ اب مین جیتا نہین جانے کا کشتی والون سے
کہا یارو مجھے بھی اپنے ساتھ لیچلو کنارے پر اُتار دیجیو وہ راضی ہوئے مین جہاز سے اُتر کر غراب مین
آ بیٹھا کتا بھی میرے ساتھ چلا آیا جب بندر مین پہونچا ایک صندوقچہ جواہر کا جو ملکہ اپنے ساتھ لائی
تھی اُسے تو رکھ لیا اور سب اسباب شاہ بندر کے نوکرون کو دیا اور مین جا بستی مین ہر کہین
پھرنے لگا کہ شاید خبر ملکہ کی پاؤن لیکن ہرگز سراغ نہ ملا اور نہ اسباب کا پتا پایا ایک رات
کو کسی مکر سے بادشاہ کے بھی محل مین گیا اور ڈھونڈھا کچھ خبر نہ ملی قریب ایک مہینے کے شہر کے کوچے
اور محلے چھان مارے اور اُس غم سے اپنے تئین قریب ہلاکت کے پہونچایا اور سودائی سا پھرنے لگا
آخر اپنے دل مین خیال کیا کہ غالب ہے شاہ بندر کے گھر مین میری بادشاہزادی ہو جسے تو ہو وے
نہین تو اور کہین نہین شاہ بندر کی حویلی کے گرد پیش دیکھتا پھرتا کہ کہین سے بھی جانے کی راہ پاؤن
تو اندر جاؤن ایک بدرو نظر پڑی کہ موافق آدمی کی آمدورفت کے ہے مگر جالی آہنی اُسکے دہانے پر
جڑی تھی یہ قصد کیا کہ اسی بدرو کی راہ سے چلون کپڑے بدن سے اُتارے اور اُس نجس کیچڑ مین اُتر
کر بڑی محنت سے اُس جالی کو توڑا اور مشابہ سا کی راہ سے چور محل مین گیا عورتون کا لباس

بنا کر ہر طرف دیکھنے بھالنے لگا ایک مکان سے آواز میرے کان میں پڑی جیسے کوئی مناجات کر رہا ہے
آگے جا کر دیکھوں تو ملکہ ہے کہ عجیب حالت سے روتی ہے اور ناک گھسنی کرتی ہے اور خدا سے دعا مانگتی ہے
کہ صدقے اپنے رسول اور اُنکی آل و اصحاب کے مجھے اس کفرستان سے نجات دے اور جس شخص نے
مجھے اسلام کی راہ بتائی ہے اُسسے ایکبار خیریت سے ملا دے دیکھتے ہی دوڑ کر پاؤں پر گر پڑا ملکہ نے
مجھے گلے لگایا ہم دونوں پر ایکدم بیہوشی کا عالم ہو گیا جب حواس بجا ہوئے میں نے کیفیت ملکہ سے
پوچھی بولی جب شاہ بندر سب لونڈیوں کو کنارے پر لے گیا میں خدا سے دعا یہی مانگتی تھی کہ میرا
راز فاش نہو اور میں پہچانی نہ جاؤں اور تیری جان پر آفت نہ آئے وہ ایسا ستار ہے کہ ہرگز
کسی نے نہ دریافت کیا کہ یہ ملکہ ہے شاہ بندر ہر ایک کو بنظر خریداری دیکھتا تھا جب میری باری
ہوئی مجھے پسند کر کے اپنے گھر میں چپکے سے بھیجدیا اوروں کو بادشاہ کے حضور گذرانا میرے باپ نے
جب اُن میں مجھے نہ دیکھا سب کو رخصت کیا یہ سب پرپیچ میرے واسطے کیا تھا اب یوں مشہور
کیا ہے کہ بادشاہ زادی بہت بیمار ہے اگر میں ظاہر ہوئی تو کوئی دن میں میرے مرنے کی خبر سارے ملک
میں اُڑے گی تو بدنامی بادشاہ کی نہووے لیکن اب میں اس عذاب میں ہوں کہ شاہ بندر مجھسے
اور ارادہ دل میں رکھتا ہے اور ہمیشہ ساتھ سونے کو بلاتا ہے میں راضی نہیں ہوتی اُسکو چاہتا ہے
ابتک میری رضامندی منظور ہے لہذا چپ ہو رہتا ہے پر حیران ہوں اس طرح کہاں تک نبھے گی سو
میں نے بھی جی میں ٹھہرایا ہے کہ جب مجھ سے کچھ اور قصد کریگا تو میں اپنی جان دونگی اور مر رہونگی
لیکن تیرے ملنے سے ایک اور تدبیر دل میں سوجھی ہے خدا چاہے تو بن پڑے سوائے اس فکر کے
دوسری مخلصی کی صورت نظر نہیں آتی میں نے کہا فرماؤ تو وہ کونسی تدبیر ہے کہنے لگی اگر تو سعی اور محنت کرے
تو ہوسکے میں نے کہا فرمانبردار ہوں اگر حکم کرو تو جلتی آگ میں کود پڑوں اور سیڑھی پاؤں تو تمہاری خاطر
آسمان پر چلا جاؤں جو کچھ فرماؤ سو بجا لاؤں ملکہ نے کہا تو پرستش بت کے تھانے میں جا اور
جس جگہ جوتیاں اُتارتے ہیں وہاں ایک ٹاٹ پڑا رہتا ہے اس ملک کی رسم ہے
کہ جو کوئی مفلس اور محتاج ہو جاتا ہے اُس جگہ وہ ٹاٹ اوڑھ کر بیٹھتا ہے وہاں کے
لوگ جو زیارت کو جاتے ہیں موافق اپنے مقدور کے اُسے دیتے ہیں جب دو چار دن
میں مال جمع ہو جاتا ہے پنڈت ایک خلعت پرستش بت کی سرکار سے دیکر اُسے رخصت
کرتے ہیں وہ تونگر ہو کر چلا جاتا ہے کوئی نہیں معلوم کرتا کہ یہ کون تھا تو بھی جا کر اُس
پلاس کے نیچے بیٹھ اور ہاتھ منھ چھپا لے اور کسی سے نہ بول بعد

تین دن سے برہمن اور بت پرست ہر چند مجھے خلعت دیکر رخصت کرین تو وہان سے نہ اُٹھنا جب بہت منت کرین تب تو بولیو کہ مجھے روپیہ پیسہ کچھ درکار نہین مین مال کا بھوکا نہین مین مظلوم ہوں فریاد کو آیا ہون اگر برہمنون کی ماما میری داد دے تو بہتر نہین تو بڑا بت میرا انصاف کرے گا اور اُس ظالم سے یہی بڑا بت میری فریاد کو پہونچے گا جب تک مان برہمنون کی آپ تیرے پاس نہ آئے بہتیرا کوئی منائے تو کبھی نہ پوچھیو آخر ناچار ہو کر وہ خود تیرے نزدیک آئیگی وہ بہت بوڑھی ہے دو سو چالیس برس کی عمر ہے اور چھتیس بیٹے اُسکے جنے ہوئے بت خانے کے سردار ہین اور اُس کا بڑے بت کے پاس بڑا درجہ ہے اس سبب سے اُس کا اتنا بڑا حکم ہے کہ جتنے چھوٹے بڑے اس ملک کے ہین اُسکے کہنے کو بڑی سعادت جانتے ہین جو وہ فرماتی ہے بسر و چشم مانتے ہین اُسکا دامن پکڑ کر کہیو کہ مائی اگر مجھ مظلوم مسافر کا انصاف ظالم سے نہ کریگی تو مین بڑے بت کی خدمت مین ٹکرین مار مرون گا آخر وہ رحم کھا کر تجھ سے میری سفارش کرے گا جب وہ تیرا احوال پوچھے تو کہیو مین عجم کا رہنے والا ہون بڑے بت کی زیارت کی خاطر اور تمھاری عدالت سُن کر کالے کوسون سے یہان آیا ہون کئی دن آرام سے رہا میری بی بی بھی میرے ساتھ آئی تھی وہ جوان ہے اور صورت شکل بھی اچھی ہے اور آنکھ ناک کان سے درست ہے معلوم نہین کہ شاہ بندر نے اُسے کیونکر دیکھا بزور مجھ سے چھین کر اپنے گھر مین ڈال دیا اور ہم مسلمانون کا یہ قاعدہ ہے کہ جو نامحرم عورت کو آنکھ دیکھے یا چھین لے تو واجب ہے کہ اُسکو جس طرح ہو مار ڈالین اور اپنی جورو کو لے لین اور نہین تو کھانا پینا چھوڑ دین کیونکہ جبتک وہ جیتا ہے وہ عورت خاوند پر حرام ہے اب یہان ناچار ہو کر آیا ہون دیکھئے تم کیا انصاف کرتی ہو جب ملک نے یہ سب سکھا پڑھا دیا مین رخصت ہوا اُسی نابدان کی طرف سے نکلا اور وہ جالی آہنی پھر لگا دی صبح ہوتے بتخانے مین گیا اور وہ سیاہ پلاس اوڑھ کر بیٹھا تین روز مین اتنا روپیہ اور اشرفی اور کپڑا میرے نزدیک جمع ہوا کہ انبار لگ گیا جو تیسرے دن پنڈتے بھجن کرتے اور گاتے بجاتے خلعت لیے میرے پاس آئے اور رخصت کرنے لگے مین راضی نہوا اور دوہائی بڑے بت کی دی کہ مین گدائی کرنے نہین آیا بلکہ انصاف کے لیے بڑے بت اور برہمنون کی ماما کے پاس آیا ہون جب تلک اپنی داد نہ پاؤن گا یہان سے نہ جاؤنگا وہ سُنکر اُس پیر زال کے روبرو گئے اور میرا احوال بیان کیا بعد اُسکے ایک چوبے آیا اور میرے تئین کہنے لگا کہ چل ماما بلاتی ہے وہان تاش کا لاسر سے پانون تک اوڑھے ہوئے دیرے مین گیا کیا دیکھتا ہون ایک جڑاؤ سنگھاسن پر جس مین لعل و الماس اور موتی اور مونگا لگا

اوجھل ہے بڑا بت بیٹھا ہے اور ایک کرسی زرین پر فرش معقول بچھا ہے اُسپر ایک بڑھیا سیاہ پوش
مسند تکیے لگائے اور دو لڑکے دس بارہ برس کے ایک داہنے اور ایک بائین شان و شوکت اور تجمل
سے بیٹھی ہے مجھے آگے بلایا مین ادب سے آگے گیا اور تخت کے پائے کو بوسہ دیا پھر اُسکا دامن پکڑ لیا اُس نے
میرا احوال پوچھا مین نے اسی طرح جس طور سے ملکہ نے تعلیم کر دیا تھا ظاہر کیا سنکر بولی کہ مسلمان اپنی استریونکو
اوجھل مین رکھتے ہین مین نے کہا ہان تمھارے بچونکی خیر ہو یہ ہماری رسم قدیم ہے بولی کہ تیرا اچھا مذہب
ہے مین ابھی حکم کرتی ہون کہ شاہ بندر مع تیری جورو کے آن کر حاضر ہوتا ہے اور اُس کیدی کو ایسی
سیاست کرون کہ بار دیگر ایسی حرکت نکرے اور سب کے کان کھڑے ہون اور ڈرین اپنے
لوگون سے پوچھنے لگی کہ شاہ بندر کون ہے اُسکی یہ مجال ہوئی کہ بیگانی تریا کو بزور چھین لیتا ہے
لوگون نے کہا کہ فلانا شخص ہے یہ سن کر اُن دونون لڑکونکو جو پاس بیٹھے تھے فرمایا کہ جلدی اس مانس کو
ساتھ لیکر بادشاہ کے حضور جاؤ اور کہو کہ ماتا فرماتی ہے کہ حکم بڑے بت کا یہ ہے کہ شاہ بندر آدمیونپر زور
زیادتی کرتا ہے اس غریب کی عورت کو چھین لیا ہے اُسکی تقصیر بڑی ثابت ہوئی جلد اُس گمراہ کے
مال کا تعلیقہ کر کے اس مرد کو کہ ہمارا منظور نظر ہے حوالے کر نہین تو آج رات کو ستیاناس ہو گا اور ہمارے
غضب مین پڑیگا وہ دونون طفل اُٹھ کر مندل سے باہر آئے اور سوار ہوئے سب بڑے سنکھ بجاتے
اور آرتی گاتے جلو مین سنگ ہو لیے غرض وہان کے بڑے چھوٹے جہان اُن لڑکونکا پانون پڑتا تھا وہانکی
مٹی تبرک جانکر اُٹھا لیتے اور آنکھون سے لگاتے اسیطرح بادشاہ کے قلعے تک گئے بادشاہ کو
خبر ہوئی ننگے پانون استقبال کی خاطر نکل آیا اور اُنکو بڑے مان مہنت سے لیجا کر اپنے پاس تخت پر
بٹھایا اور پوچھا آج کیونکر تشریف فرمانا ہوا اُن دونون برہمن بچون نے ماتا کی طرف سے جو کچھ
سُن آئے تھے کہا اور بڑے بت کی خفگی سے ڈرایا بادشاہ نے سنتے ہی فرمایا بہت خوب اور اپنے نوکرون کو
حکم دیا کہ تعجیل جائین اور شاہ بندر کو مع اُس عورت کے جلد حضور مین حاضر کرین تو مین تقصیر اُس کی تحقیق
کر کے سزا دون یہ سُن کر مین اپنے دل مین گھبرایا کہ یہ بات تو اچھی نہ ہوئی اگر شاہ بندر کے ساتھ ملکہ کو
بھی لائین تو پردہ فاش ہو گا اور میرا کیا احوال ہو گا دل مین نہایت خوف زدہ ہو کر خدا کی طرف
رجوع کی لیکن میرے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین اور بدن کانپنے لگا لڑکون نے یہ میرا رنگ دیکھ
شاید دریافت کیا کہ یہ حکم اُسکی مرضی کے موافق نہوا دونون خفا اور برہم ہو کے اُٹھے اور بادشاہ کو جھڑک کر
بولے کہ مردک تو دیوانہ ہوا ہے جو فرمانبرداری سے بڑے بت کی نکلا اور ہمارے بچن کو جھوٹ سمجھا
جو دونون کو بلوا کر تحقیق کیا چاہتا ہے اب خبردار تو غضب مین بڑے بت کے پڑا ہم نے تجھے حکم

پہنچا دیا اب تو بیان اور بڑا بہت جانے اس کہنے سے بادشاہ کی عجب حالت ہوئی کہ ایک چپ چاپ کھڑا
ہو گیا اور سر سے پانوں تک عرق ہو گیا منت کرکے منانے لگا یہ دونوں ہرگز نہ بیٹھے لیکن کھڑے رہے
آئین جتنے امیر امرا وہاں حاضر تھے ایک متفق ہو کر بدگوئی شاہ بندر کی کرنے لگے کہ وہ ایسا ہی حرامزادہ بدکار
اور پاپی ہے جیسی ایسی حرکتیں کرتا ہے کہ حضور میں بادشاہ سے کیا کیا عرض کریں جو کچھ برہمنو کی ماتا
نے لکھا بھیجا ہے درست ہے اسواسطے کہ حکم بڑے بت کا ہے یہ دروغ کیونکر ہوگا بادشاہ نے جب
سب کی زبانی ایک ہی بات سنی اپنے کہنے سے بہت خجل اور نادم ہوا چنانچہ ایک خلعت پاکیزہ مجھے
دیے اور ایک حکمنامہ اپنے ہاتھ سے لکھ اس پر دستی مہر کر میرے حوالے کیا اور ایک تحریر برہمنو کی
ماتا کو لکھا اور جواہر و اشرفیوں کے خوان لڑکوں کے نذر و پیشکش بھیجکر رخصت کیا میں خوشی خوشی
بت خانے میں آیا اور اس بڑھیا کے پاس گیا بادشاہ کا خط جو آیا تھا اس کا یہ مضمون تھا القاب
بعد بندگی و عجز و نیاز لکھکر لکھا تھا کہ موافق حکم حضور کے اس مرد مسلمان کو خدمت شاہ بندری کی
مقرر ہوئی اور خلعت دیگئی اب یہ اس کے قتل کرنے کا مختار ہے اور سارا مال و اموال اسکا ان
ترک کا ہوا جو چاہے سو کرے امیدوار ہوں کہ میری تقصیر معاف ہو برہمنو کی ماتا نے خوش ہوکر
فرمایا کہ نوبت خانے میں شادیانے کے نوبت بجے اور پانچ سو سپاہی برقنداز جو بال باندھی کوڑی مارین
مسلح میرے ہمراہ کر دیے اور حکم کیا کہ بندر میں جاکر شاہ بندر کو دستگیر کرکے اس مسلمان کے حوالے
کریں جس طرح کے عذاب سے اسکا جی چاہے اسے مارے اور خبردار رہو کہ اس عزیز کے کوئی
مجلس میں داخل نہ ہونے دے اور اسکے مال اور خزانے کو امانت اسکے سپرد کریں جب یہ بخوشی رخصت
لے تو رسید اور تسلی نامہ اس سے لے کر پھر آئیں اور ایک سراپا بہت بزرگ کی سرکار سے
میرے تئیں دیکر سوار کروا کے وداع کیا جب میں بندر میں پہنچا ایک آدمی نے بڑھکر شاہ بندر کو خبر کی
وہ حیران سا بیٹھا تھا کہ میں جا پہنچا غصہ تو دل میں بھر ہی رہا تھا دیکھتے ہی شاہ بندر کو تلوار کھینچکر
ایسی گردن میں لگائی کہ اسکا سر تک بھٹا سا اڑ گیا اور وہاں کے گماشتے خزانچی مشرف داروغوں کو
پکڑا اسکے سب دفتر ضبط کیے اور میں محل میں داخل ہوا انکے سے ملاقات ہوئی آپس میں گلے لگ لگ
روئے اور شکر خدا کا کیا میں نے اسکے کسنے میرے آنسو پونچھے پھر باہر مسند پر بیٹھکر اہلکاروں نکو
خلعتیں دیں اور اپنی اپنی خدمتوں پر سب کو بحال کیا نوکر اور غلاموں کو سرفرازی دی وہ لوگ جو
مشتری سے میرے ساتھ متعین ہوئے تھے ہر ایک کو انعام اور بخشش دیکر اور انکے جمعدار
رسالدار کو جوڑے پہنا کر رخصت کیا اور جواہر بیش قیمت اور تحفجات نور بافی اور شال بافی

اور زر دوزی اور جنس تحفے ہر ایک ملک کے اور نقد بہت سا بادشاہ کی نظر کی خاطر اور موافق ہر ایک امراؤن کے درجہ بدرجہ اور بندر ان کے لیے اور سب بنڈوں کے تقسیم کرنے کی خاطر اپنے ساتھ لیکر بعد ایک ہفتہ کے مین تنکرے مین آیا اور اُس ماما کے آگے بطریق بھینٹ کے رکھا اُس نے اوز ایک خلعت سرفرازی کی مجھے بخشی اور خطاب دیا پھر بادشاہ کے دربار مین جا کر پیشکش گذرانی اور جو جو ظلم اور فساد شاہ بندر نے ایجاد کیا تھا اُس کے موقوف کرنے کی خاطر عرض کی اُس سبب سے بادشاہ اور امیر اور سوداگر سب مجھ سے راضی ہوئے بہت نوازش مجھ پر فرمائی اور خلعت اور گھوڑا دے کر منصب جاگیر عنایت کی اور آبرو حرمت بخشی جب بادشاہ کے حضور سے باہر آیا شاگرد پیشون کو اور اہلکارون کو اتنا کچھ دیکر راضی کیا کہ سب میرا کلمہ پڑھنے لگے غرض مین بہت مرفہ الحال ہو گیا اور نہایت چین و آرام سے اُس ملک مین ملکہ سے عقد باندھ کر رہنے لگا اور خدا کی بندگی کرنے لگا میرے انصاف کے باعث رعیت پرجا سب خوش تھے مہینے مین ایکبار تحانہ اور بادشاہ کے حضور آتا جاتا بادشاہ روز بروز زیادہ سرفرازی فرماتا آخر مصاحبت مین مجھے داخل کیا میری بے صلاح کوئی کام نہ کرتا تھا نہایت بے فکری سے زندگی گذرنے لگی مگر خدا ہی جانتا ہے اکثر اندیشہ اُن دونون بھائیون کا دل مین آتا کہ وہ کہان ہونگے اور کسطرح ہونگے بعد مدت دو برس کے ایک قافلہ سوداگرونکا ملک زیرباد سے اُس بندر مین آیا وہ سب قصد عجم کا رکھتے تھے انھون نے یہ چاہا کہ دریا کی راہ سے اپنے ملک کو جائین وہان کا قاعدہ یہ تھا کہ جو کاروان آتا اُس کا سردار سوغات و تحفہ ہر ایک ملک کا میرے پاس لاتا اور نذر گذرانتا دوسرے روز مین اُسکے مکان پر جاتا اور وہ بھی بطریق محصول کے اُسکے مال سے لیتا اور پروانگی کوچ کی دیتا اسیطرح وہ سوداگر زیرباد کے بھی میری ملاقات کو آئے اور بے بہا پیشکش لائے دوسرے دن مین اُنکے خیمے مین گیا دیکھا تو دو آدمی پھٹے پرانے کپڑے گٹھری بھی سر پر اُٹھا کر میرے روبرو لاتے ہین بعد ملاحظہ کرنے کے پھر اُٹھا لیجاتے ہین اور بڑی محنت سے خدمت کر رہے ہین مین نے خوب پہچان کر جو دیکھا تو یہی دونون میرے بھائی ہین اُسوقت غیرت حمیت نے نہ چاہا کہ اُنکو اسطرح خدمت گزاری مین دیکھون جب مین اپنے گھر کو چلا آدمیونکو کہا کہ ان دونون شخصونکو لیتے آؤ جب اُنکو لائے تو دیکھا اور لباس پوشاک بنوادی اور پھر اپنے پاس رکھا ان بدخواہون نے پھر میرے مارنے کا منصوبہ باندھا اور ایک روز آدھی رات مین سب کو غافل پا کر چورونکی طرح میرے سرہانے آ پہونچے مین نے اپنی جان کے ڈر سے چوکیدارونکو دروازے پر رکھا تھا اور یہ کتا وفادار میری چارپائی کی پٹی تلے سوتا تھا جو ہین انھون نے تلوارین میان سے کھینچین

پہلے کتے نے بھونک کر اوپر جو کیا اُسکی آواز سے سب جاگ پڑے میں بھی اُبلاکر چونکا آدمیوں نے اُن کو بڑا
معلوم ہوا کہ آپ ہی میں سب اُنکو مشکیاں بندھ گئے کہ باوجود اسی خاطر داری کے یہ کیا حرکت اُن سے
ظہور میں آئی بادشاہ سلامت تب تو میں بھی ڈرا مثل مشہور ہے ایک خطا دو خطا تیسری خطا مادر بخطا
دل میں یہی صلاح ٹھہری کہ اب اُنکو مقید کروں لیکن اگر بندی خانے میں رکھوں تو اُن کا کون
خبرگیراں رہے گا بھوک پیاس سے مر جاینگے یا کوئی اور سوانگ لا کھینچنگے اسواسطے قفس میں رکھا ہے
کہ ہمیشہ میری نظر کے تلے رہیں تو میری خاطر جمع رہے مبادا آنکھوں سے اوجھل ہوکے کچھ اور مکر کریں
اور اس کتے کی عزت اور حرمت اسکی نمک حلالی اور وفاداری کا سبب ہے سبحان اللہ آدمی بیوفا
بدتر حیوان باوفا سے ہے میری یہ سرگذشت تھی جو حضور میں عرض کی اب خواہ قتل فرمائیے یا جان بخشی
کیجئے حکم بادشاہ کا ہے میں نے یہ سخن کر اُس جوان باایمان پر آفرین کی اور کہا کہ تیری مروت میں کچھ خلل
نہیں اور اُنکی بیحیائی و حرامزدگی میں ہرگز کچھ قصور نہیں سچ ہے کتے کی دم بارہ برس گاڑ دو تو بھی ٹیڑھی کی
ٹیڑھی رہے اُسکے بعد میں نے حقیقت بارہوں لعل کی کہ اُس کتے کے پٹوں میں تھے پوچھی خواجہ بولا
بادشاہ کی صد و بست سال کی عمر ہو اُسی بندر میں جہاں میں حاکم تھا بعد تین چار سال کے ایک روز
بالاخانہ پر محل کے کہ بلند تھا واسطے سیر و تماشے دریا و صحرا کے میں بیٹھا تھا اور ہر طرف دیکھتا تھا
ناگاہ ایک طرف جنگل میں کہ شاہراہ نہ تھی دو آدمی کی تصویر سی نظر آئی کہ چلے جاتے ہیں دوربین لیکر
دیکھا تو عجب ہیئت کے انسان دکھائی دیے چوبداروں کو اُنکے بلانے کے واسطے دوڑایا جب وہ آئے
معلوم ہوا کہ ایک عورت اور ایک مرد ہے رنڈی کو محلسرا میں ملکہ کے پاس بھیجدیا اور مرد کو روبرو بلایا
دیکھا تو ایک جوان برس بائیس کا داڑھی مونچھ آغاز ہے لیکن دھوپ کی گرمی سے اُسکے چہرہ کا رنگ
کالے توے کا سا ہو رہا ہے اور سر کے بال اور ہاتھوں کے ناخن بڑھ کر بن مانس کی صورت بن رہا ہے
اور ایک لڑکا برس تین چار ایک کا کاندھے پر اور دو آستینیں کرتے کی بھری ہوئیں ہیکل کی طرح
گلے میں ڈالے عجب صورت اور عجیب وضع اُسکی دیکھی میں نے نہایت حیران ہوکر پوچھا اے
عزیز تو کون ہے اور کس ملک کا باشندہ ہے اور کیا تیری حالت ہے وہ جوان بے اختیار
رونے لگا اور وہ ہمیانی کھول کر میرے آگے زمین پر رکھی اور بولا الجوع الجوع واسطے
خدا کے کچھ کھانے کو دو مدت سے گھاس اور پتیاں کھاتا چلا آتا ہوں ایک ذرا
قوت مجھ میں باقی نہیں رہی وہیں نان و کباب و شراب میں نے منگوا دیے وہ
کھانے لگا اتنے میں خواجہ سرا محل سے کئی تھیلیاں اُنہیں کے قبیلے کے پاس سے

لے آیا مین نے اُن سب کو کھلوایا ہر ایک قسم کے جواہر دیکھے کہ ایک ایک دانہ اُنکا خراج سلطنت کا کہنا چاہیے ایک سے ایک انمول ڈول مین اور تول مین اور آبداری مین اور اُنکی جوت پڑنے سے سارا مکان بوقلمون ہو گیا جب اُس نے ٹکڑا کھایا اور ایک جام دارو کا پیا اور دم لیا حواس بجا ہوئے تب مین نے پوچھا کہ یہ پتھر تجھے کہان ہاتھ آئے جواب دیا کہ میرا وطن ولایت آذربائیجان ہے لڑکپن مین گھر بار ماں باپ سے جدا ہو کر بہت سختیان کھینچین اور ایک مدت تک مین زندہ در گور رہا اور کئی بار ملک الموت کے پنجے سے بچا ہون مین نے کہا اے مرد آدمی مفصل کہہ تو معلوم ہو تب وہ احوال اپنا یون بیان کرنے لگا کہ میرا باپ سوداگر پیشہ تھا ہمیشہ سفر ہندوستان اور روم و چین و ختا و فرنگ کا کرتا جب مین دس برس کا ہوا باپ ہندوستان کو چلا مجھے اپنے ساتھ لیجانے کو چاہا ہر چند والدہ نے اور خالہ نانی پھوپھی نے کہا کہ ابھی یہ لڑکا ہے لائق سفر کے نہین ہوا والد نے نہ مانا اور کہا کہ مین بوڑھا ہوا اگر یہ میرے روبرو تربیت نہو گا تو یہ حسرت گور مین لیجاؤنگا مرد بچہ ہے اب نہ سیکھے گا تو کب سیکھے گا یہ کہکر مجھے خواہ نخواہ ساتھ لیا اور روانہ ہوا خیر و عافیت سے راہ کٹی جب ہندوستان مین پہونچے کچھ جنس وہان بیچی اور وہان کے سوغات لیکر زیر باد کے ملک کو گئے یہ بھی سفر بخوبی ہوا وہان سے بھی خرید و فروخت کرکے جہاز پر سوار ہوے کہ جلدی وطن مین پہونچین بعد ایک مہینے کے ایک روز آندھی اور طوفان آیا اور مینہ موسلا دھار برسنے لگا سارا زمین و آسمان دھوان دھار ہو گیا اور پتوار جہاز کی ٹوٹ گئی معلم ناخدا سب پیٹنے لگے دس دن تک ہوا اور موج جدھر چاہتی تھی لیے جاتی تھی گیارھوین روز ایک پہاڑ سے ٹکر کھا کے جہاز پرزے پرزے ہو گیا یہ نہ معلوم ہوا کہ باپ اور نوکر اور اسباب کہان گیا مین نے اپنے تئین ایک تختے پر دیکھا سہ شبانہ روز وہ بیڑا بے اختیار چلا گیا چوتھے دن کنارے پر جا لگا مجھ مین فقط جان باقی تھی اُس پر سے اُتر کر گھٹنیون چلکر بارے کسی نہ کسی طرح زمین پر پہونچا دور سے کھیت نظر آئے اور بہت سے آدمی وہان جمع تھے لیکن سب سیہ فام ننگے مادر زاد مجھ سے کچھ بولے لیکن مین نے اُنکی زبان مطلق نہ سمجھی وہ کھیت چنون کا تھا وہ آدمی آگ کا الاؤ جلا کر بوٹون کے ہولے کرتے اور کھاتے تھے اور وہین بستے تھے مجھے بھی اشارت کرنے لگے کہ تو بھی کھا مین نے بھی ایک مٹھی اُٹھا کر پھونکنے اور پھانکنے لگا تھوڑا سا پانی پیکر ایک گوشہ مین سو رہا بعد دیر کے جب جاگا اُن مین سے ایک شخص میرے نزدیک آیا اور راہ دکھانے لگا مین نے تھوڑے سے چنے اکھیڑ لیے اور اُس راہ پر چلا ایک کف دست میدان تھا گویا صحرائے قیامت کا نمونہ کہا چاہیئے وہی بوٹ کھاتا ہوا چلا جاتا تھا بعد چار دن کے ایک قلعہ نظر پڑا مین پاس گیا تو ایک کوٹ دیکھا بہت بلند تمام پتھر کا اور ہر ایک النگ اُسکی دو دو کوس کی اور دروازہ ایک سنگ کا

ترا شا ہوا ایک قفل پڑا پایا پڑا تھا لیکن وہاں انسان کا نشان نظر نہ پڑا وہاں سے آگے چلا ایک ٹیلا دیکھا
کہ ویسی خاک سرمے کے رنگ سیاہ تھی جب اُس ٹیل کے پار ہوا تو ایک شہر نظر پڑا بہت بڑا گرد شہر پناہ اور
جا بجا برج ایک طرف شہر کے دریا تھا بڑے پاٹ کا جاتے جاتے دروازے پر گیا اور بسم اللہ کہکر قدم
اندر رکھا ایک شخص کو دیکھا پوشاک اہل فرنگ کی پہنے ہوئے کرسی پر بیٹھا ہے جوں ہی اُس نے مجھے
اجنبی مسافر دیکھا اور میرے منہ سے بسم اللہ سنی پکارا کہ آگے آؤ میں نے جا کر سلام کیا نہایت مہربانی
سے سلام کا جواب دیا تمام میز پر پاؤ روٹی اور مسکا اور مرغ کا کباب اور شراب رکھ کر کہا پیٹ بھر کھا
میں نے تھوڑا سا کھایا اور پیا اور بے خبر ہو کر سو رہا جب رات ہو گئی آنکھ کھلی منہ ہاتھ دھویا پھر مجھے
کھانا کھلایا اور کہا اے بیٹا اپنا احوال کہہ جو کچھ مجھ پر گزرا تھا سب کہہ سنایا تب بولا یہاں تو کیوں آیا میں نے
دق ہو کر کہا شاید تو دیوانہ ہے میں نے بعد مدت کی محنت کے آبادی کی صورت دیکھی ہے خدا نے یہاں
تک پہنچایا اور تو کہتا ہے کیوں آیا کہنے لگا اب تو آرام کر کل جو کہنا ہوگا کہوں گا جب صبح ہوئی بولا کوٹھری
میں پھاوڑا اور چھلنی اور توبڑا ہے باہر لے آ میں نے دل میں کہا کہ خدا جانے روٹی کھلا کر کیا محنت
مجھ سے لے گا ناچار وہ سب نکال کر اُسکے روبرو لایا تب اُس نے فرمایا کہ اس ٹیلے پر جا اور ایک گز کے
موافق گڑھا کھود وہاں سے جو کچھ نکلے اس چھلنی میں چھان جو نہ چھن سکے اُسے توبڑے میں بھر کر میرے
پاس لا میں وہ سب چیزیں لیکر وہاں گیا اور اُتنا ہی کھود کر چھان چھان کر توبڑے میں ڈالا دیکھا تو وہ سب
جواہر رنگ برنگ کے تھے اُنکی جوت سے آنکھیں چوندھیا گئیں اسی طرح تھیلی کو ٹھسا ٹھس بھر کر اُس عزیز کے
پاس لے گیا وہ دیکھ کر بولا کہ جو اس میں بھرا ہے تو لے اور یہاں سے جا کہ تیرا رہنا اس شہر میں خوب نہیں میں نے
جواب دیا کہ صاحب نے اپنی جانب میں بڑی مہربانی کی کہ اتنا کچھ کنکر پتھر دیا لیکن میرے کس کام کا ہے
جب میں بھوکا ہوں گا تو انکو نہ چبا سکوں گا نہ پیٹ بھرے گا پس اگر اور بھی دو تو میرے کس کام آئیں گے
وہ مرد ہنسا اور کہنے لگا کہ مجھکو تجھ پر افسوس آتا ہے کہ تو بھی ہمارے مانند ملک عجم کا متوطن ہے اسلئے
میں منع کرتا ہوں نہیں تو جان اگر خواہ مخواہ تیرا یہی قصد ہے کہ شہر میں جاؤں تو میری انگوٹھی
لیتا جا جب بازار کے چوک میں جائے تو ایک شخص سفید ریش وہاں بیٹھا ہوگا اُسکی صورت شکل
مجھ سے مشابہ ہے میرا بڑا بھائی ہے اُسکو یہ چھاپ دکھیو وہ تیری خبر گیری کریگا اور جو کچھ وہ کہے اُسی
کے موافق کیجیو نہیں تو مفت مارا جائیگا اور میرا حکم یہیں تک ہے شہر میں میرا دخل نہیں میں نے اُس سے
وہ خاتم لی اور سلام کر کے رخصت ہوا شہر میں گیا بہت خاصہ شہر دیکھا کوچہ و بازار صاف اور زن و مرد
بے حجاب آپس میں خرید و فروخت کرتے سب خوش لباس میں سیر کرتا اور تماشا دیکھتا جب

چوک کے چوراہے مین پہونچا ایسا اژدہام تھا کہ تھالی پھینکئے تو آدمیونکے سر پر چلی جائے خلقت کا یہ ٹھٹھ
بندھ رہا تھا کہ آدمی کو راہ چلنا مشکل تھا جب کچھ بھیڑ چھٹی مین دھکم دھکا کرتا ہوا آگے گیا بارے اس
عزیز کو دیکھا کہ ایک چوکی پر بیٹھا ہے اور ایک جڑاؤ چقماق پیرو دھری ہے مین نے جا کر سلام کیا
اور وہ مہر دی اس نے نظر غضب سے میری طرف دیکھا اور بولا کیون تو یہان آیا اور اپنے تئین بلا مین ڈالا
کہ میرے بیوقوف بھائی نے تجھے منع کیا تھا مین نے کہا انھون نے تو کہا مین نے نہ مانا اور تمام کیفیت اپنی
ابتدا سے انتہا تک کہہ سنائی وہ شخص اٹھا اور مجھے ساتھ لیکر اپنے گھر کی طرف چلا اسکا مکان بادشاہونکا سا
دیکھنے مین آیا اور بہت سے نوکر چاکر اسکے تھے جب خلوت مین جا کر بیٹھا بملائمت بولا کہ اے فرزند یہ کیا
تو نے حماقت کی کہ اپنے پاؤن سے گور مین آیا کوئی بھی کمبخت اس طلسماتی شہر مین آتا ہے مین نے کہا
مین اپنا احوال پیشتر کہہ چکا ہون اب تو قسمت لے آئی لیکن شفقت فرما کر یہان کی راہ و رسم سے مطلع
کیجئے تو معلوم کرون کہ اسواسطے تم نے اور تمہارے بھائی نے مجھے منع کیا تب وہ جوانمرد بولا
کہ بادشاہ اور تمام رئیس اس شہر کے راندے ہوئے ہین عجب طرح کا انکا رویہ اور مذہب ہے یہان
بتخانے مین ایک بت ہے کہ شیطان اسکے پیٹ مین سے نام اور ذات اور دین ہر کسی کا بیان کرتا ہے
پس جو کوئی غریب مسافر آتا ہے بادشاہ کو خبر ہوتی ہے تو اسے مندر مین لیجاتا ہے اور بت کا سجدہ
کرواتا ہے اگر ڈنڈوت کی تو بہتر نہین تو بیچارے کو دریا مین ڈبو دیتا ہے اگر وہ چاہے کہ دریا سے
نکلکر بھاگے تو آلت اور خصیے اسکے لنبے ہوجاتے ہین ایسے کہ زمین مین گھسٹتے ہین مارے بوجھ کے وہ
ہرگز چل نہین سکتا ایسا کچھ طلسم اس شہر مین بنایا ہے مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے مگر تیری خاطر ایک
تدبیر کرتا ہون کہ بھلا کوئی دن تو تو جیتا ہے اور اس عذاب سے بچے مین نے پوچھا وہ کیا صورت
تجویز کی ہے ارشاد ہو کہنے لگا تجھے کدخدا کرون اور وزیر کی لڑکی تیری خاطر بیاہ لاؤن مین نے جواب دیا
کہ وزیر اپنی بیٹی مجھ سے مفلس کو کب دیگا مگر جب انکا دین قبول کرون سو مجھ سے نہوسکیگا کہنے لگا اس
شہر کی یہ رسم ہے کہ جو کوئی اس بت کو سجدہ کرے اور فقیر ہو اور بادشاہ کی بیٹی کو مانگے تو اسکی خوشی کی
خاطر حوالے کرین اور اسے رنجیدہ نکرین اور میرا بھی بادشاہ کے نزدیک اعتبار ہے اور عزیز رکھتا ہے
لہذا سب ارکان و اکابر یہان کے میری قدر کرتے ہین اور درمیان ایک ہفتہ کے دو دن بتکدے مین
زیارت کو جاتے ہین اور عبادت بجالاتے ہین چنانچہ کل سب جمع ہووینگے مین تجھے بھی لیجاؤنگا یہ کہکر
کھلا پلا کر سلا رکھا جب صبح ہوئی مجھے ساتھ لے کر بتخانے کی طرف چلا وہان جا کر جو دیکھا تو آدمی آتے
جاتے ہین اور پرستش کرتے ہین بادشاہ اور امیر بت کے سامنے پنڈتونکے پاس سر ننگے کیے ادب سے

دو زانو بیٹھے تھے اور ناکتخدا لڑکیاں اور لڑکے خوبصورت جیسے حور و غلمان چاروں طرف صف باندھے
کھڑے تھے وہ عزیز مجھ سے مخاطب ہوا کہ اب میں جو کہوں سو کر میں نے قبول کیا کہ جو فرماؤ سو بجا لاؤں
بولا کہ پہلے بادشاہ کے ہاتھ پانوں کو بوسہ دے پیچھے اسکے وزیر کا دامن پکڑ میں نے ویسا ہی کیا
بادشاہ نے پوچھا یہ کون ہے اور کیا کہتا ہے اُس مرد نے کہا یہ جوان میرے رشتے میں ہے بادشاہ
کی قدمبوسی کی آرزو میں دور سے آیا ہے اس توقع پر کہ وزیر اسکو اپنی غلامی میں سربلند کرے
اگر حکم بندے بت کا اور مرضی حضور کی ہو تو بادشاہ نے پوچھا کہ ہمارا مذہب اور دین و آئین قبول
کریگا تو مبارک ہے وہیں بتخانے کا نقارہ بجنے لگا اور بھاری خلعت مجھے پہنائے اور ایک رسی
سیاہ میرے گلے میں ڈالکر کھینچتے ہوئے بت کے سنگاسن کے آگے لیجا کر سجدہ کروا کر کھڑا کیا بت سے
آواز نکلی اے خواجہ زادے خوب ہوا کہ تو ہماری بندگی میں آیا اب ہماری رحمت اور عنایت کا امیدوار
رہ یہ سنکر سب خلقت نے سجدہ کیا اور زمین میں لوٹنے لگے اور پکارے دھن ہے کیوں نہ ہو تم ایسے ہی
ٹھاکر ہو جب شام ہوئی بادشاہ اور وزیر سوار ہو کر وزیر کے محل میں داخل ہوئے اور وزیر کی بیٹی کو
اپنے طور کی ریت رسم ادا کر کے میرے حوالے کیا اور بہت سا دان دہیز دیا اور منت وار ہوئے کہ
بموجب حکم بندے بت کے اسے تمہاری خدمت میں دیا اور ایک مکان میں ہم دونوں کو رکھا اُس نازنین کو
میں نے دیکھا تو فی الواقع انس کا عالم پری کا سا تھا نکھ سکھ سے درست جو جو خوبیاں پدمنی کی سنی جاتی ہیں
سو سب اُسمیں موجود تھیں بفراغت تمام میں نے صحبت کی اور حظ اٹھایا صبح کو غسل کر کے بادشاہ کے
مجرے میں حاضر ہوا بادشاہ نے خلعت دامادی کی عنایت کی اور حکم فرمایا کہ ہمیشہ دربار میں حاضر
رہا کرے آخر بعد چند روز کے مصاحبت میں داخل ہوا بادشاہ میری صحبت سے نہایت محظوظ ہوتے
اور اکثر خلعت و انعام عنایت کرتے اگرچہ دنیا کے مال سے میں غنی تھا سو اسطے کہ میرے قبیلے کے پاس
اتنا نقد و جنس و جواہر تھا کہ جسکی حد و نہایت نہ تھی دو سال تک بہت عیش و آرام سے گذری اتفاقاً
وزیر زادی کو پیٹ رہا جب ستوانسا ہوا اور آٹھواں مہینا گذرے پورے دن ہوئے پیڑیں لگیں دائی جنائی
آئی تو مرا لڑکا پیٹ سے نکلا اسکا بس جچا کو چڑھا وہ بھی مرگئی میں مارے غم کے دیوانہ ہو گیا کہ کیا آفت
ٹوٹی اسکے سرہانے بیٹھا روتا تھا کہ ایکبارگی رونے کی آواز سارے محل میں بلند ہوئی اور چاروں طرف سے
عورتیں آنے لگیں جو آتی تھی ایک دو ہتڑ میرے سر پر مارتی اور اپنی کُس اور کون کو ننگا کر کے میرے
مقابل کھڑی رہتی اور رونا شروع کرتی اتنی رنڈیاں اکٹھی ہوئیں کہ میں ان کے چوتڑوں میں چھپ گیا
نزدیک تھا کہ جان نکل جاوے اتنے میں کسی نے پیچھے سے گریبان کھینچکر گھسیٹا دیکھوں تو

وہی مرد عجمی ہی جسنے مجھے بیاہا تھا کہنے لگا کہ اے احمق تو کس لیے روتا ہے مین نے کہا اے ظالم تو نے
یہ کیا بات کہی میری بادشاہت لٹ گئی آرام خانہ داری کا گیا گذرا تو کہتا ہے کیون غم کرتا ہے تبسم کر کے
بولا کہ اب اپنی موت کی خاطر رو مین نے پہلے ہی تجھ سے کہا تھا کہ شاید اس شہر مین تجھے تیری اجل لے
آئی ہے سو وہی ہوا اب سواے مرنے کے تیری رہائی نہین آخر لوگ مجھے پکڑ کر بتخانے مین لے گئے
دیکھا تو بادشاہ اور امرا اور چھتیس فرقہ رعیت پرجا وہان جمع ہین اور وزیرزادی کا مال و اموال سب
دھرا ہے جو چیز جسکا جی چاہتا ہے لیتا ہے اور اُسکی قیمت کے روپے دھر دیتا ہے غرض سب اسباب
کے نقد روپے ہوئے ان روپیون کا جواہر خرید اگیا اور ایک صندوقچے مین بند کیا اور ایک صندوقچے
مین نان حلوا اور گوشت کے کباب اور میوہ خشک و تر اور کھانے کی چیزین لیکر بھرین اور لاش مین
بی بی کی ایک صندوق مین رکھ کر صندوق آرزوقے کا اونٹ پر لدوایا اور مجھے سوار کیا اور صندوقچہ
جواہر کا میری بغل مین دیا اور سارے باہمن آگے آگے بھجن کرتے اور سنکھ بجاتے چلے اور پیچھے ایک
خلقت مبارکباد کہتی ہوئی ساتھ ہوئی اس طور سے اُسی دروازے سے کہ مین پہلے روز آیا تھا
شہر کے باہر نکلا جونہین داروغہ کی نظر مجھ پر پڑی رونے لگا اور بولا کہ اے بدبخت اجل گرفتہ میری بات
نہ سنی اور شہر مین جا کر مفت اپنی جان دی میری تقصیر نہین مین نے منع کیا تھا یہ بات کہی لیکن مین تو
ہکا بکا ہو رہا تھا نہ زبان یاری دیتی تھی کہ جواب دون نہ اوسان بجا تھے کہ دیکھیے انجام میرا کیا
ہوتا ہے آخر اُسی قلعے کے پاس جسکا مین نے پہلے روز دروازہ بند دیکھا تھا لے گئے اور بہت سے
آدمیون نے ملکر قفل کھولا اور تابوت صندوق کو اندر لے گئے ایک پنڈت میرے نزدیک آیا اور
سمجھانے لگا کہ مانس ایکدن جنم پاتا ہے اور ایک روز ناس ہوتا ہے دنیا کا یہی ادگن ہے اب یہ تیری
استری اور پوت اور دھن اور چالیس دن کا اسباب بھوجن کا موجود ہے اس کو لے اور یہان رہ
جب تلک بڑا بت تجھپر مہربان ہووے مین نے غصے مین چاہا کہ اس بت پر اور وہانکے رہنے والون پر
اور اس ریت رسم پر لعنت کرون اور اُس باہمن کو دھول جھکڑ کرون وہی مرد عجمی اپنی زبان مین
مانع ہوا کہ خبردار ہرگز دم مت مار اگر کچھ بھی بولا تو اسی وقت تجھے جلا دینگے خیر جو تیری قسمت مین تھا
سو ہوا اب خدا کے کرم سے اُمیدوار رہ شاید اللہ تجھے یہان سے جیتا نکالے آخر سب مجھے تن تنہا
چھوڑ کر اُس حصار سے باہر نکلے اور دروازہ پھر مقفل کر دیا اُسوقت مین اپنی تنہائی اور بےکسی پر
بے اختیار رویا اُس عورت کی لوتھ پر لاتین مارنے لگا کہ اے مردار اگر تجھے جننے ہی مرنا تھا تو نکاح
کاہے کو کیا تھا اور پیٹ سے کیون ہوئی تھی مار موڑ کر چپکا بیٹھا اسمین دن چڑھا اور دھوپ گرم ہوئی

سر کھجانے لگا اور قسمت کے ہاتھ رونے بلکنے لگا جدھر دیکھتا ہوں مُردوں کی ہڈیاں اور صندوق جواہر
کے چھپے ہوئے دن شب کئی صندوق پڑے ہیں لیکن نیچے اوپر رکھے کہ دن کو دھوپ سے اور رات کو اوس سے
بچے ہوئے اور آپ پانی کی تلاش کرنے لگا ایک طرف جھرنا سا دیکھا کہ قلعہ کی دیوار سے پتھر کا تراشا
ہوا جھرنے سے بہتا منہ کے موافق بہتا ہے پاس کئی دن اس پانی اور کھانے سے زندگی ہوئی آخر آذوقہ
تمام ہوا میں گھبرایا اور خدا کی جناب میں فریاد کی دریا کریم ہے کہ دروازہ کوٹ کا کھلا اور ایک
مُردے کو لائے اُس کے ساتھ ایک پیر مرد آیا جب اسے بھی چھوڑ کر گئے یہ دل میں آیا کہ بڈھے کو
مار کر اسکے کھانے کا صندوق سب کا سب لے لے ایک صندوق کا پایہ ہاتھ میں لیکر اُس کے پاس گیا
وہ بیچارہ غم زدہ پُر درد سے حیران بیٹھا تھا میں نے پیچھے سے آکر اُسکے سر میں ایسا مارا کہ سر پھٹ کر
مغز نکل پڑا اور فی الفور جان بحق تسلیم ہوا اُس کا آذوقہ لیکر میں کھانے لگا مدت تک یہی میرا کام
تھا جو زندہ مُردے کے ساتھ آتا اسے میں مار ڈالتا اور کھانے کا اسباب لیکر بفراغت کھاتا بعد
کتنی مدت کے ایک مرتبہ ایک لڑکی تابوت کے ہمراہ آئی نہایت قبول صورت میرے دل نے نہ چاہا
کہ اُسے بھی مار ڈالوں اُسنے مجھے دیکھا اور مارے ڈر کے بیہوش ہو گئی میں اُسکا بھی آذوقہ اٹھا کر اپنے
پاس لے آیا لیکن اکیلا نہ کھاتا جب بھوک لگتی کھانا اُسکے نزدیک لیجاتا اور ساتھ مل کر کھاتا جب اُس
عورت نے دیکھا کہ مجھے یہ شخص نہیں ستاتا دن بدن اُسکی وحشت کم ہوئی اور رام ہوتی چلی میرے
مکان میں آنے جانے لگی ایک دن اُسکا احوال پوچھا کہ تو کون ہے اسنے جواب دیا کہ میں بادشاہ کے وکیل
مطلق کی بیٹی ہوں اپنے چچا کے بیٹے سے منسوب ہوئی تھی شب عروسی کے دن اُسے قولنج ہوا
ایسا درد سے تڑپنے لگا کہ ایک آن کی آن میں مر گیا مجھے اُسکے تابوت کے ساتھ لاکر یہاں چھوڑ گئے
ہیں تب اُسنے میرا احوال پوچھا میں نے بھی تمام و کمال بیان کیا اور کہا خدا نے تجھے میری خاطر یہاں بھیجا ہے
وہ مسکرا کر چپکی ہو رہی انجام کئی دن میں آپس میں محبت زیادہ ہوئی میں نے اسے ارکان مسلمانی کے
سکھا کر کلمہ پڑھایا اور متعہ کر کے صحبت کی وہ بھی حاملہ ہوئی ایک بیٹا پیدا ہوا قریب تین برس کے اسی
صورت سے گزرے جب لڑکے کا دودھ بڑھایا ایک روز بی بی سے کہا کہ یہاں کب تلک رہیں گے
اور کس طرح یہاں سے نکلیں گے وہ بولی خدا نکالے تو نکلیں نہیں تو ایک روز یونہیں مر جائیں گے
سنتے اُسکے کہنے پر اور اپنے رہنے پر کمال رقت آئی روتے روتے سو گیا ایک شخص کو خواب میں
دیکھا کہ کہتا ہے کہ پرنالے کی راہ سے نکلنا ہے تو نکل میں مارے خوشی کے چونک پڑا اور جورو
سے کہا کہ لوہے کی میخیں اور پھاوڑا جو پرانے صندوقوں میں ہیں جمع کرکے لے آؤ تو اُسکو

کشادہ کرون غرض مین اُس موری کے مُنھہ پر میخ رکھکر پتھرون سے ایسا ٹھونکتا کہ تحتاب جاتا ایک
برس کی محنت مین سوراخ اتنا بڑا ہوا کہ آدمی نکل سکے بعد اُسکے مُردون کی آستینون مین اچھے اچھے جواہر
چنکر بھرے اور ساتھ لیکر اسی راہ سے ہم تینون باہر نکلے خدا کا شکر کیا اور بیٹے کو کاندھے پر بٹھا لیا
ایک مہینا ہوا ہے کہ راہ چھوڑ مارے ڈر کے جنگل پہاڑون کی راہ سے چلا آتا ہون جب گرسنگی ہوتی ہے
گھاس پات کھاتا ہون قوت بات کہنے کی مجھ مین نہین یہ میری حقیقت ہے جو تم نے سُنی بادشاہ
سلامت مین نے اُسکی حالت پر ترس کھایا اور حمام کروا کر اچھا لباس پہنوایا اور اپنا نائب بنایا اور
میرے گھر مین ملکہ سے کئی لڑکے پیدا ہوئے لیکن خردسالی مین مر گئے ایک بیٹا پانچ برس کا ہو کر مرا
اُسکے غم مین ملکہ نے بھی وفات پائی مجھے کمال غم ہوا اور وہ ملک بغیر اُنکے کاٹنے لگا دل اوداس ہو گیا
ارادہ عجم کا کیا بادشاہ سے عرض کر کے خدمت شاہ بندری کی اُس جوان کو دلوا دی اس عرصے مین بادشاہ
بھی مر گیا اس وفادار کتے کو اور سب مال خزانہ جواہر ساتھ لیکر نیشاپور مین آیا اسواسطے کہ میرے بھائیون کے
احوال سے کوئی واقف نہ ہووے مین خواجہ سگ پرست مشہور ہوا اور اس بدنامی مین آجتک
دوگنا محصول بادشاہ ایران کی سرکار مین بھرتا ہون اتفاقاً یہ سوداگر بچہ وہان گیا اسکے وسیلے سے
جہان پناہ کا قدمبوس ہوا مین نے پوچھا کیا یہ تمہارا فرزند نہین خواجہ نے جواب دیا قبلۂ عالم یہ میرا بیٹا
نہین آپ ہی کی رعیت ہے لیکن اب میرا مالک اور وارث جو کچھ کہیئے سو یہی ہے یہ سُنکر سوداگر بچہ
سے مین نے پوچھا کہ تو کس تاجر کا لڑکا ہے اور تیرے ماں باپ کہان رہتے ہین اُس لڑکے نے زمین
چومی اور جان کی امان مانگی اور بولا کہ یہ لونڈی سرکار کے وزیر کی بیٹی ہے میرا باپ حضور کے عتاب مین
بسبب اسی خواجہ کے لعلون کے پڑا اور حکم یون ہوا تھا کہ اگر ایک سال تک اُسکی بات کی تحقیق نہ ہوگی
تو جان سے مارا جائیگا مین نے سُنکر یہ بھیس بنایا اور اپنے تئین نیشاپور پہونچایا خدا نے خواجہ کو مع کتے
اور لعلون کے حضور مین حاضر کر دیا آپ نے تمام احوال سُن لیا اب امیدوار ہون کہ میرے بوڑھے باپ کی
مخلصی ہو یہ بیان وزیرزادی سے سُنکر خواجہ نے ایک آہ کی اور بے اختیار گر پڑا جب گلاب اُسپر
چھڑکا گیا تب ہوش مین آیا اور بولا ہاے بدبختی اتنی دور سے رنج و محنت کھینچ کر مین اس توقع پر
آیا تھا کہ اِس سوداگر بچہ کو متبنّیٰ کر کر اپنا فرزند کرونگا اور اپنے مال و متاع کا اُسکو ہبہ نامہ
لکھ دونگا تو میرا نام رہیگا اور سارا عالم اسے خواجہ زادہ کہیگا سو یہ میرا خیال خام ہوا اور بالعکس
کام ہوا اُس نے عورت ہو کر مجھ مرد پیر کو خراب کیا مین رنڈی کے چرتر مین پڑا اب میری وہ
کہاوت ہوئی گھر مین ہے نہ تیرتھ گئے مونڈ مونڈا فضیحت بھئے - القصہ مجھے اُسکی بیقراری اور نالہ و زاری پر رحم آیا

خواجہ کو نزدیک بلایا اور کان مین مژدہ اُسکی خوشحالی کا سنایا کہ غمگین مت ہو اسی سے تیری شادی کی
ٹھہرینگے خدا چاہے تو اولاد تیری ہوگی اور وہی تیری مالک ہوگی اس خوشخبری کے سننے سے فی الجملہ
اُسکی تسلی ہوئی تب مین نے کہا کہ وزیرزادی کو محل مین لیجاؤ اور وزیر کو بندیخانے سے لے آؤ اور
حمام مین نہلواؤ اور خلعت سرفرازی کا پہناؤ اور جلدی میرے پاس لاؤ جسوقت وزیر آیا لب فرش تک
استقبال فرمایا اور اپنا بزرگ بیان کرکے گلے لگایا اور سنئے سرے سے قلمدان وزارت کا عنایت فرمایا اور خواجہ کو
بھی جاگیر و منصب دیا اور ساعت سعید دیکھکر وزیرزادی سے نکاح پڑھواکر منسوب کیا کئی سال مین
دو بیٹے اور ایک بیٹی اُسکے گھر پیدا ہوئی چنانچہ بڑا بیٹا ملک التجار ہے اور چھوٹا درباری سرکار کا مختار ہے
اے درویشو مین نے اسلیے یہ نقل تمھارے سامنے بیان کی کہ کل کی رات دو فقیرون کی سرگذشت مین نے
سنی تھی اب تم دونون جو باقی رہے ہو یہ سمجھکر کہ ہم اسی مکان مین بیٹھے ہین اور مجھے اپنا خادم اور اس
گھر کو اپنا تکیہ جانو بے وسواس اپنی اپنی سیر کا احوال کہو اور چندے میرے پاس رہو جب فقیرون
نے بادشاہ کی طرف سے بہت خاطرداری دیکھی کہنے لگے خیر جب تم نے گداؤن سے الفت کی تو ہم
دونون بھی اپنا اپنا ماجرا بیان کرتے ہین سنئیے

سیر تیسرے درویش کی

جب تیسرا درویش لنگوٹ باندھ کر بیٹھا اور اپنی سیر کا بیان اس طرح کرنے لگا رباعی

احوال اس فقیر کا اے دوستان سنو — یعنی جو مجھ پہ بیتی ہے وہ داستان سنو
جو کچھ کہ شاہ عشق نے مجھ سے کیا سلوک — تفصیل وار کہتا ہون اُس کا بیان سنو

کہ یہ کمترین بادشاہ زادہ عجم کا ہے میرے ولی نعمت و بالنکے بادشاہ تھے اور سوائے میرے کوئی فرزند نہ رکھتے تھے مین جوانی کے عالم مین مصاحبونکے ساتھ چوپڑ گنجفہ شطرنج تختہ نرد کھیلا کرتا یا سوار ہو کر سیر و شکار مین مشغول رہتا ایکدن کا یہ ماجرا ہے کہ سواری تیار کروائے اور سب یار و آشناؤن کو ہمراہ لیکے لشکر میدان کی طرف نکلا باز بہری جرہ باشہ سرخاب تیترون پر اڑاتا ہوا دور نکل گیا عجب طرح کا ایک قطعہ بہار کا نظر آیا جدھر نگاہ جاتی تھی کوسون تلک سبزے اور پھولون سے لال زمین نظر آتی تھی یہ سمان دیکھکر گھوڑون کی باگین ڈالدین اور قدم قدم سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ اس صحرا مین دیکھا کہ ایک کالا ہرن اس پر زربفت کی جھول اور جھنور کلی مرصع کی اور گھونگرو سونے کے زر دوزی پٹے مین ٹکے ہوئے گلے مین پڑے خاطر جمع سے اس میدان مین کہ جہان انسان کا دخل نہین اور پرندہ پر نہین مار سکتا چرتا پھرتا ہے ہمارے گھوڑون کی سم کی آہٹ پاکر چونکا ہوا اور سر اٹھا کر دیکھا اور آہستہ آہستہ چلا مجھے اسکے دیکھنے سے یہ شوق ہوا رفیقون سے کہا کہ تم یہین کھڑے رہو مین اسے جیتا پکڑونگا خبردار تم قدم آگے نہ بڑھائیو اور میرے پیچھے نہ آئیو اور گھوڑا میرے زانو تلے ایسا پرند تھا کہ بارہا ہرنونکو دوڑا کر انکی کرچھالون کو بھلا کر ہاتھون سے پکڑ پکڑ لیے سکتے اسکے عقب دوڑا یا وہ دیکھکر چھلانگین بھرنے لگا اور ہوا ہوا اور گھوڑا بھی باد سے باتین کرتا تھا لیکن اسکی گرد کو نہ پہونچا وہ رہوار بھی پسینے پسینے ہو گیا اور میرے بھی جیبھ مارے پیاس کے چٹخنے لگی پر کچھ بس نہ چلا شام ہونے لگی اور مین کیا جانون کہان سے کہان نکل آیا ناچار ہو کر اسے بہلاوا دیا اور ترکش مین سے تیر نکال کر اور قربان سے کمان سنبھالکے چلے مین جوڑ کر شست بیکان تلک لا کر ران کو اسکی تاک کر اللہ اکبر کہکے مارا بارے پہلا ہی تیر اسکے پانو مین ترازو ہوا تب لنگڑاتا ہوا پہاڑ کے دامن کی سمت چلا فقیر بھی گھوڑے پر سے اتر پڑا اور پیادہ پا اسکے پیچھے لگا اس نے کوہ کا ارادہ کیا اور مین نے بھی اسکا ساتھ دیا کئی اتار چڑھاؤ کے بعد ایک گنبد نظر آیا جب پاس پہونچا ایک باغچہ اور ایک چشمہ دیکھا وہ ہرن تو نظرون سے چھلاوا ہو گیا مین نہایت تھکا تھا ہاتھ پانون دھونے لگا ایکبارگی آواز رونے کی اس برج کے اندر سے میرے کان مین آئی جیسے کوئی کہتا ہے اے بچے تجھے جس نے تیر مارا میری آہ کا تیر اسکے کلیجے مین لگیو وہ اپنی جوانی سے پھل نہ پائے اور خدا اسکو میرا سا دکھیا بنائے مین یہ سنکر وہان گیا دیکھا تو ایک بزرگ ریش سفید اچھی پوشاک پہنے ایک مسند پر بیٹھا ہے اور ہرن آگے لیٹا ہے اسکی جانگھ سے تیر کھینچتا ہے اور بد دعا دیتا ہے مین نے سلام کیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا حضرت سلامت یہ تقصیر نادانستہ اس غلام سے ہوئی مین یہ نہ جانتا تھا خدا کے واسطے معاف کرو

مین لاؤں وہی خواجہ سرا نکلا اور میرا ہاتھ ہاتھ مین لیکر دوستی کی راہ سے باتین کرتا ہوا لے چلا پہلے
خواصون چوسے سے ہوکر ایک مکان عالیشان مین لیگیا اے عزیز تو باور نکریگا وہ عالم نظر آیا گویا پر کاٹ کر
پریون کو چھوڑ دیا ہے جسطرف دیکھتا تھا نگاہ ٹکر جاتی تھی پانون زمین سے اکھڑے جاتے تھے پر اپنے تئین
سنبھالتا ہوا روبرو پہونچا جونہین بادشاہزادی پر نظر پڑی غش کی نوبت ہوئی ہاتھ پانون مین رعشہ
ہوگیا بہر صورت سلام کیا دونون طرف دست راست و دست چپ صف بصف نازنینان پری چہرہ
دست بستہ کھڑی تھین مین جو قسم جواہر اور پارچہ پوشاکی اور تحفہ اپنے ساتھ لے گیا تھا پیش کیا جب کئی
کشتیان حضور مین چنی گئین ازبسکہ سب جنس لائق پسند کے تھے خوش ہوکر خانسامان کے حوالے ہوئی
اور فرمایا کہ قیمت اسکی بموجب فرد کے کل دیجائیگی مین تسلیمات بجالایا اور دل مین خوش ہوا کہ اس
بہانے بھلا کل بھی آنا ہوگا جب رخصت ہوکر باہر آیا تو سودائی کی طرح کہتا کچھ تھا اور منہ سے کچھ
نکلتا تھا اسی طرح سرا مین آیا لیکن حواس بجا نہ تھے سب آشنا دوست پوچھنے لگے کہ تمھاری کیا
حالت ہے مین نے کہا اتنی آمد و رفت سے گرمی دماغ مین چڑھ گئی ہے غرض وہ رات
تڑپتے کاٹی فجر کو پھر جاکر حاضر ہوا اور اسی خواجہ سرا کے ساتھ پھر محل مین پہونچا وہی عالم
دیکھا جو کل دیکھا تھا بادشاہزادی نے مجھے دیکھا اور ہر ایک کو اپنے اپنے کام پر رخصت کیا جب
تخلیہ ہوا خلوت مین اٹھ گئین اور مجھے طلب کیا جب مین وہان گیا بیٹھنے کا حکم کیا مین آداب بجالا کر
بیٹھا فرمایا کہ یہان جو تو آیا اور یہ اسباب لایا اسمین منافع کتنا منظور ہے مین نے عرض کی کہ آپ
کے قدم دیکھنے کی بڑی خواہش تھی سو خدا نے میسر کی اب مین نے سب کچھ پایا اور دونون جہان کی
سعادت حاصل ہوئی اور قیمت جو کچھ فرد مین ہے نصف کی خرید ہے اور نصف نفع ہے فرمایا نہین
جو قیمت تو نے لکھی ہے وہی عنایت ہوگی بلکہ اور بھی انعام دیا جائیگا بشرطیکہ ایک کام تجھ سے
ہوسکے تو حکم کرون مین نے کہا غلام کا جان و مال اگر سرکار کے کام آوے تو مین اپنے طالعون کی
خوبی سمجھون اور آنکھون سے بجالاؤن یہ سنکر قلمدان یاد فرمایا ایک شقہ لکھا اور موتیون کے درمیان
مین رکھکر ایک رومال شبنم کا اوپر لپیٹ کر میرے حوالے کیا اور ایک انگوٹھی نشان کیواسطے
انگلی سے اتار دی اور کہا کہ اُس طرف کو ایک بڑا باغ ہے دلکشا اُسکا نام ہے وہان تو جاکر
ایک کیخسرو نام داروغہ ہے اسکے ہاتھ مین یہ انگشتری دیجیو اور ہماری طرف سے دعا کہیو اور اس
رقعہ کا جواب مانگیو لیکن جلد آئیو اگر کھانا وہان کھائیو پانی یہان پیجیو اس کام کا انعام تجھے ایسا دونگی
کہ تو دیکھے گا مین رخصت ہوا اور پوچھتا پوچھتا چلا قریب دو کوس کے جب گیا وہ باغ

نظر پڑا جب پاس پہونچا ایک عزیز مسلح مجھکو پکڑکے دروازے مین باغ کے لیگیا دیکھون تو ایک جوان
شیر کی صورت سونے کی کرسی پر زرہ داؤدی پہنے چار آئینہ باندھے فولادی خود سر پر دھرے
نہایت شان وشوکت سے بیٹھا ہے اور پانسو جوان طیار ڈھال تلوار ہاتھ مین لیے اور ترکش کمان
باندھے کھڑے ہین مین نے سلام کیا مجھے نزدیک بلایا مین نے وہ خاتم دی اور خوشامد کی باتین کرکے وہ
رومال دکھایا اور شقے کے بھی لانے کا احوال کہا اسنے سنتے ہی انگلی دانتون سے کاٹی اور سر دہو کر
بولا کہ شاید تیری اجل تجھکو لے آئی ہے خیر باغ کے اندر جا سرو کے درخت مین ایک پنجرا لٹکتا ہے اسمین
ایک جوان قید ہے اسکو یہ خط دیکر جواب لیکر جلد ہی پھر آ مین شتاب باغ مین گھسا باغ کیا تھا گویا
جیسے بہشت مین گیا ہر ایک چمن رنگ برنگ کا پھول رہا تھا اور فوارے چھوٹ رہے تھے جانور چہچہے
مار رہے تھے مین سیدھا چلا گیا اور اس درخت مین قفس دیکھا اسمین ایک جوان حسین نظر آیا مین نے
ادب سے سر نہوڑایا اور سلام کیا اور وہ خریطہ سربمہر پنجرے کی تیلیون کی راہ سے دیا وہ عزیز
رقعہ کو کھولکر پڑھنے لگا اور مجھسے مشتاق وار احوال ملکہ کا پوچھنے لگا ابھی باتین تمام نہوئی تھین کہ ایک
فوج زنگیون کی نمود ہوئی اور چارون طرف سے مجھپر آ ٹوٹی اور بے تحاشا برچھی اور تلوار مارنے لگی
ایک آدمی نہتی کی بساط کیا ایکدم مین چور زخمی کر دیا مجھے کچھ اپنی سدھ بدھ نہ رہی پھر جو ہوش
آیا اپنے تئین چارپائی پر پایا کہ دو پیادے اٹھائے لیے جاتے ہین اور آپس مین بتیاتے ہین
ایک نے کہا اس مردے کی لوتھ کو میدان مین پھینکدو کتے کوے کھا جائینگے دوسرا
بولا کہ اگر بادشاہ تحقیق کرے اور یہ خبر پہونچے تو جیتا گڑوا دے اور بال بچون کو کولھو مین پروا دے کیا
ہمین اپنی جان بھاری پڑی ہے جو ایسی نامعقول حرکت کرین مین نے یہ گفتگو سنکر دونون یاجوج ماجوج سے
کہا کہ واسطے خدا کے مجھپر رحم کرو ابھی مجھمین ایک رمق جان باقی ہے جب مر جاؤنگا جو تمھارا جی
چاہیگا سو کیجیو مردہ بدست زندہ لیکن یہ تو کہو مجھپر کیا حقیقت بیتی مجھے کیون مارا اور تم کون ہو
بھلا اتنا تو کہہ سناؤ تب انھون نے رحم کھا کر کہا کہ وہ جوان جو قفس مین قید ہے اس بادشاہ کا
بھتیجا ہے اور پہلے اسکا باپ تخت نشین تھا رحلت کے وقت یہ وصیت اپنے بھائی کو کی کہ ابھی میرا
بیٹا جو وارث اس سلطنت کا ہے لڑکا اور بے شعور ہے کاروبار بادشاہت کا خبرداری اور ہوشیاری
سے تم کیا کیجیو جب یہ بالغ ہو اپنی بیٹی سے شادی اسکی کر دیجیو اور مختار تمام ملک اور خزانے کا کیجیو
یہ کہکر انھون نے وفات پائی اور سلطنت کی نوبت چھوٹے بھائی پر آئی اسنے وصیت پر عمل نہ کیا
بلکہ بھتیجے کو دیوانہ اور سودائی مشہور کرکے پنجرے مین ڈالدیا اور چوکی کا پہرا چارون طرف باغ کے

رکھی ہے کہ پر تم دو ہر مہینے مار سکتا اور کئی مرتبہ زہر ہلاہل دیا ہے لیکن زندگی زبردست ہے اثر نہیں کیا
اب وہ شاہزادی اور یہ شاہزادہ دونوں عاشق و معشوق بن رہے ہیں وہ گھر میں تڑپتی ہے اور یہ
قفس میں تڑپتا ہے تیرے ہاتھ شوق کا نامہ اُس نے بھیجا یہ خبر ہرکاروں نے بجنسہ بادشاہ کو پہونچائی
جیسا تو نے دیکھا دستہ میں ہما تیرا یہ احوال کیا اور اُس جوان قیدی کے قتل کی وزیر سے تدبیر پوچھی اُس
حرام زادے نے ملکہ کو راضی کیا ہے کہ اُس بادشاہ کے حضور اپنے ہاتھ سے شہزادی مار ڈالے میں نے کہا
چلو مرتے مرتے یہ بھی تماشا دیکھ لیں آخر راضی ہو کر وہ دونوں اور میں زخمی چپکے ایک گوشے میں جا کر
کھڑے ہوئے دیکھا تو ایک تخت پر بادشاہ بیٹھا ہے اور ملکہ کے ہاتھوں میں ننگی تلوار ہے اور شاہزادے کو
قفس سے باہر نکال کر روبرو کھڑا کیا ملکہ جلاد بنکر شمشیر برہنہ لیے ہوئے اپنے عاشق کے قتل کرنے کو
آئی جب نزدیک پہونچی تلوار پھینکدی اور گلے میں چمٹ گئی تب وہ عاشق بولا کہ ایسے مرنے پر
راضی ہوں یہاں بھی تیری آرزو ہے وہاں بھی تیری تمنا رہیگی ملکہ بولی اس بہانے سے میں تیرے
دیکھنے کو آئی تھی بادشاہ یہ حرکت دیکھکر سخت برہم ہوا اور وزیر کو ڈانٹا کہ تو یہ تماشا مجھے دکھلانے
لایا تھا محلی ملکہ کو جدا کر کے محل میں لے گئے اور وزیر نے خفا ہو کر تلوار اُٹھائی اور بادشاہزادے
کے اوپر دوڑا کہ ایک ہی وار میں کام اُس بیچارے کا تمام کرے جو چاہے کہ تیغا چلائے غیب سے ایک تیر
ناگہانی اُس کی پیشانی پر ایسا لگا کہ دو سارہ ہو گیا اور وہ گر پڑا بادشاہ یہ واردات دیکھ کر محل میں گھس گئے
جوان کو پھر قفس میں بند کر کے باغ میں لے گئے میں بھی نکلا راہ میں ایک آدمی مجھے بلا کر ملکہ کے حضور
میں لے گیا مجھے گھائل دیکھکر ایک جراح کو بلوایا اور نہایت تاکید سے فرمایا کہ اس جوان کو جلد چنگا
کر کے غسل شفا کا دے یہ تیرا مجرا ہے اُسکے اوپر جتنی تو محنت کرے گا ویسا ہی انعام اور سرفرازی
پاوے گا غرض وہ جراح بموجب ارشاد ملکہ کے تگ و دو کر کے ایک چلے میں نہلا دھلا کر مجھے حضور
میں لے گیا ملکہ نے پوچھا کہ اب تو کچھ کسر باقی نہیں رہی میں نے کہا کہ آپ کی توجہ سے اب ہٹا کٹا
ہوں تب ملکہ نے ایک خلعت اور بہت سے روپے جو زمانے تھے بلکہ اُس سے دو چند عطا کیے
اور رخصت کیا میں نے وہاں سے سب رفیق اور نوکر چاکروں کو لیکر کوچ کیا اُس مقام پر پہونچا سب
کہا تم اپنے وطن کو جاؤ اور میں نے اس پہاڑ پر یہ مکان اور اُس کی صورت بنوا کر اپنا رہنا
مقرر کیا اور نوکروں اور غلاموں کو موافق ہر ایک کی قدر کے روپے دیکر آزاد کیا اور یہ کہہ دیا کہ جب تک
میں جیتا ہوں میری قوت کی خبرگیری تمہیں ضرور ہے آگے مختار ہو اب وہی اپنی نمک حلالی
سے میرے کھانے کی خبر لیتے ہیں اور میں بخاطر جمع اس بت کی پرستش کرتا ہوں جب تک

جیتا ہون میرا یہی کام ہے یہ میری سرگذشت ہے جو تو نے سُنی یا فقرا مین نے یہ خبر سُننے اس قصّے کے کفنی
گلے مین ڈالی اور فقیرون کا لباس کیا اور اشتیاق مین فرنگ کے ملک کے دیکھنے کو روانہ ہوا کتنے ایک
عرصے مین جنگل پہاڑون کی سیر کرتا ہوا مجنون اور فرہاد کی صورت بنگیا آخر میرے شوق نے اُس شہر تلک
پہونچایا گلی کوچے مین باؤلا سا پھرنے لگا اکثر ملکہ کے محل کے آس پاس رہا کرتا لیکن کوئی
ڈھب ایسا نہ ہوتا جو وہان تلک رسائی ہو عجب حیرانی تھی کہ جس واسطے یہ محنت کشی کر کے گیا وہ
مطلب ہاتھ نہ آیا ایکدن بازار مین کھڑا تھا کہ ایکبارگی آدمی بھاگنے لگے اور دوکاندار دوکانین بند کر کے
چلے گئے یا رونق تھی یا سنسان ہوگیا دیکھا ایکطرف سے ایک جوان رستم کا سا کلّہ جیرا شیر کے مانند گونجتا
اور تلوار دودستی جھاڑتا ہوا زرہ بکتر گلے مین اور ٹوپ جھلم کا سر پر اور طپنچے کی جوڑی کمر مین کیفی کیطرح
بکتا جھکتا نظر آیا اور اُسکے پیچھے دو غلام بانات کی پوشاک پہنے ایک تابوت مخمل کاشانی سے
مڑھا ہوا سر پر لیے چلے آتے ہین مین نے یہ تماشا دیکھ کر ساتھ چلنے کا قصد کیا جو کوئی آدمی میری
نظر پڑتا مجھے منع کرتا لیکن مین کب سُنتا ہون رفتہ رفتہ وہ جوانمرد ایک عالیشان مکان مین چلا مین بھی
ساتھ ہوا اُس نے پھرتے ہی چاہا کہ ایک ہاتھ مارے اور مجھے دو ٹکڑے کرے مین نے اُسے قسم دی کہ
مین یہی چاہتا ہون مین نے اپنا خون معاف کیا کسی طرح مجھے اس زندگی کے عذاب سے چھڑا دے کہ نہایت
تنگ ہون مین جان بوجھ کر تیرے سامنے آیا ہون دیر مت کر مجھے مرنے پر ثابت قدم دیکھکر
خدا نے اُسکے دل مین رحم ڈالا اور غصہ بھی ٹھنڈا ہوا بہت توجہ اور مہربانی سے پوچھا کہ تو کون ہے اور
کیون اپنی زندگی سے بیزار ہوا ہے مین نے کہا ذرا بیٹھیے تو کہون میرا قصّہ بہت دور و دراز ہے اور
عشق کے پنجے مین گرفتار اس سبب سے ناچار ہون یہ سُنکر اُسنے اپنی کمر کھولی اور ہاتھ منھ دھو
کر کچھ ناشتا کیا مجھے بھی عنایت ہوا جب فراغت کر کے بیٹھا بولا کہ کہو تجھ پر کیا گذری مین نے سب
واردات اُس پیرمرد کی اور ملکہ کی اور وہان لپٹنے جانے کی کہہ سُنائی پہلے سُنکر رو دیا اور کہا کہ اس
کمبخت نے کس کس کا گھر گھالا لیکن بھلا تیرا علاج میرے ہاتھ مین ہے اغلب ہے کہ اس عاصی کے
سبب سے تو اپنی مراد کو پہونچے اور تو اندیشہ نکر اور خاطر جمع رکھ حجام کو فرمایا کہ اسکی حجامت کر کے
حمام کروا دے ایک جوڑا اُسکے غلام نے لا کر پہنایا تب مجھ سے کہنے لگا کہ یہ تابوت جو تو نے دیکھا
اُسی شاہزادے مرحوم کا ہے جو قفس مین مقید تھا اسکو دوسرے وزیر نے آخر مکر سے مارا اُسکی تو نجات
ہوئی کہ مظلوم مارا گیا مین اُسکا کوکا ہون مین نے بھی اُس وزیر کو بضرب شمشیر مارا اور بادشاہ
کے مارنے کا ارادہ کیا بادشاہ گڑگڑایا اور سوگند کھانے لگا کہ مین بے گناہ ہون مین نے

اُسے امرد جان کر چھوڑ دیا تعجب سے میرا یہی کام ہے کہ ہر مہینے کی نوچندی جمعرات کو یہیں آکر اسی طرح
شہر میں لیے پھرتا ہوں اور اُس کا ماتم کرتا ہوں انکی زبانی یہ احوال سننے سے مجھے تسلی ہوئی کہ اگر
یہ چاہیگا تو میرا مقصد برآئیگا خدا نے بڑا احسان کیا جو ایسے شخص کو مجھپر مہربان کیا صحیح ہے مصرع
خدا مہربان ہو تو کل مہربان ۔ جب شام ہوئی اور آفتاب غروب ہوا اُس جوان نے تابوت کو نکالا
اور ایک غلام کے کندھے پر وہ تابوت میرے سر پر دھر اور اپنے ساتھ لیکر چلا فرمانے لگا کہ ملکہ کے
نزدیک جاتا ہوں تیری سفارش تا مقدور کرونگا تو ہرگز دم نہ مارئیو چپکا بیٹھا سنا کیجیو میں نے کہا
جو کچھ صاحب فرماتے ہیں سو ہی کرونگا خدا تمکو سلامت رکھے جو میرے حال پر ترس کھاتے ہو اُس
جوان نے قصد بادشاہی باغ کا کیا جب اندر داخل ہوا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہشت پہلو باغ کے
صحن میں تھا اور اُسپر ایک نگیرہ سفید بادلے کا موتیوں کی جھالر لگی ہوئی الماس کے استادوں پر
کھڑا تھا اور ایک مسند مغرق بچھی تھی گاؤتکیے اور ابلی تکیے زربفت کے لگے ہوئے وہ تابوت
وہاں رکھوایا اور ہمکو دونوں کو فرمایا کہ اس درخت کے پاس جا کر بیٹھو بعد ایک ساعت کے
مشعل کی روشنی نظر آئی ملکہ آپ کئی خواصیں پیش و پس اہتمام کرتی ہوئیں تشریف لائیں لیکن اُداسی
اور خفگی چہرے پر ظاہر تھی آکر مسند پر بیٹھیں یہ کوکا ادب سے دست بستہ کھڑا رہا پھر ادب سے
دور فرش کے کنارے مؤدب بیٹھا فاتحہ پڑھی اور کچھ باتیں کرنے لگا میں کان لگائے سن رہا تھا
آخر اُس جوان نے کہا کہ ملکہ جہان سلامت ملک نیمروز کا شاہزادہ آپکی خوبیاں اور محبوبیاں غائبانہ
سنکر اپنی سلطنت کو برباد کرکے فقیروں کے مانند ابراہیم ادہم کے تباہ ہوتا ہوا بڑی محنت
کھینچکر یہاں تک آ پہنچا ہے مصرع سائیں تیرے کارنے چھوڑا شہر بلخ ۔ اور اس شہر میں
بہت دنوں سے حیران اور پریشان پھرتا ہے آخر وہ قصد مرنے کا کرکے میرے ساتھ لگ چلا
میں نے تلوار سے ڈرایا اُسنے گردن آگے دھر دی اور قسم دی کہ اب میں یہی چاہتا ہوں درست کر
غرض تمہارے عشق میں ثابت ہے میں نے خوب آزمایا سب طرح پورا پایا اُس سبب سے اُس کا
مذکور میں درمیان میں لایا اگر حضور سے لگے احوال پر مسافر جانکر توجہ ہو تو خدا ترسی اور حق شناسی
سے دور نہیں یہ ذکر ملکہ نے سنکر فرمایا کہاں ہے اگر شاہزادہ ہے تو کیا مضائقہ روبرو آئے وہ کوکا
وہاں سے اُٹھکر آیا اور مجھے ساتھ لیکر گیا میں ملکہ کے دیکھنے سے نہایت شاد ہوا لیکن عقل و ہوش
برباد ہوئے عالم سکوت کا ہو گیا یہ ہوا کہ منہ پر آ کر پھر گیا ایک دم میں ملکہ سدھاریں
اور کوکا اپنے مکان کو چلا گھر آکر بولا کہ میں نے تیری سب حقیقت اول سے آخر تک

ملکہ کو کہہ سنائی اور سفارش بھی کی اب تو ہمیشہ رات کو بلاناغہ جایا کر اور عیش خوشی منایا کر میں اُس کے
قدم پر گر پڑا اُسنے گلے سے لگا لیا تمام دن گھڑیاں گنتا رہا کہ کب سانجھ ہو جو میں جاؤں جب رات ہوئی
میں جوان سے رخصت ہو کر چلا اور پائیں باغ میں ملکہ کے چبوترے پر تکیہ لگا کے بیٹھا بعد ایک
گھڑی کے ملکہ تن تنہا ایک خواص کو ساتھ لیکر آہستہ آہستہ آکر مسند پر بیٹھی خوش طالعی سے یہ دن
میسر ہوا میں قدمبوس ہوا اُس نے سر میرا اُٹھا لیا اور گلے سے لگا لیا اور بولی کہ اس فرصت کو
غنیمت جان اور میرا کہنا مان ابھی یہاں سے نکل کسی اور ملک میں چل میں نے کہا چلیے
یہ کہکر ہم دونوں باغ سے باہر تو ہوئے پر حیرت اور خوشی سے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور راہ بھول گئے
اور ایک طرف کو چلے جاتے تھے پر کچھ ٹھکانا نہیں پاتے تھے ملکہ برہم ہو کر بولی کہ اب میں تھک گئی تیرا
مکان کہاں ہے جلد چل کر پہونچ نہیں تو کیا کیا چاہتا ہے میرے پاؤں میں پھپھولے پڑ گئے میں
رستے میں کہیں بیٹھ جاؤنگی میں نے کہا کہ میرے غلام کی حویلی نزدیک ہی ہے اب آ پہونچے خاطر جمع رکھو
اور قدم اُٹھاؤ جھوٹ تو بولا پر دل میں حیران تھا کہ کہاں لیجاؤں عین راہ پر ایک دروازہ مقفل نظر پڑا
جلدی سے قفل کو توڑ کر مکان کے بھیتر گئے اچھی حویلی فرش بچھا ہوا شراب کے شیشے بھرے قرینے
سے طاق میں دھرے اور باورچیخانے میں نان و کباب تیار تھے ماندگی کمال ہو رہی تھی ایک گلابی
شراب پرتگال کی اُس گزک کے ساتھ پی اور ساری رات باہم خوشی کی جب اس چین سے صبح
ہوئی شہر میں غل مچا کہ شہزادی غائب ہوئی محلہ محلہ کوچہ کوچہ منادی پھرنے لگی اور کٹنیاں اور ہرکارے
چھوٹے کہ جہاں سے ہاتھ آسکے پیدا کریں اور سب دروازوں پر شہر کے بادشاہی غلاموں کی چوکی
آبیٹھی گذربانوں کو حکم ہوا کہ بغیر پروانگی کے چیونٹی باہر شہر کے نہ نکل سکے جو کوئی سراغ ملکہ کا لاویگا
ہزار اشرفی انعام اور خلعت پاویگا تمام شہر میں کٹنیاں پھرنے اور گھر گھر میں گھسنے لگیں مجھے جو
کمبختی لگی دروازہ بند نہ کیا ایک بڑھیا شیطان کی خالہ اُسکا منہ خدا کرے کالا ہاتھ میں تسبیح لٹکائے
برقع اوڑھے دروازہ کھلا پاکر بیدھڑک چلی آئی اور سامنے ملکہ کے کھڑی ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دعا دینے
لگی کہ الٰہی تیری نتھ چوڑی سہاگ کی سلامت رہے اور کماؤ کی پگڑی قائم رہے میں
غریب رنڈیا فقیرنی ہوں ایک بیٹی میری ہے اور وہ دوجی سے ہے پورے دنوں درد زہ میں
مرتی ہے اور مجھکو اتنی وسعت نہیں کہ آدھی کا تیل چراغ میں جلاؤں کھانے پینے کو کہاں سے لاؤں
اگر مر گئی تو گور کفن کیونکر کرونگی اور جیتی رہی تو دائی جنائی کو کیا دونگی اور زچا کو ستھورا اچھوانی کہاں سے پلاؤنگی
آج دو دن ہوئے ہیں کہ بھوکی پیاسی پڑی ہے اے صاحبزادی اپنی خیرات کچھ ٹکڑا پارچہ دلاؤ تو اُسکو

پانی پینے لگا ادھر جو ملکہ نے ترس کھا کر اپنے نزدیک بلا کر چار نان و کباب دے اور ایک انگوٹھی چھنگلیا سے اتار کر
حوالے کی کہ اسکو بیچ باچ کر گہنا پاتا بنوا دیجیو اور خاطر جمع سے گذران کیجیو اور کبھی کبھی آیا کیجیو تیرا گھر ہے
اُسنے اپنے دل کا مدعا جسکی تلاش میں آئی تھی جب پایا خوشی سے دعائیں دیتی اور بلائیں لیتی رخصت ہوئی
ڈیوڑھی میں نان و کباب پھینک دیے مگر انگوٹھی کو مٹھی میں لے لیا کہ جیتا ملکہ کا میرے ہاتھ آیا خدا اُس آفت سے
جو بچایا چاہے اُس مکان کا مالک جوانمرد سپاہی تازی گھوڑے پر چڑھا ہوا نیزہ ہاتھ میں لیے
شکار بند سے ایک ہرن لٹکائے آ پہونچا اپنی حویلی کا تالا ٹوٹا اور کواڑ کھلے پائے کہ اس فلاکو
نکلتے دیکھا مارے غصے کے ایک ہاتھ سے اسکی چوٹی پکڑ کر اٹھا لیا اور گھر میں آیا اُسکے دونوں
پانوں رسی میں باندھکر ایک درخت کی ٹہنی میں لٹکایا سر تلے پانوں اوپر کیے ایک ساعت میں تڑپ کر

تصویر ملکہ کی اور شہزادے کی اور سپاہی کا آنا کٹنی کو درخت میں الٹا لٹکا

مر گئی اُس مرد کی صورت دیکھکر ہم دونوں پر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ ہوائیاں منھ پر اڑنے لگیں اور مارے ڈر کے کلیجا
کانپنے لگا اُس عزیز نے ہم دونوں کو بدحواس دیکھکر تسلی دی کہ بڑی نادانی تمنے کی کہ ایسا کام کیا اور دروازہ
کھولدیا ملکہ نے مسکرا کر فرمایا کہ شاہزادہ اپنے غلام کی حویلی دیکھنے کو آیا اور مجھکو پھسلایا اُس نے التماس
کیا کہ شہزادے نے بیان واقعی کیا جتنی خلق اللہ ہے بادشاہوں کے لونڈی غلام ہیں انکھین کی

برکت اور فیض سے سب کی پرورش اور بنا ہے یہ بے دام و درم زرخرید تمھارا ہے لیکن بھید چھپانا عقل کا
مقتضا ہے لیے شاہزادے تمھارا اور ملکہ کا اس غریب خانے مین توجہ فرمانا اور تشریف لانا میری سعادت
دونون جہان کی ہے اور آپ نے فدوی کو سرفراز کیا مین نثار ہونے کو طیار ہون کسی صورت مین جان اور
مال سے دریغ نکرونگا آپ شوق سے آرام فرمائیے کوڑی بھر خطرہ نہ لائیے یہ مردار کٹنی اگر سلامت جاتی
تو آفت لاتی اب جبتک مزاج شریف چاہے بیٹھے اور جو کچھ درکار ہو اس خانہ زاد کو کہئے سب حاضر
کرے گا اور بادشاہ تو کیا چیز ہے تمھاری خبر فرشتے کو بھی نہ ہوگی اُس جوانمرد نے ایسی ایسی تسلی کی باتین
کہین کہ ٹک خاطر جمع ہوئی تب مین نے کہا شاباش تم بڑے مرد ہو اس مروت کا عوض ہم سے بھی جب ہو سکیگا
تب ظہور مین آویگا تمھارا نام کیا ہے اُس نے کہا غلام کا اسم بہزاد خان ہے غرض چھ مہینے تک جتنی
شرط خدمت کی تھی بجان و دل بجا لایا خوب آرام سے گذری ایکدن مجھے اپنا ملک اور مان باپ
یاد آئے اس لیے نہایت متفکر بیٹھا تھا میرا چہرہ ملین دیکھکر بہزاد خان روبرو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوا اور
کہنے لگا اس فدوی سے اگر کچھ تقصیر خدمت برداری مین واقع ہوئی ہو تو ارشاد ہو مین نے کہا
ازبرائے خدا یہ کیا مذکور ہے تم نے ایسا سلوک کیا کہ اس شہر مین ایسے آرام سے رہے جیسے کوئی
اپنی مان کے پیٹ مین رہتا ہے نہین تو ایسی حرکت ہم سے ہوئی تھی کہ تنکا تنکا ہمارا دشمن تھا ایسا
ہمارا دوست کون تھا کہ ذرا دم لیتے خدا تمھین خوش رکھے بڑے مرد ہو تب اُسنے کہا اگر یہان سے
دل برخاستہ ہوا تو جہان حکم ہو وہان خیر و عافیت سے پہنچا دون فقیر بولا کہ اگر اپنے وطن تک پہنچون
تو والدین کو دیکھون میری یہ صورت ہوئی خدا جانے اُنکی کیا حالت ہوئی ہوگی مین جس واسطے جلاوطن ہوا
تھا میری آرزو تو برآئی اب اُنکی قدمبوسی بھی واجب ہے میری خبر اُنکو کچھ نہین کہ موا یا جیتا ہے اُنکے دل پر
کیا قلق گذرتا ہوگا وہ جوانمرد بولا بہت مبارک ہے چلیے یہ کہکے ایک راس گھوڑا ترکی کہ سو کوس چلنے والا
اور ایک گھوڑی جلد جسکے پر نہین سکئے تھے لیکن شائستہ ملکہ کی خاطر لایا اور ہم دونونکو سوار کروا دیا پھر
زرہ بکتر پہن سلاح باندھ اور بچی بن اپنے مرکب پر چڑھ بیٹھا اور کہنے لگا غلام آگے ہو لیتا ہے صاحب
خاطر جمع سے گھوڑا دبائے ہوئے چلے آئین شہر کے دروازے پر آیا ایک نعرہ مارا اور تبر سے قفل کو
توڑا اور نگہبانونکو ڈانٹ ڈپٹ کر للکارا کہ حرامزادو اپنے خاوند کو جاکر کہو کہ بہزاد خان ملکہ مہرنگار اور
شہزادہ کامگار کو جو تمھارا داماد ہے بلنکے بجا رہے لیے جاتا ہے اگر مردی کا کچھ نشہ ہے تو باہر نکلو اور ملکہ کو
چھین لو یہ نہ کہیو کہ چپ چاپ لیگیا نہین تو قلعے مین بیٹھے آرام کیا کرو یہ خبر بادشاہ کو جلد جا پہونچی وزیر
اور میر بخشی کو حکم ہوا کہ ان تینون بدذات مفسدونکو باندھ کر لاؤ یا اُنکے سر کاٹ کر حضور مین پہونچاؤ

ایکدم کے بعد غنیم کی فوج کا نمود ہوا اور تمام زمین و آسمان گرد باد ہو گیا بہزاد خان نے ملکہ کو اور اس فقیر کو
ایک سیدھی پل کے کہ بارہ پلی اور جونپور کے پل کے باہر تھا کھڑا کیا اور آپ گھوڑے کو بھگا کر اس فوج کی طرف
پھرا اور شیر کی مانند گونج کر مرکب کو ڈپٹ کر فوج کے درمیان گھسا تمام لشکر کائی سا پھٹ گیا اور دونوں
سرداروں تک جا پہنچا دونوں کے سر کاٹ لیے جب سردار مارے گئے لشکر تتر بتر ہو گیا وہ کہاوت ہے
سر سے سردا باب بیل پچھوڑی رائی کرائی ہو گئی وہ دن آپ بادشاہ کتنی فوج بکتر پوشوں کی ساتھ لیکر
کمک کو آئے انکی بھی لڑائی اُس یکہ جوان نے مار دی شکست فاش کھائی بادشاہ پس پا ہوئے سچ ہے
فتح داد الٰہی ہے لیکن بہزاد خان نے ایسی جوانمردی کی کہ شاید رستم سے بھی نہو سکتی جب بہزاد خان نے
دیکھا مطلع صاف ہوا اب کون باقی رہا ہے جو ہمارا پیچھا کرے گا بے وسواس ہو کر اور خاطر جمع سے جہاں
کھڑے تھے آیا اور ملکہ کو اور مجھکو ساتھ لیکر چلا سفر کی عمر کوتاہ ہوتی ہے تھوڑے عرصے میں اپنے ملک کی
سرحد میں جا پہنچے ایک عرضی صحیح سلامت آنے کی بادشاہ کے حضور میں جو قبلہ گاہ مجھ فقیر کے
تھے لکھکر روانہ کی جہاں پناہ پڑھکر شاد ہوئے دوگانہ شکر کا ادا کیا جیسے سوکھے دھان میں پانی پڑا
خوش ہو کر سب امیروں کو جلو میں لیکر اس عاجز کے استقبال کی خاطر لب دریا آ کر کھڑے ہوئے
اور نواڑوں کے واسطے میر بحر کو حکم دیا میں نے دوسرے کنارے پر سواری بادشاہ کی کھڑی
دیکھی قدمبوسی کی آرزو میں گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا ہیلا مار کر حضور میں حاضر ہوا مارے
اشتیاق کے کلیجے سے لگا لیا اب ایک اور آفت ناگہانی پیش آئی جس گھوڑے پر میں سوار تھا شاید
وہ بچہ اسی مادیان کا تھا جس پر ملکہ سوار تھی انسیت کے باعث سے میرے مرکب کو دیکھ گھوڑی نے
بھی جلدی کر کر اپنے تئیں ملکہ سمیت میرے پیچھے دریا میں گرا دیا اور پیرنے لگی ملکہ نے گھبرا کر باگ کھینچی وہ
منہ کی نرم تھی اُلٹ گئی ملکہ غوطہ کھا کر مع گھوڑی دریا میں ڈوب گئی کہ پھر ان دونوں کا نشان
نظر نہ آیا بہزاد خان نے یہ حالت دیکھ کر اپنے تئیں گھوڑے سمیت ملکہ کی مدد کی خاطر دریا میں
پہنچایا وہ بھی اُس بھنور میں آ گیا پھر نکل نہ سکا بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے کچھ بس نہ چلا ڈوب
گیا جہاں پناہ نے یہ واردات دیکھ کر مہا جال منگوا کر پھنکوایا اور ملاحوں اور غوطہ خوروں کو
فرمایا انہوں نے سارا دریا چھان مارا تھاہ کی مٹی لے لے آئے پر وہ دونوں ہاتھ نہ آئے یا فقیرو
یہ حادثہ ایسا ہوا کہ میں سودائی اور جنونی ہو گیا اور فقیر بن کر یہی کہتا پھرتا تھا ان تینوں کا یہی
لیکھا — وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھا اگر ملکہ کہیں غائب ہو جاتی یا مر جاتی تو دلکو تسلی آتی پھر تلاش کو
نکلتا یا صبر کرتا لیکن جب نظروں کے روبرو غرق ہو گئی تو کچھ بس نہ چلا آخر یہی جی میں

لہر آئی کہ دریا میں ڈوب جاؤں شاید اپنے محبوب کو مر کر پاؤں ایک روز رات کو اُسی دریا میں بیٹھا اور
ڈوبنے کا ارادہ کر کے گلے تک پانی میں گیا چاہتا ہوں کہ آگے پاؤں رکھوں اور غوطہ کھاؤں وہی سوار
برقع پوش جنھوں نے تمکو بشارت دی ہے آپہنچے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور دلاسا دیا کہ خاطر جمع رکھ
ملکہ اور بہزاد خان جیتے ہیں تو اپنی جان ناحق کیوں کھوتا ہے دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے خدا کی درگاہ سے
مایوس مت ہو اگر جیتا رہیگا تو تیری ملاقات اُن دونوں سے ایک نہ ایک روز ہو رہیگی
اب تو روم کی طرف جا اور بھی دو درویش وہاں گئے ہیں اُنسے جب تو ملیگا اپنی مراد کو پہنچیگا
یا فقرا بموجب حکم اپنے ہادی کے میں بھی خدمت شریف میں آ کر حاضر ہوا ہوں امید قوی ہے کہ ہر ایک
اپنے اپنے مطلب کو پہنچے اس گمگردا کا یہ احوال تھا جو تمام و کمال کہہ سنایا

سیر چوتھے درویش کی

چوتھا فقیر اپنی سیر کی حقیقت رو رو کر اس طرح کہنے لگا رباعی

قصہ ہماری بے سر و پائی کا اب سنو ٹک اپنا دھیان رکھ کے مرا حال سب سنو
کس واسطے میں آیا ہوں یاں تک تباہ ہو سارا بیان کرتا ہوں اسکا سبب سنو

یا مرشد اللہ ذرا متوجہ ہو یہ فقیر جو اس حالت میں گرفتار ہے چین کے بادشاہ کا بیٹا ہے ناز و نعمت سے
پرورش پائی اور بخوبی تربیت ہوا زمانے کے بھلے برے سے کچھ واقف نہ تھا جانتا تھا کہ یونہی
ہمیشہ نبھیگی عین بے فکری میں یہ حادثہ رونما ہوا کہ قبلۂ عالم جو والد اس یتیم کے تھے
انھوں نے رحلت فرمائی جان کندنی کے وقت اپنے چھوٹے بھائی کو جو میرے چچا ہیں بلایا

اور فرمایا کہ ہم نے تو سب مال و ملک چھوڑ کر ارادہ کوچ کا کیا لیکن یہ وصیت میری تم بجا لائیو اور بزرگی کو
کام فرمائیو جب تک شاہزادہ جو مالک اس تخت و چتر کا ہے جوان ہو اور شعور سنبھالے اور اپنا گھر دیکھے
بھالے تم اسکی نیابت کیجیو اور سپاہ اور رعیت کو خراب ہونے نہ دیجیو جب وہ بالغ ہو سب اسکو
سمجھا بجھا کر تخت حوالے کرنا اور روشن اختر جو تمہاری بیٹی ہے اس سے شادی کرکے تم
سلطنت سے کنارہ پکڑنا اس بند و بست اور سلوک سے بادشاہت ہمارے خاندان
مین قائم رہے گی کچھ خلل نہ آئے گا یہ کہکر آپ تو جان بحق تسلیم ہوئے چچا بادشاہ ہوئے
اور بند و بست ملک کا کرنے لگے مجھے حکم کیا کہ زنانے محل مین رہا کرے جب تک جوان ہو باہر
نہ نکلے یہ فقیر چودہ برس کی عمر تک بیگمات اور خواصون مین پلتا رہا اور کھیلا کودا کیا چچا کی بیٹی سے
شادی کی خبر سنکر شاد اور اس امید پر بیفکر رہتا اور دل مین کہتا کہ اب کوئی دن مین بادشاہت بھی ہاتھ
لگے گی اور کتخدائی بھی ہوگی دنیا بامید قائم ہے ایک حبشی مبارک نام تھا جو کہ والد مرحوم کی خدمت مین
تربیت ہوا تھا اور اس کا بڑا اعتبار تھا اور صاحب شعور اور نمک حلال تھا مین اکثر اسکے نزدیک جا بیٹھتا
وہ بھی بہت پیار کرتا اور میری جوانی دیکھکر خوش ہوتا اور کہتا الحمد للہ اے شاہزادے اب تم جوان
ہوئے انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب تمہارا چچا ظل سبحانی کی نصیحت پر عمل کرے گا اپنی بیٹی اور
تمہارے والد کا تخت تمہین دے گا ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ ادنے سہیلی نے بیگناہ میرے تئین
ایسا طمانچہ کھینچکر مارا کہ میرے گال پر پانچون انگلیون کا نشان ابھر آیا مین روتا ہوا مبارک کے
پاس گیا اس نے مجھے گلے لگایا اور آنسو آستین سے پونچھے اور کہا کہ چلو آج تمہین بادشاہ
کے پاس لے چلون شاید دیکھکر مہربان ہو اور لائق سمجھ کر تمہارا حق تمہین دے اسی وقت
چچا کے حضور مین لے گیا چچا نے دربار مین نہایت شفقت کی کہ کیون دلگیر ہو اور آج یہان کیونکر
آئے مبارک بولا کچھ عرض کرنے آئے ہین یہ سنکر خود بخود کہنے لگا کہ اب میان کا بیاہ کر دیتے
ہین مبارک نے کہا بہت مبارک ہے وہین نجومی اور رمالون کو روبرو طلب کیا اور اوپری
دل سے پوچھا کہ اس سال مین کونسا مہینا اور کونسا دن اور گھڑی مہورت مبارک ہے کہ سرانجام
شادی کا کرون انہون نے مرضی پاکر گن گنا کر عرض کی کہ قبلۂ عالم یہ برس سارا نحس ہے اس
چاند مین کوئی تاریخ سعد نہین ٹھہری اگر یہ سال تمام بخیر و عافیت کٹے تو آئندہ کار خیر کرنے
بہتر ہے بادشاہ نے مبارک کی طرف دیکھا اور کہا شاہزادے کو محل مین لیجا خدا چاہے تو بعد اس
سال کے گذرنے کے مین اسکی امانت اسکے حوالے کر دونگا خاطر جمع رکھے اور پڑھنے لکھنے

مبارک نے سلام کیا اور مجھے ساتھ لیکر محل مین پہونچا دیا دو تین دن کے بعد مین مبارک کے پاس گیا
مجھے دیکھتے ہی رونے لگا مین حیران ہوا اور پوچھا کہ دادا خیر تو ہے تمھارے رونے کا کیا باعث ہے
تب وہ خیرخواہ کہ مجھے جان و دل سے چاہتا تھا بولا کہ مین اس روز تمھین اُس ظالم کے پاس سے لے گیا
کاشکے اگر یہ جانتا تو نہ لیجاتا مین نے گھبرا کر کہا میرے جانے مین کیا ایسی قباحت ہوئی کہو تو سہی
تب اُس نے کہا کہ سب امیر وزیر ارکان دولت چھوٹے بڑے تمھارے باپ کے وقت کے تمھین
دیکھکر خوش ہوئے اور خدا کا شکر کرنے لگے کہ اب ہمارا صاحبزادہ جوان ہوا اور سلطنت کے لائق ہوا
اب کوئی دن مین حق حقدار کو ملے گا تب ہماری قدردانی کرے گا اور خانہ زاد موروثیون کی قدر
سمجھے گا یہ خبر اُس بے ایمان کو پہونچی اُسکی چھاتی پر سانپ لوٹنے لگا مجھے خلوت مین بلا کر کہا اے
مبارک اب ایسا کام کر کہ شہزادے کو کسی فریب سے مار ڈال اور اسکا خطرہ میرے جی سے نکال جو
میری خاطر جمع ہو تب سے مین بیحواس ہو رہا ہون کہ تیرا چچا تیری جان کا دشمن ہوا جو ہین مبارک سے
یہ خبر نامبارک مین نے سُنی بغیر مارے مر گیا اور جان کے ڈر سے اُسکے پانوُن پر گر پڑا کہ واسطے خدا کے
مین سلطنت سے درگذرا کہ کسی طرح میرا جی بچے اُس غلام باوفا نے میرا سر اُٹھا کے چھاتی سے لگا لیا
اور جواب دیا کہ خطرہ نہین ایک تدبیر مجھے سوجھی ہے اگر راست آئے تو کچھ پروا نہین زندگی ہو تو سب کچھ
ہے اغلب ہے کہ اس فکر سے تیری جان بھی بچے اور اپنے مطلب سے بھی کامیاب ہو یہ بھروسا دیکر
مجھے ساتھ لیکر اس جگہ جہان بادشاہ مغفور یعنے والد اس فقیر کے سوتے بیٹھتے تھے لے گیا اور میری
بہت خاطر جمع کی وہان ایک کرسی بچھی تھی ایک طرف سے مجھے کیا اور دوسری طرف آپ پکڑ کر
صندلی کو سرکایا اور کرسی کے تلے کا فرش اُٹھایا اور زمین کو کھودنے لگا ایکبارگی ایک کھڑکی نمود
ہوئی دیکھا ایک زنجیر اور قفل اُسمین لگا ہے مجھے بلایا مین اپنے دلمین مقرر یہ سمجھا کہ میرے
ذبح کرنے اور گاڑ دینے کو یہ گڑھا اُسنے کھودا ہے موت آنکھون کے آگے پھر گئی مجبور چپکے چپکے کلمہ پڑھتا
ہوا نزدیک گیا کیا دیکھتا ہون اُس دریچہ کے اندر عمارت ہے اور چار مکان ہین ہر ایک دالان
مین دس دس خُمین سونے کی زنجیرون مین جکڑی ہوئی لٹکتی ہین اور ہر ایک گولی کے مُنھ پر
ایک سونے کی اینٹ اور ایک بندر جڑاؤ کا بنا ہوا بیٹھا ہوا ہے اُنتالیس گولیان چارون مکانون مین
گنین اور ایک خم کو دیکھا کہ منھا منھ اشرفیان بھری ہین اُسپر نہ میمون ہے نہ خشت ہے
اور ایک حوض جواہر سے لبالب بھرا ہوا دیکھا مین نے مبارک سے پوچھا کہ اے دادا یہ کیا
طلسم ہے اور کس کا مکان ہے اور یہ کس کام کے ہین بولا کہ یہ بوزنے جو دیکھتے ہو انکا یہ ماجرا ہے کہ

تمھارے باپ نے جوانی کے وقت سے ملک صادق سے جو جنوں کا بادشاہ ہے اسکے ساتھ دوستی اور آمد و رفت پیدا کی تھی چنانچہ ہر سال تین ایک دفعہ کئی طرح کے تحفے خوشبوئیں اور اس ملک کی سوغاتیں لیجاتے اور ایک مہینے کے قریب اسکی خدمت میں رہتے جب رخصت ہوتے تو ملک صادق ایک ٹکڑا زمرد کا دیتا ہمارا بادشاہ لاکر اس تختے پر رکھتا اس بات سے سوائے میرے کوئی دوسرا مطلع نہ تھا ایک مرتبہ غلام نے عرض کی کہ جہاں پناہ لاکھوں روپیے کے تحفے لیجاتے ہیں اور وہاں سے ایک بوزنہ پتھر کا مردہ آپ لے آتے ہیں اس کا آخر ماجرا کیا ہے جواب میری اس بات کا شکر فرمایا خبردار کہیں ظاہر نہ کیجیو خبر شرط ہے یہ ایک میمون بیجان جو دیکھتا ہے ہر ایک کے بس ہزار دیو زبردست تابع اور فرمانبردار ہیں لیکن جب تک میرے پاس چالیسوں بندر جمع نہ ہوں تب تک یہ سب نکمے ہیں کچھ کام نہ آئینگے سو ایک بندر کی کمی تھی کہ اسی برس بادشاہ نے وفات پائی اتنی محنت کچھ ٹھکانے نہ لگی اسکا فائدہ ظاہر نہ ہوا اے شاہزادے تیری یہ حالت بیکسی کی دیکھکر مجھے یاد آیا اور یہ جی میں ٹھہرایا کہ کسیطرح تجھکو ملک صادق کے پاس لے چلوں اور تیرے چچا کا ظلم بیان کروں غالب ہے کہ وہ دوستی تمھارے باپ کی یاد کرکے ایک بوزنہ جو باقی ہے تجھے دیوے تب انکی مدد سے نیرنگ تیرے ہاتھ آوے اور یہ چین ماچین کی سلطنت تو بجا خود ہے اور بالفعل اس حرکت سے تیری جان بچی رہے اور اگر کچھ نہ ہو تو اس ظالم کے ہاتھ سے سوائے اس تدبیر کے اور کوئی صورت مخلصی کی نظر نہیں آتی میں نے انکی یہ کیفیت سنکر کہا کہ دادا جان اب تو میری جان کا مختار ہے جو میرے حق میں بھلا ہو سو کر میری تسلی کر کے آپ عطر اور تحفے اور جو کچھ وہاں سے لیجانے کی خاطر مناسب جانا خرید کرنے بازار میں گیا دوسرے دن میرے اس کافر چچا کے پاس جو بجائے ابوجہل کے تھا گیا اور کہا جہاں پناہ شہزادے کے مار ڈالنے کی ایک صورت میں نے دل میں ٹھہرائی ہے اگر حکم ہو تو عرض کروں وہ کمبخت خوش ہو کر بولا وہ کیا تدبیر ہے تب مبارک نے کہا کہ اسکے مار ڈالنے میں سب طرح آپکی بدنامی ہے مگر میں اسے باہر جنگل میں لیجا کر ٹھکانے لگاؤں اور گاڑ داب کے چلا آؤں ہرگز کوئی محرم نہ ہوگا کہ کیا ہوا یہ بندش مبارک سے سنکر بولا کہ بہت مبارک میں چاہتا ہوں کہ وہ سلامت نہ رہے اسکا دغدغہ میرے دل میں ہے اگر بیفکر اس فکر سے تو چھڑاوے گا تو اس خدمت کے عوض بہت کچھ پاویگا جہاں تیرا جی چاہے لیجا کر کھپا دے اور مجھے یہ خوشخبری لادے مبارک نے بادشاہ کی طرف سے اپنی دلجمعی کرکے مجھے ساتھ لیا اور وے تحفے لیکر آدھی رات کو شہر سے کوچ کیا اور اتر کی

سمت چلا ایک مہینے تک پیہم چلا گیا ایک روز ایک رات کو چلے جاتے تھے جو مبارک بولا کہ شکر خدا کا
اب منزل مقصود کو پہونچے مین نے سنکر کہا کہ دادا یہ تو نے کیا کہا کہنے لگا اے شہزادے تو جنون کا لشکر
کیا نہین دیکھتا ہے مین نے کہا مجھے تیرے سوا اور کچھ نظر نہین آتا مبارک نے ایک سرمہ دانی نکالکر
سلیمانی سرمے کی سلائیان میری دونون آنکھون مین پھیر دین وونہین جنون کی خلقت اور لشکر کے
تنبو قنات نظر آنے لگے لیکن سب خوشرو اور خوش لباس مبارک کو پہچانکر ہر ایک آشنائی کی راہ
سے گلے ملتا اور مزاجپرسی کرتا آخر جاتے جاتے بادشاہی سراچون کے نزدیک گئے اور بارگاہ مین
داخل ہوئے دیکھتا ہون تو روشنی قرینے سے روشن اور صندلیان طرح بطرح کی دو رویہ بچھی ہین
اور عالم فاضل درویش اور امیر وزیر میر بخشی دیوان اُنپر بیٹھے ہین اور یساول گرزبردار عہدے
لیے ہوئے ہاتھ باندھے کھڑے ہین اور درمیان مین ایک تخت مرصع کا بچھا ہے اُسپر ملک صادق
تاج چارقب موتیونکی پہنے ہوئے مسند پر تکیہ لگائے بڑی شان و شوکت سے بیٹھا ہے مین نے
نزدیک جاکر سلام کیا مہربانی سے بیٹھنے کا حکم کیا پھر کھانیکا چرچا ہوا بعد فراغت کے دسترخوان بڑھایا
گیا تب مبارک کی طرف متوجہ ہوکر احوال میرا پوچھا مبارک نے کہا کہ اب انکے باپ کی جگہہ پر
انکا چچا بادشاہت کرتا ہے اور انکا دشمن جانی ہوا ہے اسلیے مین انھین وہانسے لے بھاگ کر آپ کی
خدمت مین لایا ہون کہ یتیم ہین اور سلطنت انکا حق ہے لیکن بغیر مربی کسی سے کچھ نہین ہو سکتا حضور
کی دستگیری کے باعث اِس مظلوم کی پرورش ہوتی ہے انکے باپ کی خدمت کا حق یاد کرکے انکی مدد
فرمائیے اور وہ چالیسوان بند عنایت کیجئے تا وہ چالیسون پورے ہون اور یہ اپنے حق کو پہونچ
کے تمھارے جان و مال کو دعا دین سواے صاحب کی پناہ کے کوئی ٹھکانا نظر نہین آتا یہ تمام کیفیت
سنکر ملک صادق نے تامل کرکے کہا کہ واقعی حقوق خدمت اور دوستی بادشاہ مغفور کی ہمارے اوپر
بہت تھی اور یہ بیچارہ تباہ ہوکر اپنی سلطنت موروثی کو چھوڑکر جان بچانے کیواسطے یہان تلک
آیا ہے اور ہمارے دامن دولت مین جگہ لی ہے تا مقدور کسیطرح ہم سے کمی نہو گی اور درگذر نہ کرونگا
لیکن ایک کام ہمارا ہے اگر وہ اس سے ہو سکا اور خیانت نکی اور بخوبی انجام دیا اور اس امتحان مین
پورا اترا تو مین قول و قرار کرتا ہون کہ زیادہ بادشاہ سے سلوک کرونگا اور جو یہ چاہیگا سو دونگا
مین نے ہاتھ باندھکر التماس کیا کہ اس فدوی سے تا مقدور جو خدمت سرکار کی ہو سکیگی بسر و چشم
بجا لائیگا اور اُسکو بخوبی دیانت داری و ہوشیاری سے کریگا اور دونون جہانکی سعادت سمجھیگا فرمایا
تو ابھی لڑکا ہے اسواسطے بار بار تاکید کرتا ہون مبادا خیانت کرے اور آفت مین پڑے مین نے کہا خدا

بادشاہ کے اقبال سے آسان کریگا اور میں حتی المقدور کوشش کرونگا اور امانت حضور تک پہنچا
سنکر وزیر صادق نے مجھے قریب بلایا اور ایک کاغذ دستگی سے نکال کر میرے تئیں دکھلایا اور کہا
کہ یہ جس شخص کی شبیہ ہے اُسے جہان سے جانے تلاش کرکے میری خاطر پیدا کرکے لا اور جس گھڑی
اسکا نام و نشان پائے اور سامنے جلائے میری طرف سے بہت اشتیاق ظاہر کیجو اگر یہ خدمت
تجھ سے سرانجام ہوئی تو جتنی توقع ہے تجھے منظور ہے اس سے زیادہ غور و پرداخت کیجائیگی یا لا
جیسا کیا ویسا پائیگا میں نے اس کاغذ کو جو دیکھا ایک تصویر نظر پڑی کہ غش سا آنے لگا بزور اپنے
دل کے اپنے تئیں سنبھالا اور کہا بہت خوب میں رخصت ہوتا ہوں اگر خدا کو میرا بھلا کرنا ہے تو بموجب
حکم حضور کے مجھ سے عمل میں آئیگا یہ کہکر مبارک کو ہمراہ لیکر جنگل کی راہ لی گاؤں گاؤں بستی بستی شہر شہر
ملک ملک پھرنے لگا اور ہر ایک سے اسکا نام و نشان تحقیق کرتا کسی نے نہ کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں یا
سے مذکور سنا ہے سات برس تک اسی عالم میں حیرانی و پریشانی کو سہتا ہوا ایک نگر میں وارد ہوا دیکھا
عالی اور آباد لیکن وہاں کا ہر ایک متنفس اسم اعظم پڑھتا تھا اور خدا کی عبادت بندگی کرتا تھا ایک اندھا
ہندوستانی فقیر بھیک مانگتا نظر آیا لیکن کسی نے ایک کوڑی یا ایک نوالہ نہ دیا مجھے تعجب آیا اور اُسکے
اوپر رحم کھایا جیب میں سے ایک اشرفی نکالکر اسکے ہاتھ میں دی وہ لیکر بولا کہ اے داتا خدا تیرا بھلا
کرے تو شاید مسافر ہے اس شہر کا باشندہ نہیں میں نے کہا فی الواقع سات برس سے میں تباہ ہوں
جس کام کو نکلا ہوں اسکا سراغ نہیں ملتا آج اس بارے میں آپہونچا ہوں وہ بوڑھا دعائیں دیکر
چلا میں اسکے پیچھے لگ لیا باہر شہر کے ایک مکان عالیشان نظر آیا وہ اُسکے اندر گیا میں بھی چلا
تو جا بجا عمارت گری پڑی ہے اور بے مرمت ہو رہی ہے میں نے دل میں کہا کہ یہ محل تو لائق بادشاہوں کے
ہے جس وقت طیاری اسکی ہوگی کیا ہی مکان دلچسپ بنا ہوگا اب ویرانی سے کیا صورت بن گئی ہے
پر معلوم نہیں کہ اُجاڑ کیوں پڑا ہے اور یہ نابینا اس محل میں کیوں بستا ہے وہ کور لاٹھی ٹیکتا ہوا چلا جاتا
تھا کہ ایک آواز آئی جیسے کوئی کہتا ہے کہ اے باپ خیر تو ہے آج سویرے کیوں پھرے ہو
پیر مرد نے سنکر جواب دیا کہ بیٹی خدا نے ایک جوان مسافر کو میرے احوال پر مہربان کیا اُس نے
مہر مجھکو دی بہت دنوں سے پیٹ بھر اچھا کھانا نہ کھایا تھا سو گوشت مصالحہ گھی تیل آٹا نون مول لیا
اور تیری خاطر کپڑا جو ضرور تھا خرید کیا اب اسکو قطع کر اور سی کر پہن اور کھانا پکا تو کھا پی کر اُس
سخی کے حق میں دعا دیں اگرچہ مطلب اُسکے دلکا معلوم نہیں پر خدا دانا بینا ہے ہم بیکسوں کی دعا
قبول کرے میں نے یہ احوال اُسکی فاقہ کشی کا جو سنا بے اختیار جی میں آیا کہ [illegible]

اور اُسکو دیدن لیکن آواز کی طرف دھیان جو کیا تو ایک عورت دیکھی کہ ٹھیک وہ تصویر اُسی معشوق کی
تھی تصویر نکالکر مقابل کیا سر مو تفاوت نہ دیکھا ایک نعرہ دل سے نکلا اور بیہوش ہوا مبارک میرے
تئین بغل مین لیکر بیٹھا اور پنکھا کرنے لگا جب مجھ مین ذرا ہوش آیا اُسکی طرف تاک رہا تھا مبارک نے
پوچھا کہ تمکو کیا ہو گیا ابھی منھ سے جواب نہین نکلا تھا کہ وہ نازنین بولی کہ اے جوان خدا سے ڈر اور نا
بیگانے ستر پر نگاہ مت کر حیا اور شرم سب کو ضرور ہے اس لیاقت سے گفتگو کی کہ مین اُسکی صورت اور
سیرت پر محو ہو گیا مبارک میری خاطر داری بہت سی کرنے لگا لیکن دل کی حالت کی اُسکو کیا خبر تھی
ناچار ہو کر مین نے پکارا کہ اے خدا کے بندو اور اس مکان کے رہنے والو مین غریب مسافر ہون اگر
اپنے پاس مجھے بلاؤ اور رہنے کو جگہ دو تو بڑی بات ہے اُس اندھے نے نزدیک بلایا اور آواز پہچانکر
گلے لگایا اور جہان وہ گلبدن بیٹھی تھی اُس مکان مین لے گیا وہ ایک کونے مین چھپ گئی اُس بُڈھے
نے مجھ سے پوچھا کہ اپنا ماجرا کہو کیون گھر بار چھوڑ کر اکیلا پڑا پھرتا ہے اور تجھے کسکی تلاش ہے مین نے ملک
صادق کا نام نہ لیا اور وہانکا کچھ ذکر مذکور نہ کیا اس طور سے کہا کہ یہ بیکس شہزادہ چین ماچین کا ہے
چنانچہ میرے ولی نعمت ہنوز بادشاہ ہین ایک سوداگر سے لاکھون روپے دیکر یہ تصویر مول لی تھی
اُسکے دیکھنے سے سب ہوش و آرام جاتا رہا اور فقیر کا بھیس کر کے تمام دنیا چھان ماری اب یہان
میرا مطلب ملا ہے سو تمھارا اختیار ہے یہ سُنکر اندھے نے ایک آہ ماری اور بولا اے عزیز میری
لڑکی بڑی مصیبت مین گرفتار ہے کسی بشر کی مجال نہین کہ اُس سے نکاح کرے اور پھل پاوے
مین نے کہا امیدوار ہون کہ مفصل بیان کرو تب اُس مرد عجمی نے اپنا ماجرا اس طور سے ظاہر کیا
کہ سُن اے بادشاہزادے مین رئیس اور اکابر اِس کمبخت شہر کا ہون میرے بزرگ نامآور اور عالی
خاندان تھے حق تعالیٰ نے مجھے یہ بیٹی عنایت کی جب بالغ ہوئی تو اُسکی خوبصورتی اور نزاکت اور سلیقہ
کا شور ہوا اور سارے ملک مین مشہور ہوا کہ فلانے کے گھر مین ایسی لڑکی ہے کہ اُسکے حسن کے مقابل
حور و پری شرمندہ ہے انسان کا تو کیا منھ کہ برابری کرے یہ تعریف اس شہر کے شہزادے نے سُنی غائبانہ
بغیر دیکھے بیچارے عاشق ہوا کھانا پینا چھوڑ دیا اٹھوائی کھٹوائی لیکر پڑا آخر یہ بات بادشاہ کو معلوم ہوئی
میرے تئین رات کو خلوت مین بلایا اور یہ مذکور درمیان مین لایا اور مجھے باتون مین پھسلایا حتی کہ
نسبت ناتا کرنے مین راضی کیا مین بھی سمجھا کہ جب بیٹی گھر مین پیدا ہوئی تو کسی نہ کسی سے بیاہی
جائیگی پس اس سے کیا بہتر ہے کہ بادشاہزادے سے منسوب کر دون اسمین بادشاہ بھی منت وار
ہوتا ہے مین قبول کر کے رخصت ہوا اُسی دن سے دونون طرف طیاری بیاہ کی ہونے لگی ایک روز

اُسی ساعت مین قاضی مفتی عالم فاضل اکابر سب جمع ہوئے نکاح باندھا گیا اور مہر معین ہوا دُلہن کی
بڑی دھوم سے ہو گئی سب رسم رسومات کر کے فارغ ہوئے نوشہ نے جب رات کو قصد خلوت کا
کیا اس مکان مین ایک شور و غل ایسا ہوا کہ جو لوگ باہر چوکی مین تھے حیران ہوئے دروازہ کوٹھری کا
کھول کر چاہا دیکھین کہ یہ کیا آفت ہے اندر سے ایسا بند تھا کہ کواڑ کھول نہ سکے ایک دم مین وہ رونے کی
بھی آواز کم ہوئی پٹ کی چول اکھاڑ کر دیکھا کہ دولہا سر کٹا ہوا پڑا تڑپتا ہے اور دُلہن کے
منھ سے کف چلا جاتا ہے اور اُسی مٹی لہو مین تھڑی ہوئی بے حواس پڑی لوٹتی ہے یہ قیامت
دیکھ کر سب کے ہوش جاتے رہے ایسی خوشی مین یہ غم ظاہر ہوا بادشاہ کو خبر ہوئی سر پیٹتا ہوا دوڑا
تمام ارکان سلطنت کے جمع ہوئے پر کسی کی عقل کام نہین کرتی تھی کہ اس احوال کو دریافت کرے
آخر کو بادشاہ نے اُس قلق کی حالت مین حکم کیا کہ اس کمبخت کٹنی بیری دُلہن کا بھی سر کاٹ
ڈالو یہ بات بادشاہ کی زبان سے جو نکلی پھر ویسا ہی ہنگامہ برپا ہوا بادشاہ ڈر اپنی جان کے
خطرے سے نکل بھاگا اور فرمایا کہ اسے محل سے نکال دو خواصون نے اس لڑکی کو میرے
گھر مین پہنچا دیا یہ چرچا دنیا مین مشہور ہوا جن نے سنا حیران ہوا اور شہزادے کے مارے جانے کے
سبب سے خود بادشاہ اور جتنے باشندے اس شہر کے ہین میرے دشمن جانی ہوئے جب
ماتم داری سے فراغت ہوئی اور چہلم ہو چکا بادشاہ نے ارکان دولت سے صلاح پوچھی کہ اب
کیا کیا چاہیے سبھون نے کہا اور تو کچھ ہو نہین سکتا پر ظاہر مین دل کی تسلی اور صبر کے واسطے اُس لڑکی کو
اُسکے باپ سمیت مروا ڈالیے اور گھر بار ضبط کر لیجیے جب میری یہ سزا مقرر کی کوتوال کو حکم ہوا اور
سب نے آ کر چارون طرف سے میری حویلی کو گھیر لیا اور نرسنگا دروازے پر بجایا اور چاہا کہ اندر گھس کر
بادشاہ کا حکم بجا لاوین آسمان سے اینٹ پتھر ایسے برسنے لگے کہ تمام فوج تاب نہ لا سکی اپنا سر بچا کر جدھر تدھر
بھاگ گئی اور ایک آواز مہیب بادشاہ نے اپنے کانون سنی کہ کیون شامت آئی ہے کیا شیطان لگا ہے نکلا
چاہتا ہے تو اُس نازنین کے احوال کا متعرض نہو نہین تو جو کچھ تیرے بیٹے نے اُس سے شادی
کر کے دیکھا تو بھی اپنی دشمنی سے دیکھے گا اب اگر اُس کو ستاویگا تو مزہ پاویگا یہ سنکے بادشاہ کو ایسی دہشت کے
تپ چڑھی وونہین حکم کیا کہ ان بدبختون سے کوئی مزاحم نہو کچھ نہ کہو حویلی مین پڑے رہنے دو
زور و ظلم اُن پر نہ کرو عامل اور دعاگو تعویذ نویس جنتر منتر کرتے ہین اور سب
باشندے اس شہر کے اسم اعظم اور قرآن مجید پڑھتے ہین مدت سے یہ تماشا ہو رہا ہے لیکن کچھ
بھید معلوم نہین ہوتا اور مجھے بھی ہرگز اطلاع نہین مگر اس لڑکی سے ایکبار پوچھا کہ تمنے دیکھا

آنکھوں سے کیا دیکھا تھا یہ بولی کہ اور تو کچھ میں نہیں جانتی لیکن یہ نظر آیا کہ جس وقت میرے خاوند نے
قصد مباشرت کا کیا چھت پھٹ کر ایک تخت مرصع کا نکلا اس پر ایک جوان خوبصورت شاہانہ لباس
پہنے بیٹھا تھا اور ساتھ بہت سے آدمی اہتمام کرتے ہوئے اس مکان میں آئے اور تیغ اس کے
قتل پر مستعد ہوئے وہ شخص سردار میرے نزدیک آیا اور بولا کیوں جانی اب ہم سے کہاں بھاگو گی
ان کی صورتیں آدمی کی سی تھیں لیکن پاؤں بکریوں کے سے نظر آئے میرا کلیجا دھڑکنے لگا اور خوف سے
غش میں آ گئی پھر مجھے کچھ سدھ نہیں کہ آخر کیا ہوا تب سے میرا یہ احوال ہے کہ اس ٹوٹے
مکان میں ہم دونوں جی پڑے رہتے ہیں بادشاہ کے غصے کے باعث اپنے سب رفیق
جدا ہو گئے اور میں گدائی کرنے کو جو نکلتا ہوں تو کوئی کوڑی نہیں دیتا بلکہ دکان پر کھڑے رہنے کا بھی
روادار نہیں اس کمبخت لڑکی کے بدن پر لتا نہیں جو اپنا ستر چھپاوے اور کھانے کو میسر نہیں جو پیٹ بھر کر
کھاوے خدا سے یہ چاہتا ہوں کہ موت ہماری آوے یا زمین پھٹے اور یہ ناشدنی سماوے اس جینے
سے مرنا بھلا ہے خدا نے شاید ہمارے ہی واسطے تجھے بھیجا ہے جو تو نے رحم کھا کر ایک مہر دی کھانا مزیدار
پکا کر کھایا اور بیٹی کی خاطر کپڑا بھی بنایا خدا کی درگاہ میں شکر کیا اور تجھے دعا دی اگر اس پر آسیب جن
یا پری کا نہ ہوتا تیری خدمت میں لونڈی کی جگہ دیتا اور اپنی سعادت جانتا یہ احوال اس عاجز کا
ہے تو اس کے درپے مت ہو اور اس قصد سے درگذر یہ سب ماجرا سن کر میں نے بہت منت و زاری
کی کہ مجھے اپنی فرزندی میں قبول کر جو میری قسمت میں بدا ہو گا سو ہو گا وہ پیر مرد ہرگز راضی نہ ہوا
شام جب ہوئی اس سے رخصت ہو کر سرا میں آیا مبارک نے کہا تو شہزادے مبارک ہو خدا نے
اسباب تو درست کیا ہے یاسنے یہ محنت اکارت نہ گئی میں نے کہا آج کتنی خوشامد کی پر وہ
احمق بے ایمان راضی نہیں ہوتا خدا جانے دیوے گا یا نہیں پر میرے دل کی یہ حالت
تھی کہ رات کاٹنی مشکل ہوئی کہ کب صبح ہو تو جا کر حاضر ہوں کبھی یہ خیال آتا تھا اگر وہ مہربان
ہوا اور قبول کیا تو مبارک مالک صادق کے واسطے لیجاوے گا پھر کتنا بھلا ہاتھ تو آوے گی
مبارک کو منا و نا کر میں عیش کروں گا پھر جی میں یہ خطرہ آتا کہ اگر مبارک بھی قبول کرے تو جنوں
کے ہاتھ سے وہی نوبت میری ہو گی جو بادشاہزادے کی ہوئی اور اس شہر کا بادشاہ
کب چاہے گا کہ اس کا بیٹا مارا جاوے اور دوسرا خوشی منائے تمام رات نیند اچاٹ ہو گئی اور
اسی منصوبے کے الجھیڑے میں کٹی جب روز روشن ہوا میں چلا چوک میں سے اچھے اچھے
تھان پوشاکی اور میوے خشک و تر خرید کر کے اس بزرگ کی خدمت میں حاضر

ہوا نہایت خوش ہو کر بولا کہ سب کو اپنی جان سے زیادہ کچھ عزیز نہیں پر اگر میری جان بھی
تیرے کام آئے تو دریغ نہ کروں اور اپنی بیٹی بھی تیرے حوالے کروں لیکن یہی خوف آتا ہے کہ اس
سے تیری جان کو خطرہ نہ ہو کہ یہ داغ لعنت کا میرے اوپر تا قیامت رہے میں نے کہا اب میں
اس بستی میں بیکس داخل ہوں اور تم میرے دین و دنیا کے باپ ہو میں اس آرزو میں مدت سے
کیا کیا تباہی اور پریشانی کھینچتا ہوا اور کیسے کیسے صدمے اٹھاتا ہوا یہاں تک آیا اور مطلب کا بھی
سراغ پایا خدا نے تمہیں بھی مہربان کیا جو بیاہ دینے پر رضا مند ہوئے لیکن میرے واسطے اتنا کچھ
کرتے ہو ذرا منصف ہو کر غور تو فرماؤ کہ عشق کی تلوار سے سر بچاتا اور اپنی جان کو چھپانا کس مذہب
میں درست ہے ہر چہ بادا باد میں نے سب طرح اپنے تئیں برباد کر دیا ہے معشوقہ کے وصال کو
اپنی زندگی سمجھتا ہوں اپنے مرنے جینے کی کچھ پروا نہیں بلکہ اگر نا امید ہونگا تو بے اجل مر جاؤنگا
اور تمہارا قیامت میں دامنگیر ہونگا غرض اسی گفت و شنید میں اور ہاں ہاں میں قریب ایک مہینے
کے خوف و رجا میں گذرا ہر روز اس بزرگ کی خدمت میں دوڑا جاتا اور خوشامد درآمد کیا
کرتا اتفاقاً وہ بوڑھا کاہل ہوا میں اسکی بیمار داری میں حاضر رہا ہمیشہ قارورہ حکیم کے پاس
لیجاتا جو نسخہ لکھ دیتا اسی ترکیب سے بنا کر پلاتا اور شلہ اور غذا اپنے ہاتھ سے پکا کر کوئی نوالہ کھلاتا
ایک دن مہربان ہو کر کہنے لگا اے جوان تو بڑا ضدی ہے میں نے ہر چند ساری قباحتیں کہہ سنائیں
اور منع کرتا ہوں کہ اس کام سے باز آ جی ہے تو جہان ہے پر تو خواہ مخواہ کنوئیں میں گرا چاہتا ہے
اچھا اپنی لڑکی سے تیری نسبت کر دونگا دیکھوں وہ کیا کہتی ہے فقیر سے یہ خوشخبری سنکر میں ایسا پھولا
کہ کپڑوں میں نہ سمایا آداب بجا لایا اور کہا اب آپنے میرے جینے کی فکر کی رخصت ہو کر مکان پر
آیا اور تمام شب مبارک سے یہی ذکر مذکور رہا کہاں کی نیند اور کہاں کی بھوک صبح ہونے کے وقت
پھر جا کر موجود ہوا سلام کیا فرمانے لگا کہ لو اپنی بیٹی ہم نے تمکو دی خدا مبارک کرے تم دونوں کو
خدا کی حفظ و امان میں سونپا جب تلک میرے دم میں دم ہے میری آنکھوں کے سامنے رہو
جب میری آنکھ بند ہو جائیگی جو تمہارے جی میں آئیگا سو کیجیو مختار ہو کتنے دن پیچھے وہ مرد بزرگ
جان بحق تسلیم ہوا رو پیٹ کر تجہیز و تکفین کیا بعد تیجے کے اس نازنین کو مبارک ڈولی میں
کرکے کاروانسرا میں لے آیا اور مجھ سے کہا کہ یہ امانت ملک صادق کی ہے خبردار خیانت
نہ کیجیو اور محنت و مشقت برباد نہ دیجیو میں نے کہا اے کاکا ملک صادق یہاں کہاں ہے
دل نہیں مانتا میں کیونکر صبر کروں جو کچھ ہو سو ہو جیوں یا مروں اب تو عیش کروں مبارک نے

درق ہوکر ڈانتا کہ لڑکپن نہ کرو ابھی ایکدم مین کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے ملک صادق کو دور جانتے ہو جو
اُسکا فرمانا نہین مانتے ہو اُسنے چلتے وقت پہلے ہی اونچ نیچ سب سمجھا دی ہے اگر اُسکے کہنے پر یہ چیز
صحیح و سلامت اُسکو وہان تلک لیجاوگے تو وہ بھی بادشاہ ہے شاید تمہاری محنت پر توجہ کرے
تحسین کو بخشدے تو کیا اچھی بات ہووے پیت کی پیت رہے اور میت کا میت ہاتھ آوے
اُسکے ڈرانے اور سمجھانے سے مین حیران ہوکر چپکا ہو رہا دو سانڈنیان خریدکین اور کجاوون پر سوار ہوکر
ملک صادق کے ملک کی راہ لی چلتے چلتے ایک میدان مین آواز غل و شور کی آنے لگی مبارک نے
کہا شکر خدا کا ہماری محنت نیک لگی یہ لشکر جنون کا آپہونچا بارے مبارک نے انسے مل جل کر پوچھا
کہ کہان کا ارادہ کیا ہے وہ بولے کہ بادشاہ نے تمہارے استقبال کیواسطے ہمین تعینات کیا ہے اب تم
تمہارے فرمانبردار ہین اگر کہو تو ایکدم مین روبرو لے چلین مبارک نے کہا دیکھو کس محنتون سے خدا نے
بادشاہ کے حضور مین ہمین سرخرو کیا اب جلدی کیا ضرور ہے اگر خدا نخواستہ کچھ خلل پڑجائے تو
ہماری محنت اکارت ہو اور جہان پناہ کے غضب مین پڑین سبھون نے کہا کہ اسکے تم مختار ہو جس طرح
چاہیے چلو اگرچہ سب طرح کا آرام تھا پر رات دن چلنے سے کام تھا جب نزدیک جا پہونچے مین
مبارک کو سوتا دیکھکر اُس نازنین کے قدمون پر سر رکھکر اپنے دل کی بیقراری اور ملک صادق کے
سبب سے ناچاری نہایت منت و زاری سے کہنے لگا کہ جسروز سے تمہاری تصویر دیکھی ہے خواب
و خورش اور آرام مین نے اپنے اوپر حرام کیا ہے جو خدا نے یہ دن دکھایا تو محض بیگانہ ہو رہا ہون فرمانے
لگی کہ میرا بھی دل تمہاری طرف مائل ہے کہ تمنے میری خاطر کیا ہرج مرج اُٹھایا اور کس کس مشقتون سے
لے آئے ہو خدا کو یاد کرو اور مجھے بھول نہ جائیو دیکھو تو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ کہکر
ایسی بے اختیار ڈاڑھ مار کر روئی کہ ہچکی لگ گئی اِدھر میرا یہ حال اُدھر اُسکا وہ احوال اسی مین
مبارک کی نیند ٹوٹ گئی وہ ہم دونون مشتاقون کو روتا دیکھکر رونے لگا اور بولا کہ خاطر جمع رکھو ایک
روغن میرے پاس ہے اس گلبدن کے بدن مین مل دونگا اسکی بو سے ملک صادق کا جی ہٹ جائیگا
غالب ہے کہ تمہین کو بخشدے مبارک سے یہ تدبیر سنکر دلکو ڈھارس ہو گئی اُسکے گلے سے لگ کر
لاڈ کیا اور کہا اے دادا اب تو میرے باپ کی جگہ ہے تیرے باعث میری جان بچی اب بھی ایسا کام کر
جسمین میری زندگانی ہو نہین تو اس غم مین مر جاؤنگا اُسنے بہت سی تسلی دی جب روز روشن
ہوا آواز جنونکی معلوم ہونے لگی دیکھا تو کئی خواص ملک صادق کے آئے ہین اور دوسرا بھاری جوڑا
ہمارے لیے لائے ہین اور ایک چوڈول موتیون کے توڑ پٹے ہوئے اُنکے ساتھ ہی مبارک نے اُس نازنین کو تیل

ملاقات کرے اور وہانکے سلطان سے مل تم پانچونکا مطلب ایک ہی جگہ ملیگا اس فقیر کی سیر کا یہ ماجرا ہے
جو عرض کیا بارے بشارت سے اپنے مولا مشکلکشا کی مرشدونکی حضوری مین آ پہونچا ہون اور
بادشاہ ظل اللہ کی بھی ملازمت حاصل ہوئی چاہیئے کہ اب سب کی خاطر جمع ہووے یہ باتین چارون
درویش اور بادشاہ آزاد بخت مین ہو رہی تھین کہ اتنے مین ایک محلی بادشاہ کے محل مین سے
دوڑا ہوا آیا اور مبارکبادی کی تسلیمین بادشاہ کے حضور مین بجالایا اور عرض کی اسوقت شاہزادہ پیدا
ہوا کہ آفتاب وماہتاب اسکے حسن کے روبرو شرمندہ ہین بادشاہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ ظاہر مین
تو کسی کو حمل نہ تھا یہ آفتاب کس برج سے نمودار ہوا اُس نے التماس کیا کہ ماہرو خواص جو بہت
دنون سے غضب بادشاہی مین پڑی تھی بیکسون کے مانند ایک کونے مین رہتی تھی اور مارے
ڈر کے کوئی اُسکے نزدیک نہ جاتا تھا نہ احوال پوچھتا تھا اُسپر یہ فضل الٰہی ہوا کہ چاند سا بیٹا اُسکے
پیٹ سے پیدا ہوا بادشاہ کو ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ شاید شادی مرگ ہو جاوے

بیان پیدا ہونے شہزادہ بختیار اور سرسبز ہونے گلشن مراد چارون درویشونکا

چارون فقیرون نے بھی دعا دی بھلا بادشاہ تیرا گھر آباد رہے اور اُسکا قدم مبارک ہو تیرے
سائے کے تلے بوڑھا بڑا ہو بادشاہ نے کہا یہ تمہارے قدم کی برکت ہے والا اپنے تو سان وگمان
مین بھی یہ بات نہ تھی اجازت ہو تو جاکر دیکھون درویشون نے کہا بسم اللہ سدھاریے بادشاہ
محل مین تشریف لیگئے شہزادے کو گود مین لیا اور شکر پروردگار کی جناب مین کیا کلیجہ ٹھنڈا ہوا
وہین چھاتی سے لگائے ہوئے لاکر فقیرونکے قدمونپر ڈالا اور درویشون نے دعائین پڑھکر
جھاڑ پھونک دیا بادشاہ نے جشن کی طیاری کی دوہری نوبتین جھڑنے لگین خزانے کا منہہ
کھول دیا داد ودہش سے ایک کوڑی کے محتاج کو بھی لکھپتی کر دیا ارکان دولت جتنے تھے
سب کو دوچند جاگیر اور منصب کے فرمان ہوگئے جتنا لشکر تھا انہین پانچ برس کی طلب
انعام ہوئی مشائخ اور اکابر کو مدد معاش اور تمغا عنایت ہوا بینواؤن کے کٹھلے اور
تکر گداؤن کے چھلے اشرفی اور روپیون کی جھجڑی سے بھر دیے اور تین برس کا خزانہ
رعیت کو معاف کیا کہ جو کچھ بوئین جوتین دونون حصے اپنے گھرون مین اُٹھا لیجائین تمام
شہر مین ہزاری بزاری کے گھرون مین جہان دیکھو وہان تھئی تھئی ناچ ہو رہا ہے مارے
خوشی کے ہر ایک ادنے نے ولے علئے بادشاہ وقت بن بیٹھا عین شادی مین ایکبارگی اندرون محل

ہنسنے بولنے چہچہے کا غل اٹھا خواصین اور ترکنیان اور اردابیگنیان اور محلی خوجے سر دالان پر خاک
ڈالتے ہوئے باہر نکل آئے اور بادشاہ سے کہا کہ جسوقت شہزادے کو نہلا دھلا کر دائی کی گود مین
دیا ایک ابر کا ٹکڑا آیا اور دائی کو گھیر لیا بعد ایک دم کے دیکھین تو انکہ بیہوش پڑی ہے اور
شہزادہ غائب ہو گیا یہ کیا قیامت ٹوٹی بادشاہ یہ تعجبات سنکر حیران رہا تمام ملک مین واویلا
پڑی دو دن تک کسی کے گھر مین ہانڈی نہ چڑھی شہزادے کا غم کھاتے تھے اور لہو اپنا پیتے تھے
غرض زندگانی سے ناچار تھے جو اسطرح جیتے تھے جب تیسرا دن ہوا وہی بادل پھر آیا اور ایک
پنگھوڑا جڑاؤ موتیون کے توڑے پڑے ہوئے لایا اسے محل مین رکھکر آپ ہوا ہوا لوگون نے شہزادیکو
اس مین انگوٹھا چوستے ہوئے پایا بادشاہ بیگم نے جلدی بلائین لیکر ہاتھون مین اٹھا کر چھاتی
سے لگا لیا دیکھا تو کرتا آب رواں کا موتیونکا دردامن ٹکا ہوا گلے مین ہے اور اسپر شلوکہ تماشی کا
پہنایا ہے اور ہاتھ پانون مین کھڑوے مرصع کے گلے مین ہیکل نورتن کی پڑی ہے اور جھنجھنا چوسنی
چٹنے جڑاؤ دھرے ہین سب مارے خوشی کے واری پھیری ہونے لگین اور دعائین دینے لگین
کہ تیری مان کا پیٹ ٹھنڈا رہے اور تو بوڑھا ارھا ہو بادشاہ نے ایک بڑا محل تعمیر کروا کر اور فرش
بچھوا کر ان درویشونکو رکھا جب سلطنت کے کام سے فراغت ہوتی تب آبیٹھتے اور ہر طرح سے
خدمت اور خبرگیری کرتے لیکن ہر چاند کی نوچندی جمعرات کو وہ پارہ ابر آتا اور شہزادیکو لیجاتا بعد
دو دن کے تحفہ کھلونے اور سوغاتین ہر ایک ملک کی اور ہر ایک قسم کی شہزادے کے ساتھ لاتا
جنکے دیکھنے سے عقل انسان کی حیران ہو جاتی اسی قاعدے سے بادشاہزادے نے خیریت سے
ساتوین برس مین پانون دیا عین سالگرہ کے روز بادشاہ آزاد بخت نے فقیرون سے کہا کہ
سائین اللہ کچھ معلوم نہین ہوتا کہ شہزادے کو کون لیجاتا ہے اور پھر دے جاتا ہے بڑا تعجب ہے
دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے درویشون نے کہا ایک کام کرو ایک شقہ شوقیہ اس مضمون کا لکھکر
شہزادے کے گہوارے مین رکھدو کہ تمہاری مہربانی اور محبت دیکھکر اپنا بھی دل مشتاق ملاقات کا ہوا
ہے اگر دوستی کی راہ سے اپنے احوال کی اطلاع دیجیے تو خاطر جمع ہو اور حیرانی بالکل دفع ہو بادشاہ
نے موافق صلاح درویشونکے افشانی کاغذ پر ایک رقعہ اسی عبارت کا رقم کیا اور مہد زرین مین
رکھدیا شہزادہ بموجب قاعدہ قدیم کے غائب ہوا جب شام ہوئی آزاد بخت درویشونکے بسترون پر
آ بیٹھے اور کلمہ کلام ہونے لگا اتنے مین ایک کاغذ لپٹا ہوا بادشاہ کے پاس آ پڑا کھولکر پڑھا تو
جواب اسی رقعے کا تھا یہی دو سطرین لکھی تھین کہ ہمین بھی اپنا مشتاق جانیے سواری کے لیے تخت آتا ہے وقت

اگر تشریف لائیے تو بہتر ہے باہم ملاقات ہو سب اسباب عیش و طرب کا مہیا ہے صاحب ہی کی جگہ خالی ہے
بادشاہ آزاد بخت درویشوں کو ہمراہ لیکر تخت پر بیٹھے وہ تخت حضرت سلیمان کے تخت کے مانند ہوا پر چلا رفتہ
رفتہ ایسے مکان پر جا اُترے کہ عمارت عالیشان اور طیاری کا سامان نظر آتا ہے لیکن یہ معلوم نہین
ہوتا کہ یہاں کوئی ہے یا نہین اتنے مین کسی نے ایک ایک سلائی سلیمانی سرمہ کی اُن پانچوں کی
آنکھوں مین پھیر دی دو دو بوندین آنسو کی ٹپک پڑین پریوں کا اکھاڑا دیکھا کہ استقبال کیواسطے
گلاب پاش لیے ہوئے اور رنگ برنگ کے جوڑے پہنے ہوئے کھڑی ہے آزاد بخت آگے چلے تو دورویہ
ہزاروں پریزاد مؤدب کھڑے ہین اور صدر مین ایک تخت زمرد کا دھرا ہے اُسپر ملک شہپال شاہرخ کا
بیٹا تکیہ لگائے بڑے تزک سے بیٹھا ہے اور ایک پریزاد لڑکی روبرو بیٹھی شہزادہ بختیار کے ساتھ کھیل
رہی ہے اور دونوں بغل مین کرسیاں اور صندلیاں قرینے سے بچھی ہین اُنپر عمدہ پریزاد بیٹھے ہین ملک
شہپال بادشاہ کو دیکھتے ہی سروقد اُٹھا اور تخت سے اُتر کر بغلگیر ہوا اور ہاتھ مین ہاتھ پکڑے لینے

تصویر آزاد بخت کی اور ملک شہپال کی باہم ملاقات اور پریزاد لڑکی کا بختیار سے کھیلنا

پایہ تخت پر لاکر بٹھایا اور تپاک اور گرمجوشی سے باہم گفتگو ہونے لگی تمام روز ہنسی خوشی کھیلنے اور
میوے اور خوشبوئی ضیافت رہی اور رات رنگ تماشے دیکھے دوسرے دن جب پھر دونوں بادشاہ
جمع ہوئے تب ملک شہپال نے بادشاہ سے درویشوں کے ساتھ لانے کی کیفیت پوچھی بادشاہ نے چاروں
بیچاروں کا ماجرا جو سنا تھا مفصل بیان کیا اور سفارش کی اور مدد چاہی کہ انھوں نے اتنی محنت
اور مصیبت کھینچی آپ صاحب کی توجہ سے اگر اپنے اپنے مقصد کو پہونچیں تو ثواب عظیم ہے اور یہ مخلص
بھی تمام عمر شکر گزار رہے گا آپ کی نظر توجہ سے ان سب کا بیڑا پار ہوتا ہے ملک شہپال نے سنکر کہا
بسر و چشم میں تمہارے فرمانے سے قاصر نہیں یہ کہکر نگاہ گرم سے دیووں اور پریوں کی طرف دیکھا اور
بڑے بڑے جن جو جہاں سردار تھے انکو نامے لکھے کہ اس فرمان کے دیکھتے ہی اپنے تئیں حضور پر نور
میں حاضر کرو اگر کسی کے آنے میں توقف ہوگا تو اپنی سزا پاوے گا اور پکڑا آئیگا اور آدمزاد خواہ عورت
خواہ مرد جسکے پاس ہو اسے اپنے ساتھ لے آوے اگر کوئی پوشیدہ کر رکھے گا اور ثانی الحال ظاہر ہوگا تو اسکے
زن و بچے کو کولہو میں پیرا جائیگا اور نام و نشان باقی نہ رہے گا یہ حکمنامہ لیکر دیو چاروں طرف تعین
ہوئے یہاں دونوں بادشاہوں میں صحبت گرم ہوئی اور باتیں اختلاط کی ہونے لگیں اس بیچ میں ملک
شہپال بھی درویشوں سے مخاطب ہوکر بولا کہ اپنے تئیں بھی بڑی آرزو لڑکے ہونے کی تھی اور
دل میں یہ عہد کیا تھا کہ اگر خدا بیٹا دے یا بیٹی تو اسکی شادی بنی آدم کے بادشاہ کے یہاں اسدن
چاند سا پیدا ہوگا اس سے کرونگا اس نیت کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ بادشاہ بیگم پیٹ سے ہیں لئے
دن اور گھڑیاں اور مہینے گنتے گنتے پورے دن ہوئے اور یہ لڑکی پیدا ہوئی موافق وعدے کے
تلاش کرنے کے واسطے عالم جنات کو میں نے حکم کیا کہ چار دانگ دنیا میں جستجو کرو جس بادشاہ یا شہنشاہ کے
یہاں فرزند پیدا ہوا ہو اسکو بجنسہ احتیاط سے جلد اٹھا کر لے آؤ وے ہیں بموجب فرمان کے پریزاد چاروں
سمت پراگندہ ہوئے بعد دیر کے اس شہزادے کو میرے پاس لے آئے میں نے شکر خدا کا کیا
اور اپنی گود میں لے لیا اپنی بیٹی سے زیادہ اسکی محبت میرے دل میں پیدا ہوئی ہے جی نہیں چاہتا کہ
ایکدن یا ایکدم نظر سے جدا کروں لیکن اس خاطر بھیجدیتا ہوں کہ اگر اسکے ماں باپ نہ دیکھیں گے
تو انکا کیا حال ہوگا لہذا ہر مہینے میں ایکبار منگا لیتا ہوں کئی دن اپنے نزدیک رکھکر پھر بھیجدیتا ہوں
انشاء اللہ تعالی اب یہاں ہمارے تمہارے ملاقات ہوئی اسکی کتخدائی کر دیتا ہوں موت حیات سب سے
لگی پڑی ہے بھلا جیتے جی انکا سہرا دیکھ لیں بادشاہ آزاد بخت یہ باتیں ملک شہپال کی سنکر اور اسکی
خوبیاں دیکھکر نہایت محظوظ ہوئے اور بولے پہلے تو شہزادے کے غائب ہو جانے اور پھر اپنے بخت

طرح کے خطرے دل مین آتے تھے لیکن اب صاحب کی گفتگو سے تسلی ہوئی یہ بیٹا اب تمہارا ہے جسمین تمہاری
خوشی ہو سو کیجئے غرض دونون بادشاہون کی صحبت مانند شیر و شکر کے رہتی اور عیش کرتے
دس پانچ دن کے عرصے مین بڑے بڑے بادشاہ گلستان ارم کے اور کوہستان اور جزیرون کے
جنکی طلب کی خاطر لوگ تعینات ہوئے تھے سب آکر حضور مین حاضر ہوئے پہلے ملک صادق سے
فرمایا کہ تیرے پاس جو آدم زاد ہے حاضر کر اُسنے نپٹ غم و غصہ کھا کر ناچار اُس گلعذار کو حاضر کیا اور ولایت
عمان کے بادشاہ سے شہزادی جسکے واسطے شہزادہ ملک نیمروز کا گاوسوار ہو کر سودائی بنا تھا مانگی
اُسنے بھی بہت سے عذر معذرت کر کے حاضر کی جب بادشاہ فرنگ کی بیٹی اور بہزاد خان کو طلب کیا
سب منکر پاک ہوئے اور حضرت سلیمان کی قسم کھانے لگے آخر دریائے قلزم کے بادشاہ سے پوچھنے
کی نوبت آئی تو وہ سر نیچا کر کے چپ ہو رہا ملک شہپال نے اُسکی خاطر کی اور قسم دی اور اُمیدوار سرفراز کیا
کیا اور کچھ دھونس دھڑکا بھی دیا تب وہ بھی ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگا کہ بادشاہ سلامت حقیقت یہ ہے
کہ جب بادشاہ اپنے بیٹے کے استقبال کی خاطر دریا پر آیا اور شہزادے نے مارے جلدی کے گھوڑا
دریا مین ڈالا اتفاقاً مین اُس روز سیر و شکار کی خاطر نکلا تھا اُس جگہ میرا گذر ہوا سواری کھڑی کر کے یہ
تماشا دیکھ رہا تھا سو مین شہزادی کو بھی گھوڑی دریا مین لیگئی میری نگاہ اُسپر پڑی دل بے اختیار ہوا
پریزادون کو حکم دیا کہ شہزادی کو مع گھوڑی کے لے آؤ اُسکے پیچھے بہزاد خان نے گھوڑا ڈالا جب وہ بھی غوطے
کھانے لگا اُسکی دلاوری اور مردانگی پسند آئی اُسکو بھی ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا اُن دونون کو لیکر مین نے
سواری پھیری سو وہ دونون صحیح و سلامت میرے پاس موجود ہین یہ احوال سُنکر دونونکو روبرو بُلایا
اور سلطان شام کی شہزادی کی تلاش بہت سی کی اور سبھون سے سختی و ملائمت استفسار کیا لیکن کسی نے
حامی نہ بھری اور نہ نام و نشان بتایا تب ملک شہپال نے فرمایا کہ کوئی بادشاہ یا سردار غیر حاضر بھی ہے
یا سب آچکے جنون نے عرض کیا کہ جہان پناہ سب حضور مین آگئے مگر ایک مسلسل جادو جس نے کوہ قاف
کے پردے مین ایک قلعہ جادو کے علم سے بنایا ہے وہ اپنے غرور سے نہین آیا ہے اور ہم غلامونکو
طاقت نہین جو بزور اُسکو پکڑ لائین اور بڑا قلب مکان ہے اور وہ خود بھی بڑا شیطان ہے یہ سُنکر
ملک شہپال کو بڑا طیش آیا اور کڑائی کی فوج جنون اور عفریتون اور پریزادون کی تعینات کی اور فرمایا
کہ اگر راستی مین شہزادی کو ساتھ لیکر حاضر ہو تو فبہا والا اُسکو زیر و زبر کر کے مشکین باندھ کر لے آؤ اور
اُسکے گڑھ اور ملک کو نیست و نابود کر کے گدھے کا ہل پھرواؤ وہین حکم ہوتے ہی ایسی کتنی فوج روانہ ہوئی
کہ ایک آدھ دن کے عرصے مین ویسے جوش و خروش والے سرکش کو حلقہ بگوش کر کے پکڑ لائی اور حضور مین

نظم

مرتب ہوا جب یہ باغ و بہار — تھے سن بارہ سو سترہ در شمار
کرو سیر اب اس کی تم رات دن — کہ ہے نام و تاریخ باغ و بہار
خزان کا نہین اسمین آسیب کچھ — ہمیشہ تر و تازہ ہے یہ بہار
مرے خون دل سے یہ سیراب ہے — و لخت جگر کے ہین سب رنگ و بار
مجھے بھول جائینگے سب بعد مرگ — رہے گا مگر یہ سخن یادگار
اسے جو پڑھے یاد مجھکو کرے — یہی قاریون سے مرا ہے قرار
خطا گر کہین ہو تو رکھیو معاف — کہ پھولون مین پوشیدہ رہتا ہے خار
ہے انسان مرکب بسہو و خطا — یہ چوکے گا ہر چند ہو ہوشیار
مین اسکے سوا چاہتا کچھ نہین — یہی ہے دعا میری اے کردگار
تری یاد مین مین رہون دمبدم — کٹے اس طرح میرا لیل و نہار
نہ پرسش کی سختی ہو مجھ پر کبھو — نہ تنگی گور کی اور نہ روز شمار
تو کونین مین لطف پر لطف رکھ — خدایا بحق رسول کبار

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت شائقین قصص کو واضح ہو کہ یہ قصہ چار درویش کا بہت مشہور و معروف قصہ ہے جسکو حاجت زیادہ تشریح کی نہین جو پہلے یہ قصہ زبان فارسی مین مروج تھا اور آجتک اس قصہ کی نسبت ارادتمندونکو یہ اعتقاد بلکہ تجربہ ہے کہ جو بیمار اسکو پڑھتا یا سنتا ہے وہ صحت پاتا ہے اور حاجتمند اپنی مراد کو پہونچتا ہے فیض و برکت کے علاوہ ایک لطف مزید یہ بھی ہے کہ برخلاف دیگر قصص کے یہ قصہ تعلیم نسوان کے لیے بھی بکار آمد ہے اور کوئی مضمون اسمین ایسا نہین ہے جو خلاف تہذیب متصور ہوسکے پس ۱۲۱۷ھ مین بحکم جان گلگرسٹ بہادر فصیح الفصحا ابلغ البلغا استاد مسلم الثبوت میر امن صاحب دہلوی نے اس قصہ سراپا فیض و برکت کو زبان اردوے معلی سلیس بامحاورہ ترجمہ فرمایا جو اسوقت تک مقبول خاص و عام ہے الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ قصۂ چار درویش موسوم باسم تاریخی باغ و بہار با تصویر مطبع نامی گرامی منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب ایماے عالیجناب منشی پشن نرائن صاحب بہادر مالک مطبع ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۳ع بار ہشتم زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر سرور بخش دل مشتاقان ہوا۔

فسانۂ معقول - از سید غلام حیدرخان بہادر
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب
قصہ زاہد شمسی - از شیخ برہان الدین
سنگھاسن بتیسی - قصہ مشہور
ناٹک نل دمنتی مولفہ منشی نایک شاہ
قصہ موتی و بنولہ - ذخیرہ بیاد خردمند
بیتال پچیسی - با تصویر قصہ مشہور
گل بکاؤلی - از منشی نہال چند
طوطا کہانی - از سید حیدربخش صاحب متخلص بہ حیدر
افسانۂ پرفضا مصنفہ منشی ٹھاکر پرشاد صاحب -
قصہ گل و صنوبر - از منشی پیم چند -
ایک روسی زمیندار کا قصہ -
مترجمہ مسٹر ہنری فانتوم صاحب کاغذ سفید چکنا -

کتب قصص نثر درسی فارسی

عیار دانش - از شیخ ابوالفضل وزیر اکبر بادشاہ
شبستان عشرت معروف بہ عجیب القصص از منشی بختاور سنگھ -

انوار سہیلی - از ملا حسین واعظ
مفرح القلوب - یعنی گیٹنا مصدرہ از مفتی تاج الدین -
کشائش نامہ - مع فرہنگ - از منشی راج کشن -

کتب قصہ بیات نظم اردو

الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت میں ہیں - کامل مجلد
ایضاً - جلد اول - از منشی طوطارام شایان
ایضاً - جلد دوم - از منشی طوطارام شایان کاغذ سفید -
ایضاً - جلد سوم مترجمہ منشی طوطارام شایان
ایضاً - جلد چہارم - از منشی شادی لال کاغذ حنائی و سفید
مجموعۂ قصص - با تصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصہ سوداگر بچہ (۲) قصہ ماہی گیر (۳) قصہ حجیمہ (۴) قصہ منصور (۵) قصہ شاہ روم -
قصہ سوداگر بچہ
آہ وحشی - ترجمہ منبس جواہر از منشی محمد احسن صاحب بلگرامی